https://www.ashrafia.net

ماہنامہ
ستمبر ۲۰۲۵ء
الاشرف
کراچی
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

1500
پندرہ سو سالہ
جشن عید میلاد النبی ﷺ
کے موقع پر خصوصی اشاعت

یومِ دفاع
تحفظ ختم نبوت
۷ ستمبر

بانی: اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

https://www.ashrafia.net

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(پارہ:۳۰، سورۃ والضحیٰ، آیت:۱۱)

خصوصی اشاعت بسلسلہ

1500 واں

جشنِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

طالبِ دعا: خرم شہزاد اینڈ شہزادہ فیملی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ

ستمبر ۲۰۲۵ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ نمبر ۹

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطبِ ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابو المکرّم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

صرف اس شمارہ کی قیمت =/60 روپے

سالانہ =/400 روپے

نگران انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد ونعت	اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہما	4
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	5
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	9
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	12
حضور جانِ عالم ﷺ کا شجرہ نسب عالی	صاحبزادہ سید محبوب اشرف جیلانی	15
حضور خاتم النبیین ﷺ ایک نظر میں...	خلیفہ اشرف المشائخ حضرت علامہ مظہر علی خان مدنی علیہ الرحمہ	16
خوش نصیب والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ	جناب مولوی محمود حسین صاحب	19
خوش نصیب والدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	22
مولد النبی ﷺ	حضرت مولانا خالد میاں فاخری صاحب	28
تعظیم مصطفیٰ ﷺ	فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی	30
جلوس ومحافل میلاد کی شرعی حیثیت	حضرت علامہ مفتی محمد سلیم نقشبندی علیہ الرحمہ	36
اسمِ جلالت کا مظہر اسمِ رسالت ﷺ	حضرت علامہ ابوالحسنین مفتی محمد فضل رسول رضوی مدظلہ العالی	40
شہنشاہِ کونین ﷺ کا بچپن مبارک	جناب محمد سعید کانپوری صاحب	43
حضور اکرم ﷺ ایک برہان ایک محکم	حضرت علامہ محمد حسن حقانی اشرفی علیہ الرحمہ	46
معجزات نبوی ﷺ کا ذکر احادیثِ مقدسہ میں...	اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ	49
شمائل مصطفیٰ ﷺ	حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم اشرفی صاحب	54
اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ	انتخاب: ابوالمجتبیٰ سید مصطفےٰ اشرف جیلانی	59

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

مضمون	مصنف	صفحہ
سیاہِ لامکاں کا سفرِ لامکاں	حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ	64
نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ شوہر	جناب حکیم محمد سعید دہلوی مرحوم	66
ازواجِ مطہرات	شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ	68
اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت علامہ سید سعادت علی قادری علیہ الرحمہ	70
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں پر احسانات	حضرت مولانا باغ علی رضوی صاحب	75
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں پر شفقت	جناب حافظ محمد قاسم ساقی صاحب	77
مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بین الاقوامی حیثیت	حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ	79
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک طبیبِ حاذق	حضرت ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب	84
نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس...(قسط:۹)	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ	89
معمولاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ	91
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ	صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی	97
سیرت طیبہ کے فروغ میں مصنوعی ذہانت کا کردار	صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی	102
ختم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک	حضرت علامہ مفتی کفایت احمد رتوی صاحب	107
حضرت سید مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمہ..(قسط: آخری)	ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	111
عرفانِ شریعت... فقہی سوالات کے جوابات	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	114
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	120
صلوٰۃ وسلام	اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرف الاشرفی الجیلانی نور اللہ مرقدہٗ	124

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ

حمد

شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرف المعروف اشرفی میاں الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

مشہور ہو رہا ہے عزّ و جلال تیرا
جاری ہے ہر زبان پر قال و مقام تیرا

تو پردۂ تعین رُخ سے اگر اُٹھا دے
عالم کو محو کر دے حُسن و جمال تیرا

آنکھوں میں عاشقوں کی شکلوں میں مہ رخوں کی
جلوہ دکھا رہا ہے یہ خط و خال تیرا

گاہے بشکلِ ممکن گاہے برنگِ واجب
نظارہ ہو رہا ہے اے باکمال تیرا

نظروں میں اہل دل کی کثرت سے عین وحدت
ہر حال میں ہے حاصل قرب و وصال تیرا

خودکر کے عشق اپنا پردے میں کیوں چھپا ہے
شاہد ہے مجلسوں میں یہ وجد و حال تیرا

مل جائے جامِ وحدت گر واعظا تجھے بھی
مٹ جائے دل سے تیرے یہ قیل وقال تیرا

جب تجھ میں اشرفی ہے اور اشرفی میں تو ہے
پھر کیا سمجھ میں آئے ہجر و وصال تیرا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعتِ رسول

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ

نسیما جانبِ بطحا گذر کُن
زِ احوالم محمد را خبر کُن

توئی سلطانِ عالم یا محمد
زرُوئے لطفِ سوئے من نظر کُن

بہ برایں جانِ مشتاقم در آنجا
فدائی روضۂ خیرُ البشر کُن

مشرف گرچہ شدیک بار جامی
کرم کردی وهم بارِ دگر کُن

(۱) اے نسیم سحر! بحضور سرورِ کائنات ﷺ والیٔ بطحا کی طرف جا اور مجھ عاجز وبیکس کے احوالِ پریشان کو خواجۂ دو جہاں محمد ﷺ کے روبرو بیان کر۔

(۲) اے محمد ﷺ! فِداک اُمّی وَابی ﷺ درحقیقت دونوں عالم کی بادشاہی آپ ﷺ ہی کے شایانِ شان ہے۔ محض از راہِ لطف و عنایت اس عاجز کی طرف نگاہِ کرم فرمائیے۔

(۳) اے نسیم سحر! میری اس حسرت بھری جان کو جو کہ آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کا اشتیاق رکھتی ہے، لے جا اور خواجۂ دوعالم خیر البشر ﷺ کے روضۂ انور پر قربان کر دے۔

(۴) یہ بندۂ عاجز جامیؔ اگرچہ ایک بار محض آپ ﷺ کی عنایت سے روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے مگر دوبارہ حاضریٔ روضۂ اقدس کی تمنا رکھتا ہے، کرم فرمائیے تاکہ یہ سعادت نصیب ہوسکے

https://www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

15 سو سالہ میلاد النبی ﷺ ۱۴۴۷ھ

ایڈیٹر

الحمدللہ! ربیع الاوّل شریف کا مبارک ومقدس مہینہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ ہم سب پر سایہ فگن ہورہا ہے۔ اس ماہِ مبارک میں **حضور پُرنور ﷺ کا 1500 واں جشنِ ولادت** منایا جارہا ہے اوران شاءاللہ پاکستان کے علاوہ پورے عالمِ اسلام میں یہ جشن نہایت ادب واحترام اور عقیدت ومحبت کے ساتھ منایا جائے گا۔ اس لیے ہم تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے آقا ومولیٰ ﷺ سے اپنا تعلق مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے اس جشن کو بھرپور طریقے سے منائیں۔

یہ وہ ماہِ مبارک ہے جسے ہمارے آقا ومولیٰ، ہادیٔ سبل، فخرِ رسل مولائے کل، قاطع لات وہبل، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے نسبت ہے اور اسی نسبت کی وجہ سے یہ ماہِ مبارک ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ اس ماہِ مبارک کی ۱۲ تاریخ کو سرکارِ دوعالم ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے اور اپنی نورانیت سے اس دنیائے عالم کو پُرنور بنا دیا۔ جب بھی یہ ماہِ مبارک آتا ہے عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ جلسے منعقد کرتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں اپنے گھروں کو اور گلیوں کو سجاتے ہیں اور سرکارِ دوعالم ﷺ کی آمد کا جشن مناتے ہیں اور یہ کوئی نیا کام نہیں بلکہ سلف و صالحین سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے اور مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ مخالفین اعتراض کرتے ہیں اور ہرسال وہی گھسے پٹے اعتراضات جن کے جوابات علمائے اہلسنت دے چکے ہیں پھر انہیں کو دُہراتے ہیں اور بھولے بھالے سنیوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان تمام اعتراضات اور جوابات سے قطع نظر ہم صرف اس بات پر گفتگو کریں گے کہ ہمیں نبی پاک ﷺ کا میلاد کس طرح منانا چاہیے کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ عوام اہلسنت عشقِ رسول ﷺ میں اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ دوسروں کے لیے مشکلات پیدا کردیتے ہیں اس لیے ہمیں یہ چاہیے کہ ہم اس انداز سے میلادالنبی ﷺ منائیں کہ ہمارے کسی مسلمان بھائی کو کوئی اذیت یا تکلیف نہ ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ سوچے کہ میلادالنبی ﷺ سے کسی مسلمان کو کیوں تکلیف ہوگی؟ حقیقت حال یہ ہے کہ میلادالنبی ﷺ منانے سے یقیناً کسی مسلمان کو تکلیف نہیں ہوتی سوائے اُس کے کہ جس کا دل عشقِ رسول ﷺ سے خالی ہو اور جو شیطان

https://www.ashrafia.net

کا پیروکار ہو لیکن یہاں ہم جس تکلیف یا پریشانی کا ذکر کر رہے ہیں اس کا تعلق میلاد سے نہیں بلکہ طریقۂ میلاد سے ہے یعنی کس طریقے سے میلاد النبی ﷺ منایا جائے۔

میلاد النبی ﷺ باادب ہو کر منائیں:

سب سے پہلے اس چیز کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ محفلِ میلاد میں ادب کو ملحوظ رکھا جائے یعنی جتنے حضرات اس میں شرکت کریں وہ سب باوضو ہوں، سر ڈھانپ کر باادب ہو کر بیٹھیں، آپس میں گفتگو نہ کریں اور جب تلاوت، نعت اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت بیان کی جائے تو بڑی توجہ سے سنیں اور اسے یاد رکھنے کی کوشش کریں۔

محفل میلاد میں وقت کا تعین کریں:

وقت کا تعین ضروری ہے۔ کس وقت محفل شروع کرنی ہے اور کس وقت محفل ختم کرنی ہے اس کا تعین ضرور ہونا چاہیے کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ محفل دیر سے شروع کی جاتی ہیں اور بہت زیادہ تاخیر سے اختتام پذیر ہوتی ہے یعنی رات کے دو تین بجے تک محافل جاری رہتی ہیں جس کے نتیجے میں جو لوگ شرکت کرتے ہیں ان کی فجر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے۔ اس لیے اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ جب ہم محفل میں شرکت کریں تو دوسرے دن ہماری فجر کی نماز قضا نہ ہو۔ نعت خواں حضرات کے لیے نعت پڑھنے کا وقت مقرر کیا جائے اور اگر کوئی تاخیر سے آئے تو اس کی جگہ دوسرے کو مقرر کر دیا جائے اور اس سے معذرت کر لی جائے یعنی اس کے انتظار میں محفل کو طویل نہ کیا جائے تا کہ سب کو وقت کی پابندی کا احساس ہو۔

محفل میں لنگر تقسیم کرنے کا طریقہ:

محفل کے بعد جب لنگر شریف تقسیم کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ چاول کی تھیلیاں بنا کر اچھال اچھال کر پھینکتے ہیں اور اس طرح تقسیم کرتے ہیں کہ جس سے رزق کی بے ادبی ہوتی ہے اکثر یہ طریقہ جلوس میں اختیار کیا جاتا ہے۔ خصوصاً جلوس میں یہ کیا جاتا ہے جس سے اس تبرک کی بے ادبی ہوتی ہے، رزق زمین پر گرتا ہے، لوگوں کے قدموں تلے روندا جاتا ہے اور ایسا کرنے والا گنہگار رہتا ہے اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اوّل تو لنگر شریف بٹھا کر کھلایا جائے اور اگر کسی جلسے یا جلوس میں لنگر شریف کو تقسیم کرنا ہو تو نہایت ادب و احترام کے ساتھ ایک ایک کے ہاتھ میں دیا جائے تا کہ رزق کی بے ادبی نہ ہو۔

اپنی حیثیت کے مطابق محفل کریں:

جس کی جتنی حیثیت ہو وہ اپنی حیثیت کے مطابق محفلِ میلاد ضرور کرے۔ اگر کسی کی بڑا جلسہ کرنے کی حیثیت نہ ہو تو اپنے گھر ہی میں مختصر محفلِ میلاد رکھ لے جس میں تلاوت، نعت اور اس کے بعد آقائے دو جہاں ﷺ کی سیرت کو بیان کیا جائے اور اگر کسی کی کھانا کھلانے کی حیثیت نہ ہو تو وہ مٹھائی تقسیم کر دے یہ نہ سوچے کہ اگر میں بہت بڑا لنگر کروں گا تب نبی پاک ﷺ خوش ہوں گے اور اگر مٹھائی تقسیم کروں گا تو حضور ﷺ خوش نہیں ہوں گے۔ ایسا ہرگز نہیں سرکار دو عالم ﷺ کی شان یہ ہے کہ کوئی عقیدت و محبت کے ساتھ اگر کوئی معمولی چیز

https://www.ashrafia.net

بھی محفل کے بعد تقسیم کر دے تو آپ ﷺ اس کو بھی قبول فرماتے ہیں۔ جس طرح کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد حضرت شاہ عبد الرحیم قدس سرہما ہر سال ربیع الاوّل شریف میں محفلِ میلاد منعقد فرماتے تھے اور اس میں اہتمام کے ساتھ لنگر شریف لوگوں کو کھلاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک سال حالات درست نہ رہے یعنی اتنی حیثیت نہ تھی کہ بڑے پیمانے پر لنگر پکایا جائے اس لیے میں نے بھنے ہوئے چنے لیے اور انہیں سامنے رکھ کر سرکار ﷺ کا میلاد پڑھ دیا اور محفل کے بعد وہی چنے تقسیم کر دیے۔ اسی رات نبی پاک ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی میں نے دیکھا حضور پُر نور ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے وہی بھنے ہوئے چنے رکھے ہیں جو آپ تناول فرما رہے ہیں یعنی سرکار دو عالم ﷺ نے یہ بتا دیا کہ ہم نے وہ چنے بھی قبول کر لیے۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں نام و نمود، شہرت، دکھاوا، یا بڑے پیمانے پر کوئی لنگر وغیرہ کرنا اس کی کوئی حیثیت نہیں وہاں صرف دل دیکھا جاتا ہے۔ اگر دل میں عشقِ رسول ﷺ ہے، سچی محبت ہے ادب ہے، احترام ہے تو محفل کتنی ہی مختصر کیوں نہ ہو قبول کر لی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو نبی پاک ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔ آمین

محفلِ میلاد کے لیے گھر سجائیں:

محفلِ میلاد کے لیے گھر کو سجانا، حاضرین کو خوشبو لگانا اور باادب ہو کر بیٹھنا باعثِ برکت ہے یہی طریقہ ہمارے بزرگانِ دین و سلف و صالحین کا ہے لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہم بھی اپنے گھر میں محفلِ میلاد کریں تو اس کو سجائیں، اگر گھر کے باہر گلی میں محفل کریں تو اس کو سجائیں اور اگر کسی ہال وغیرہ میں محفل منعقد کریں تو اسے بھی سجائیں اور صاف ستھرا رکھیں یہ ادب و محبت کا تقاضہ ہے۔

اپنے گھروں میں محافل منعقد کریں:

ہر شخص کو چاہیے کہ یکم ربیع الاول سے بارہ تاریخ تک اپنے گھر میں محفلِ میلاد منعقد کرے چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے اہلِ خانہ کو بٹھا کر تلاوت قرآن، ایک نعت اور پھر سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت کا کوئی ایک واقعہ بیان کر دیں اور اس کے بعد دعا کر لیں اگر یہ ممکن نہ ہو تو جہاں بھی محافلِ میلاد منعقد ہو رہی ہیں ان میں ضرور شرکت کریں کیونکہ ان محافل میں شرکت کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔

جلوس میں عورتوں کی شمولیت:

۱۲ ربیع الاوّل شریف کو جو جلوس پورے ملک میں نکلتے ہیں اس میں دیکھا گیا ہے کہ اکثر خواتین بچوں کو لے کر شریک ہوتی ہیں۔ جلوس گزرتے ہوئے دیکھتی ہیں، بعض خواتین نعرے بھی لگاتی ہیں، بعض پردے میں اور اکثریت بے پردہ ہوتی ہیں یہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ عورتوں اور مردوں کا اختلاط اس طرح سڑکوں پر ہونا شریعت کے خلاف ہے۔ لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ وہ جلوس میں شرکت کرنے یا دیکھنے کے بجائے اپنے گھروں میں بیٹھ کر محافل میلاد منعقد کریں اور اپنے

https://www.ashrafia.net

گھروں میں ہی نعت خوانی کریں یا جن محفل میلاد میں عورتوں کے لیے پردہ کا علیحدہ اہتمام ہواُن میں باپردہ شرکت کریں۔ مرد حضرات کو بھی چاہیے کہ اپنی خواتین کو جلوسوں میں جانے سے روکیں یا جلوس دکھانے سے منع کریں لوگ اپنی بائیکوں اور گاڑیوں میں خواتین کو بٹھا کر لے جاتے ہیں اور وہ سڑک پر کھڑے ہو کر جلوس کو دیکھتی ہیں، غیر مردان کو دیکھتے ہیں۔ بائیکوں اور گاڑیوں میں جانے سے ٹریفک جام ہوتا ہے، عوام کو پریشانی ہوتی ہے یہ کسی طرح بھی شرعی لحاظ سے جائز نہیں ہے لہٰذا خواتین کے لیے صرف اور صرف یہی جائز ہے اور یہی بہتر ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ہی محافل میلاد منعقد کریں، اسی میں ان کے لیے اجر وثواب ہے۔

میلاد کی خوشی میں صدقہ وخیرات کریں:

ربیع الاوّل شریف میں بارہ کی نسبت سے بارہ روپے، بارہ سو روپے، بارہ ہزار روپے یا جس کی جتنی حیثیت ہو اس حساب سے یہ پیسہ غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کرے یا ان محافل میں خرچ کرے جو میلاد کے سلسلے میں منعقد ہو رہی ہیں۔

ربیع الاوّل شریف کا پورا مہینہ ذکر واذکار اور خصوصاً درودِ پاک پڑھنے میں گزارے اگر ہر نماز کے بعد ایک تسبیح درودِ پاک کی پڑھ لے تو پورے دن میں پانچ سو مرتبہ ہو جائے گا اور اگر دو تسبیح پڑھے گا تو دن میں ہزار مرتبہ ہو جائے گا۔

مدینے شریف میں باادب رہیں:

جو حضرات ربیع الاوّل شریف میں مدینہ طیبہ حاضر ہوتے ہیں کہ وہاں پر بارہ ربیع الاوّل منائیں گے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ مسجدِ نبوی کے صحن میں یا مسجد نبوی کے باہر کھڑے ہو کر بلند آواز سے نعتیں یا سلام پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور بہت سے لوگ نعرۂ تکبیر ورسالت بلند آواز سے لگانا شروع کر دیتے ہیں اور جس کے نتیجے میں پولیس آکر انہیں پکڑ لیتی ہے اور ایک ہنگامہ آرائی کی کیفیت بن جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ تمام چیزیں ادب کے خلاف ہیں۔ جب مواجہہ شریف میں حاضر ہوں تو ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر باادب درود وسلام پیش کریں اسی طرح مسجدِ نبوی کے اندر یا باہر بلند آواز سے نعت، درود وسلام نہ پڑھیں بلکہ باادب ہو کر آہستہ آواز میں پڑھیں تاکہ خشوع وخضوع بھی قائم رہے اور ادب کا تقاضہ بھی پورا ہو جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اس ماہِ مبارک کو ادب و احترام سے گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی سچی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرمائے، اسی محبت میں زندہ رہیں اور اسی محبت میں موت عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

ایڈیٹر

قارئین متوجہ ہوں!

یہ شمارہ ماہنامہ ''الاشرف'' کراچی کا 1500واں جشنِ ولادت مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے میں خصوصی اشاعت ہے۔ صفحات کی ضخامت ہونے کی وجہ سے صرف اس شمارہ کی قیمت =/60 روپے کی گئی ہے۔

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

پارہ نمبر۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر: ۸۰ تا ۸۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الۡيَهُوۡدَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقۡرَبَهُمۡ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيۡسِيۡنَ وَرُهۡبَانًا وَّاَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ:

ضرور پاؤ گے تم مسلمانوں کا شدید ترین دشمن یہود کو اور مشرکوں کو اور ضرور پاؤ گے تم قریب ترین محبت میں ایمان والوں سے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

تفسیر:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً .... وَّاَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ

اس آیت کریمہ میں ان کی مدحت ہے جو زمانہ اقدس تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر رہے اور سید عالم ﷺ کی بعثت کا علم ہونے پر حضور ﷺ پر ایمان لے آئے۔ چنانچہ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں جب کفار قریش نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیں تو صحابہ کرام میں سے گیارہ مرد چار عورتیں حضورِ اکرم ﷺ کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے روانہ ہوئے ان گیارہ مردوں اور چار عورتوں کے اسماء یہ ہیں:

حضرت ذوالنورین عثمانِ غنی اور ان کی زوجہ مطہرہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ، حضرت زبیر بن عوام، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوسلمہ حضور جانِ عالم ﷺ کی زوجہ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ کے پہلے شوہر اور ان کی بیوی حضرت اُم سلمہ بنت اُمیہ، حضرت عثمان بن مظعون جن کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے ان کا بوسہ لیا اور حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی حضرت لیلےٰ بنت ابی خمیثہ، حضرت حاطب بن عمرو اور ایک صحابی اور ہیں حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم اجمعین۔

یہ حضرات نبوت کے پانچویں سال ماہِ رجب المرجب میں

https://www.ashrafia.net

بحری سفر کر کے حبشہ پہنچے۔ یہی وہ ہجرت ہے جسے مسلمان ہجرتِ اولیٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب گئے اور رفتہ رفتہ بہت سے مسلمان روانہ ہوتے رہے حتیٰ کہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد 82 مردوں تک پہنچ گئی۔

اس کے بعد قریش کے کفار کو اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے بھی ایک جماعت تحفے تحائف لے کر حبشہ کی طرف نجاشی کے پاس روانہ کی۔ ان لوگوں نے شاہی دربار تک باریابی حاصل کر کے بادشاہ سے کہا کہ: ''ہمارے ملک میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور نادان لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کر دیا ہے۔ اب ان میں سے ایک جماعت آپ کے ملک میں آئی ہے اور یہاں بھی وہ فتنہ و فساد کرے گی اور آپ کی رعایا کو باغی بنائے گی۔ ہم آپ کو خبر دینے کے لیے آئے ہیں اور ہماری قوم کی درخواست ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں''۔

بادشاہ نجاشی نے جواب دیا کہ: ''اوّل ہمیں ان سے گفتگو کر لینے دو، اس کے بعد کوئی فیصلہ ہوگا''۔

یہ کہہ کر نجاشی نے ان مہاجرین کو طلب کیا اور ان سے پوچھا: ''آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے حق میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟''

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور ان کی والدہ حضرت مریم کنواری پاک ہیں''۔

یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اُٹھا کر کہا: ''خدا کی قسم! تمہارے آقا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں اتنا بھی فرق نہ کیا جتنا یہ تنکا تھا''۔

یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کے چہرے اُتر گئے اور ان پر یاس و نااُمیدی چھا گئی۔ پھر نجاشی نے ان مہاجرین سے قرآن شریف سننے کی خواہش کی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے چند آیتیں سورۂ مریم کی تلاوت فرمائیں اس وقت دربارِ نجاشی میں نصرانی عالم اور رہبان موجود تھے، سب کے سب قرآن کریم سن کر بے اختیار رونے لگے۔ نجاشی نے بعد میں ان مصیبت زدہ مہاجرین کو تسلی دی اور کہا: ''تمہارے لیے میری قلمرو میں کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے''۔

اس کے بعد مشرکین مکہ خائب و خاسر واپس مکہ آ گئے۔ پھر مسلمان مہاجرین نجاشی کے پاس عزت و آرام و آسائش کے دن گزارتے رہے۔ حتیٰ کہ فضلِ الٰہی سے نجاشی کو دولتِ ایمان کا شرف حاصل ہوا۔ اس آیتِ کریمہ میں اسی واقعہ کا ظاہر کیا گیا۔ (معالم التنزیل)

اور اس طرزِ بیان سے عامۂ مؤمنین کو یہ سبق ملا کہ علم اور ترکِ تکبر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور یہ سبب ہدایت کا ہوتا ہے۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً .... وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
قسیس و رہبان کے متعلق تفسیر نسفی میں ہے۔ ای علماء و عباد

https://www.ashrafia.net

یعنی عالم اور درویش۔

پادریوں کو قسیس اس لیے کہتے ہیں کہ وہ رات کی عبادت کے عادی تھے بعض نے کہا رومی زبان میں عالم دین کو قسیس کہتے ہیں۔

راغب مفردات میں لکھتے ہیں:

قس القس والقسیس العالم العابد من امراء النصاریٰ واصل القس تتبع الشی و طلبه باللیل. یقال تقسّست اصواتهم اللیل ای تتبعتها۔

قِس اور قسیس عیسائی امراء میں سے عالم اور عبادت گزار کو کہتے ہیں اور اس کا اصلی لغوی معنی ہے رات کو کسی چیز کا پیچھا کرنا اور تلاش کرنا، عربی محاورہ میں کہتے ہیں: میں نے رات کو ان کی آوازوں کا پیچھا کیا اور چلتا گیا۔

والقسقاس والقسقس الدلیل باللیل

اور قسقاس اور قسقس کا معنی ہے: رات کے اندھیرے میں راہنمائی کرنے والا۔

رُہبان کی جمع رہابین ہے اور راہب کا معنی ہے دل میں خوفِ خدا رکھنے والا۔ تارک الدنیا اور درویش۔ (تفسیر کبیر)

اور راہب کے مادہ کو ''رہب'' بتا کر فرماتے ہیں:

رهب الرهبة والرهب مخافة مع تحرز واضطراب کقوله تعالیٰ لانتم اشد رهبة. وقال جناحك من الرهب و قری من الرهب ای الفزع.

رَہب اور رَہبۃ کا معنی ہے ایسا خوف جس میں بے چینی بھی ہو اور آدمی اس سے بچنے کی کوشش بھی کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''تم زیادہ ڈرنے والے ہو ان کے دلوں میں'' اور ارشادِ الٰہی ہے: ''ڈر کے وقت اپنا بازو سینے پر رکھ لے''۔ اور بعض نے رَہَب سے پڑھا ہے تو اس کا معنی ہے گھبراہٹ یعنی اللہ کے سامنے پیش ہونے سے گھبرانے والے۔

لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ

قبولِ حق میں کبھی تکبر نہیں کرتے۔

حق بات کو قبول کر لیتے ہیں جیسے شہنشاہِ روم ہرقل کہ اس نے نامۂ نامی آنکھوں سے لگایا یا شاہ مقوقس کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحائف ارسال کیے۔

بحمد اللہ! چھٹا پارہ ختم ہوا۔

مؤرخہ 5 دسمبر 1953ء یوم شنبہ

سینٹرل جیل، دیوانی وارڈ

ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

خطیب جامع مسجد وزیر خاں، لاہور

صدر مجلسِ عمل مرکزی جمعیت علماء، پاکستان

اضافات: امین الحسنات سید خلیل احمد قادری

خطیب جامع مسجد وزیر خاں، لاہور

امیر جامعہ حسنات العلوم

11 جنوری 1983ء

.... ✻ .... ✻ .... ✻ ....

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ اَخَذْتُ اُهْرِيْقُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَيُصَلِّيْ بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ فَاَدْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ مَعَهٗ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهٗ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْنَا ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شرکت کی مغیرہ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ ایک دن فجر سے پہلے استنجاء خانے گئے میں آپ کے ساتھ ایک برتن لے گیا (۱) جب واپس آئے تو آپ کے ہاتھ شریف پر برتن سے پانی ڈالنے لگا آپ نے اپنا ہاتھ اور منہ دھویا (۲) آپ پر اُونی جبہ تھا آپ کہنیوں سے چڑھانے لگے لیکن جبے کی آستین تنگ تھی (۳) تو آپ نے اپنے ہاتھ شریف جبے کے نیچے سے نکالے اور جبہ اپنے کندھوں پر ڈال لیا (۴) کہنیوں تک ہاتھ دھوئے، پھر پیشانی اور پگڑی پر مسح کیا (۵) پھر میں نے آپ کے موزے اتارنے کا ارادہ کیا فرمایا: انہیں رہنے دو کیونکہ میں نے انہیں پاکی پر پہنا ہے (۶) پھر ان پر مسح فرمالیا، پھر آپ سوار ہوئے اور میں بھی ہم قوم تک پہنچے جو نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے انہیں عبدالرحمٰن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت پڑھا چکے تھے (۷) جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے حضور ﷺ نے انہیں اشارہ کیا (۸) حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پائی جب انہوں نے سلام پھیرا تو حضور ﷺ کھڑے ہو گئے میں بھی آپ کے

https://www.ashrafia.net

ساتھ کھڑا ہوگیا جو رکعت رہ گئی تھی ہم نے پڑھ لی (۹) (مسلم)

شرح:

(۱) تاکہ حضور ﷺ پانی سے استنجاء اور وضو کریں۔ **معلوم ہوا** کہ بزرگوں کی خدمت کے لیے حاضر رہنا اور بغیر حکم کے تیاریٔ خدمت کرنا سنت صحابہ ہے اور نماز کی تیاری وقت نماز سے پہلے سنت ہے (۲) اس سے **چند مسئلے معلوم ہوئے:** ایک یہ کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا سنت سے ثابت ہے۔ دوسرا یہ کہ بزرگوں کو اس طرح وضو کرانا کہ لوٹا خادم کے ہاتھ میں ہو سنت صحابہ ہے۔ خیال رہے کہ یہاں کلی اور ناک میں پانی کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ یہ دونوں چہرے میں داخل ہیں (۳) پشمینہ اور ان کے لباس پہننا جو کہ صوفیائے کرام کا طریقہ ہے، اسی لیے انہیں صوفی کہا جاتا ہے (صوف والے) اس کا ماخذ یہ حدیث ہے حضور ﷺ کی آستین خوب کشادہ ہوتی تھیں یہ تنگ آستینوں والا جبہ کسی جہاد میں غنیمتاً آیا ہوگا۔ یہاں مرقاۃ نے فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کفار کے بنائے ہوئے کپڑے اور دوسرے ملک کی وضع کا لباس پہننا جائز ہے، ان کپڑوں پر خواہ مخواہ ناپاک ہونے کا وہم نہ کرو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حَیرہ کے حلے پہننے سے ممانعت فرمائی اور فرمایا سنا گیا ہے کہ وہ لوگ کپڑے پیشاب سے دھوتے ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عہد نبوی میں یہ جوڑے ہم نے بھی پہنے ہیں اور حضور ﷺ نے بھی، تب آپ نے اپنا حکم واپس لیا۔ دوسری قوم کا لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ کفار یا فساق کی علامت نہ ہو (۴) نیچے قمیض اور تہبند بھی تھا ورنہ بے پردگی ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیک وقت کرتہ واسکٹ اچکن وغیرہ چند کپڑے پہننا جائز ہے (۵) پیشانی سے مراد سر کا اگلا چوتھائی حصہ ہے کہ یہ عموماً پیشانی کی بقدر ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ پورے سر کا مسح ہی کرتے تھے۔ چہارم سر کا مسح اس حدیث سے ثابت ہے یہ فرض اور وہ سنت۔ سرکار ﷺ نے عمامہ پر مسح نہیں کیا تھا بلکہ اسے پکڑا تھا تاکہ گر نہ جائے، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اسے مسح سمجھے۔ لہٰذا یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے خلاف نہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عمامہ پر مسح جائز نہیں'' جب تک کہ سر پر ہاتھ نہ پھیرا (مرقاۃ) (۶) یعنی پہلے وضو کرلیا، پھر موزے پہنے ہیں۔ خیال رہے کہ اگر کوئی شخص پہلے پاؤں دھوکر موزے پہن لے پھر وضو کے باقی اعضاء دھوئے تب بھی جائز ہے۔ اس حدیث سے یہی ثابت ہورہا ہے کہ فرمایا موزے پہنتے وقت میرے پاؤں پاک تھے۔ یہ نہ فرمایا کہ میں باوضو تھا (۷) یہ اس لیے ہوا کہ جماعت صحابہ کو خیال گزرا کہ حضور اقدس ﷺ نے اور جگہ نماز پڑھ لی ہوگی کیونکہ سرکار ﷺ ان سے دور تھے اور حالت سفر کی تھی ورنہ صحابہ حضور اکرم ﷺ کے بغیر نماز نہ پڑھتے تھے اگرچہ وقت تنگ ہوتا، جیسا کہ بہت سی روایات میں ہے (۸) کہ پیچھے نہ ہٹو نماز پڑھاتے رہو۔ اس سے **چند مسائل معلوم ہوئے:** ایک یہ کہ صحابہ کرام عین نماز کی حالت

https://www.ashrafia.net

میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آہٹ کا خیال رکھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ صحابہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب کرتے تھے، جس سے ان کی نماز ناقص نہ ہوتی، بلکہ کامل تر ہو جاتی تھی۔ تیسرے یہ کہ اگر عین جماعت نماز کی حالت میں حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئیں تو موجودہ امام کی امامت منسوخ ہو گئی اور اس وقت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی امام ہوں گے ورنہ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے کی کوشش نہ کرتے۔ چوتھے یہ کہ اس امام کو اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امامت کا حکم دیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب ہو کر امامت کرے گا۔ پانچویں یہ کہ افضل کی نماز مفضول کے پیچھے جائز ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف یہ ایک رکعت دوسرے کے پیچھے پڑھی ہے باقی تمام نمازیں پڑھائی ہیں کسی کے پیچھے پڑھی نہیں، ایسا ہی واقعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی پیش آیا تھا حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اقامت پر قائم رہنے کا اشارہ کیا تھا مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہ مانے اور مقتدی بن گئے وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادب تھا اور یہ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری، دونوں اللہ کے پیارے ہیں مگر صدیق صدیق ہی ہیں (۹) اس سے معلوم ہوا کہ مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعت ادا کرنے کے لیے امام کے دوطرفہ سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جیسا کہ "فَلَمَّا سَلَّمَ" سے معلوم ہوا۔

✱ .... ✱ .... ✱

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ

صبا بسوئی مدینه روکن ازیں دعاگو سلام برخواں

به گِرد شاهِ مدینه گردد بصد تضرع پیام برخواں

به بابِ رحمت گہے گذرکن، به باب جبرئیل گہ جبیں سا

سلامِ ربی علی نبی، گہے به بابُ السّلام بر خواں

بشوز من صورت مثالی نماز بگذار اندر آنجا

نه لحن خوش سورۂ محمد تمام اندر قیام بر خواں

به لحن داؤد بمنوا شو، به ناله و درد آشنا شو

به بزمِ پیغمبر ایں غزل راز عبد عاجز نظام بر خواں

(۱) اے صبا! مدینہ کی طرف جا اور اس عاجز دعا گو کی طرف سے سلام پیش کر، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس کا طواف کر اور عاجزی کے ساتھ میرا پیغام پہنچا دے۔

(۲) اے صبا! کبھی بابِ رحمت کی طرف جا اور کبھی بابِ جبرئیل پر پیشانی جھکا دے اور میرے رب کا سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، کبھی باب السلام پر حاضر ہو کر پہنچا دے

(۳) اے صبا! م میری طرف سے صورتِ مثالی اختیار کر اور اس پاک مقام پر جا کر نماز پڑھ اور حالتِ قیام میں خوش الحانی کے ساتھ سورۂ محمد کی تلاوت کر۔

(۴) اے صبا! لحن داؤدی اختیار کر اور نالہ و درد سے ہم آشنا ہو، پھر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بزمِ مبارک میں اس عاجز بندے نظامؔ الدین کی جانب سے یہ غزل بطور ہدیۂ عقیدت پیش کر۔

https://www.ashrafia.net

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ نسب عالی

◆ صاحبزادہ سید محبوب اشرف جیلانی ◆

نسب: نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب تین حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ایک حصہ جس کی صحت پر اہل سیر اور ماہرین انساب کا اتفاق ہے ۔ یہ عدنان تک منتہی ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ جس میں اہل سیر کا اختلاف ہے کسی نے توقف کیا ہے اور کوئی قائل ہے۔ یہ عدنان سے اوپر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک منتہیٰ ہوتا ہے۔تیسرا حصہ جس میں یقیناً کچھ غلطیاں ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک جاتا ہے، اس کی جانب اشارہ گزر چکا ہے ذیل میں تینوں حصوں کی قدرے تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

پہلا حصہ: حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شَیبَہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدمناف (مغیرہ) بن قصّی (زید) بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فِہر (انہی کالقب قریش تھااور انہی کی طرف قبیلہ قریش منسوب ہے) ابن مالک بن نضر (قیس) بن کنانہ بن خُزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معَد بن عدنان ۔(ابن ھشام ۱/۱ ،۲ ،تلقیح الفھوم اھل الاثر ،ص:۵،۶ رحمت للعالمین ۱۱/۲ تا ۱۴/۲۵)

دوسرا حصہ: عدنان سے اوپر یعنی عدنان بن اُد بن ہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن اُبَی بن عوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن یدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عیض بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن اُرعوی بن عیض بن دیشان بن عیصر بن اُفنا بن اُیہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوضہ بن عرام بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام (علامہ منصور پوری نے بڑی دقیق تحقیق کے بعد یہ حصہ نسب کلبی اور ابن سعد کی روایت سے جمع کیا ہے۔ دیکھیے رحمت للعالمین ۲ / ۱۴ تا ۱۷ تاریخی مآخذ میں اس حصہ کی بابت بڑا اختلاف ہے)

تیسرا حصہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر، ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروع (یا ساروغ) بن راعو بن شالغ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (کہا جاتا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام کا نام ہے) بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن آنوشہ بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام

(ابن ھشام ۱/۲ تا ۴ ،تلقیح الفھوم، ص:۶، خلاصۃ السیر، ص:۶، رحمت للعالمین ۲/۱۸)

بعض ناموں کے متعلق ان مآخذ میں اختلاف بھی ہے اور بعض مآخذ سے ساقط بھی ہیں۔

https://www.ashrafia.net

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

ایک نظر میں...

خلیفہ اشرف المشائخ حضرت علامہ مظہر علی خان مدنی اشرفی علیہ الرحمہ

ولادت باسعادت:

۱۲؍ربیع الاول دوشنبہ بعد صبح صادق ۲۲؍اپریل ۵۷۱ عیسوی

مقام ولادت: مکہ مکرمہ

سیرت مبارکہ صادق الامین:

انتقال والد ماجد قبل ولادت مبارکہ

۶؍ ولادت محمدیہ میں:

والدہ ماجدہ کا انتقال (آپ ﷺ کی عمر شریف ۶ سال کی تھی)

۹؍ولادت محمدیہ میں:

حضرت عبدالمطلب کا انتقال (یہ حضور ﷺ کے دادا تھے)

۱۳؍ولادت محمدیہ میں:

پہلا سفر شام بغرض تجارت ابوطالب کی معیت میں۔

۱۵؍ولادت محمدیہ میں:

حرب فجار میں شرکت اس جنگ کا مقصد کعبہ کی حرمت کا قیام تھا

۲۳؍ولادت محمدیہ میں:

دوسرا سفر بغرض تجارت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ

۲۶؍ولادت محمدیہ میں:

خدیجہ بنت خویلد سے نکاح عمر شریف ۲۵؍سال ۲؍ماہ ۱۰؍یوم۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال

۳۵؍ولادت محمدیہ میں:

خانہ کعبہ میں ایک معمار کی حیثیت سے حصہ لیا اور حجر اسود کے مسئلے میں عرب قبائل کے باہمی اختلاف کا تاریخی فیصلہ کیا۔

۳۶؍سے ۴۰؍ولادت محمدیہ میں:

زیادہ وقت غار حرا میں گزرا۔

بعثت نبوت... مکی زندگی:

اکتالیسویں سال کے پہلے دن اعلان نبوت فرمایا، وحی کا نزول ہوا ۱؁ نبوت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت زید، ارقم ابن ارقم، بلال حبشی، صہیب رومی حضرت سمیہ، ابوعبیدہ بن الجراح سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود اور حضرت صدیق اکبر کی دعوت پر حضرت عثمان غنی، عبدالرحمن بن عوف، سعد ابن ابی وقاص، طلحہ اور زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلام قبول کیا۔

https://www.ashrafia.net

دارِارقم:

جو کوہِ صفا کے دامن میں تھا، دینی تعلیم و تربیت کے لیے پہلا مدرسہ قائم کیا گیا۔ یہاں ۳ سنہ نبوت تک چپکے چپکے لوگوں کو اسلام کی تعلیم دی گئی۔

۴ سنہ نبوت سے کھلم کھلا اسلام کی دعوت دی جانے لگی آزمائشوں کا دروازہ کھلا، ساحر و کاہن کے نام سے پکارے گئے حقیقی چچی اُم جمیل نے راہ میں کانٹے بچھائے، نماز پڑھتے ہوئے گردن مبارک میں چادر ڈال کر بل دیئے گئے۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی ران میں نیزہ مار کر شہید کر دیا گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر کوٹھری میں بند کر کے دھواں دیا گیا، بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو گرم گرم پتھروں پر لٹایا گیا، پیروں میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔

۵ سنہ نبوت رجب کے مہینے میں انفرادی ہجرت کا حکم ہوا حضرت عثمان اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔

۶ سنہ نبوت میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اور پھر تین دن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، کعبہ میں نماز پڑھی گئی

۷ سنہ نبوت میں شعب ابی طالب میں نظر بند کیے گئے، قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصہ حیات تنگ کرنے کا معاہدہ کیا، اوائل ۱۰ سنہ نبوت تک ہر قسم کے مظالم ڈھائے گئے اور ایمان لانے والوں کو بری طرح ستایا گیا۔

۱۰ سنہ نبوت میں شعب ابی طالب کی اسیری سے رہائی کے بعد طائف کا سفر فرمایا۔ دعوت حق میں جسم اطہر کو لہولہان کیا گیا اور خون کے پیاسوں کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی۔

۱۱ سنہ نبوت میں مدینہ منورہ کے پہلے قافلے نے ایمان کی دولت پائی

۱۲ سنہ نبوت میں ۲۷ رجب المرجب دوشنبہ معراج عطا ہوئی پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔

۱۳ سنہ نبوت میں ۲۷ صفر المظفر شب جمعہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ سے عزم ہجرت کیا۔

بعد ہجرت۔۔۔مدنی زندگی:

۱ھ میں یکم ربیع الاول دوشنبہ کے دن غار ثور سے باہر تشریف لائے۔ ۸ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن رونق افروز قباء ہوئے۔ ۲۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن قباء میں چودہ یوم قیام کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی۔

۲ھ میں اذان کا حکم ہوا، کعبہ قبلہ قرار پایا، رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔

۳۱۳ اصحابِ رسول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوۂ بدر میں شرکت کی۔ اُمتِ محمدی کا فرعون ابوجہل مارا گیا۔

۳ھ میں زکوٰۃ فرض ہوئی، ماہِ شوال میں غزوۂ اُحد پیش آیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عم النبی شہید ہوئے۔ زبان رسالت نے "سید الشہداء" کا خطاب مرحمت فرمایا۔

۴ھ میں شراب کا پینا حرام قرار پایا۔

۵ھ میں عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا۔ آیتِ حجاب نازل ہوئی، ماہِ شوال میں غزوۂ خندق پیش آیا۔

https://www.ashrafia.net

۶ ھ میں قریش سے تاریخی معاہدہ ہوا، جو "صلح حدیبیہ" کے نام سے مشہور ہے اسی سن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت کے مشہور بادشاہوں کے پاس سفیر روانہ فرمائے اور اسلام کی دعوت پیش کی

۷ ھ میں غزوۂ خیبر (ماہِ محرم و ماہِ صفر میں) ثمامہ رضی اللہ عنہ والیِ نجد جبلہ رضی اللہ عنہ شاہِ غسان فردہ بن عمر وخزاعی گورنر شام نے اسلام قبول کیا۔

۸ ھ میں فتح مکہ (رمضان المبارک میں) عام معافی کا اعلان، غزوۂ حنین بعد فتح مکہ خالد بن ولید، عثمان بن ابوطلحہ، عمرو بن عاص رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مدینہ حاضر ہو کر اسلام کی سعادت حاصل کی، عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل مسلمان ہوئے۔

۹ ھ ماہِ رجب میں غزوۂ تبوک پیش آیا، حج فرض ہوا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرمایا۔

۱۰ ھ کم وبیش ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کے ساتھ فریضہ حج ادا فرمایا اور اسلام کے تمام اصول سمجھا کر اُمت کو "وداع" فرمایا۔

تعداد غزوات وسرایا:

۳ ھ سے ۹ ھ تک 81 غزوات ہوئے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷ غزوات میں شریک ہوئے ہے جس کی ترتیب حسب ذیل ہے:

(۱) غزوۂ ودان یا ابواء
(۲) غزوۂ بواط
(۳) غزوۂ سفوان
(۴) غزوۂ ذو العشیرہ
(۵) غزوۂ بدر الکبریٰ
(۶) غزوۂ قینقاع
(۷) غزوۂ السویق
(۸) غزوۂ قرقرہ لکدر
(۹) غزوۂ عطفان یا انمار
(۱۰) غزوۂ اُحد
(۱۱) غزوۂ حمراوالاسد
(۱۲) غزوۂ بنونضیر
(۱۳) غزوۂ بدر الاخری
(۱۴) غزوۂ دومتہ الجندل
(۱۵) غزوۂ بنو مطلق
(۱۶) غزوۂ احزاب یا خندق
(۱۷) غزوۂ بنو قریظہ
(۱۸) غزوۂ بنو لحیان
(۱۹) غزوۂ ذی فروہ یا غابہ
(۲۰) غزوۂ حدیبیہ
(۲۱) غزوۂ خیبر
(۲۲) غزوۂ وادی القریٰ
(۲۳) غزوۂ ذات الرقاع
(۲۴) غزوۂ مکہ
(۲۵) غزوۂ حنین
(۲۶) غزوۂ طائف
(۲۷) غزوۂ تبوک

مدت قیام:

عالم دینوی میں ولادت مبارکہ سے یوم وصال تک ۶۳ ر سال ۴ ر یوم ۲۲۳۳۰ ر دن ۶ گھنٹہ قیام فرما کر ۱۲ ر ربیع الاوّل ۱۱ ھ روز دوشنبہ مطابق ۸ ر جون ۶۳۲ ء سفر آخرت اختیار کر کے حجرۂ مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں قیام فرمایا۔

قیام مکہ معظمہ:

۵۳ ر سال

قیام مدینہ منورہ:

عالم دینوی میں ۱۰ ر سال اور گنبدِ خضراء میں آج تک آرام فرما ہیں۔

....

https://www.ashrafia.net

خوش نصیب والد

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

جناب مولوی محمود حسین صاحب

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے نو فرزند پیدا ہو چکے تو آپ نے اُس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ایک فرزند اور عطا کرے گا تو آپ اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو تقربِ الٰہی کی خاطر ذبح کریں گے حضرت عبد المطلب خدا پرست تھے جیسا کہ تمام تذکروں میں بالا جماع مذکور ہے۔ آپ خانہ کعبہ کے محافظ بھی تھے۔ آپ ہر معاملے میں اللہ کی طرف رجوع کرتے۔ جب حضرت عبد اللہ سن شعور کو پہنچے تو قربانی کے لیے حضرت عبد المطلب نے اپنے دسوں بیٹوں کے نام پر قرعہ ڈالا۔ قرعہ میں حضرت عبد اللہ کا نام نکلا حضرت عبد المطلب نے منت کے مطابق آپ کو قربان کرنا چاہا اور آپ اللہ کی رضا کی خاطر آمادہ بھی ہو گئے مگر ابو طالب جو آپ کے حقیقی بھائی تھے چند شعر لکھ کر باپ کی خدمت میں گئے اور ان اشعار میں التجاء کی کہ وہ حضرت عبد اللہ کو ذبح نہ کریں۔ حضرت عبد اللہ کے ننھیال نے بھی اس کی مخالفت کی اور مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم نے بھی پر سوز اشعار میں حضرت عبد المطلب کو روکا بالآخر یہ تجویز ہوئی کہ حضرت عبد اللہ کے بدلے اونٹوں کی قربانی کی جائے اور اُن کے نام کے ساتھ اونٹوں کی تعداد کا قرعہ ڈالا جائے۔ چنانچہ اول دس اونٹ کے ساتھ قرعہ ڈالا گیا۔ مگر حضرت عبد اللہ کا نام ہی نکلا پھر بیس اونٹوں کے ساتھ قرعہ ڈالا تب بھی آپ ہی کا نام نکلا۔ اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور ہر بار حضرت عبد اللہ ہی کا نام نکلا۔ یہاں تک کہ اونٹوں کی تعداد نوے تک پہنچ گئی پھر اونٹوں کا قرعہ ڈالا گیا تو اس مرتبہ اونٹوں کا قرعہ نکلا مزید اطمینان کے لیے تین بار اور قرعہ ڈالا گیا لیکن تینوں مرتبہ اونٹوں ہی کا قرعہ نکلا۔ اب تو یقین ہو گیا اونٹوں کی قربانی حضرت عبد اللہ کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے چنانچہ حضرت عبد المطلب نے فوراً سو اونٹ قربان کیے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس مبارک ذات کو جن کے صلب سے دونوں عالم کے نجات دہندہ رحمۃ للعالمین کا ظہور ہونا مقدر ہو چکا تھا اور حضرت عبد المطلب کی منت بھی پوری ہو گئی۔

غور کرنے والے اس واقعہ میں چند لطیف نکتے کو دیکھ سکتے ہیں حضرت عبد المطلب جن کا نجیب الطرفین اور عالی خاندان ہونا

https://www.ashrafia.net

روز روشن کی طرح عیاں ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سنت پوری کرتے ہیں اور جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے عوض خدا کی بارگاہ میں جانور کی قربانی قبول فرمائی گئی اور صرف خلوص ابراہیمی کو پرکھا گیا اسی طرح حضرت عبداللہ کے عوض بھی جانوروں کی قربانی قبول فرمائی گئی اور یہاں سو اونٹ ذبح کیے گئے دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے ایک بیٹے کو اللہ کے لیے اس حد تک وقف کرنے کی نیت کی تھی کہ ان کو ذبح کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کی جائے اور مشیت ایزدی حضرت عبداللہ پر اپنی مہر انتخاب ثابت کر چکی تھی اور قرعہ میں آپ ہی کے نام مبارک کا نکلا۔ نو بھائی اور بھی تھے اور یہ کہ حضرت عبداللہ حسن سے آراستہ اور اس لحاظ سے سب بھائیوں میں نمایاں تھے گویا حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح آپ بھی اپنے حسن کی وجہ سے بھائیوں میں ممتاز تھے پھر ایک اور اشارہ قدرت کی طرف سے اس واقعہ میں کیا گیا کہ اس سے پہلے انسان کا خون بہا دس اونٹ مقررہ تھا اس واقع نے انسانی خون کی قیمت بڑھا دی اور انسان کے خون بہا میں سو اونٹ مقرر ہوئے۔ یہ انسان کی رفعت وعظمت کے اظہار کے لیے فطرت کا پہلا قدم تھا کیونکہ حضرت عبداللہ ہی کے وجود اطہر سے اس نور مقدس کا ظہور ہونے والا تھا جس نے انسان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر افلاک کی بلندیوں تک پہنچا دیا پھر اس میں ایک بات اور قابل غور ہے کہ ایک اوسط انسان کے لیے دس اونٹوں کی فراہمی کوئی بڑی بات نہیں ہے اس سے پہلے دھڑلے سے قتل کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ جب خون بہا ۱۰۰ اونٹ مقرر ہو گیا تو ایک زبردست رکاوٹ رونما ہوئی اور قتل کرنے سے پہلے قاتل کو یہ سوچنے کے لیے مجبور ہونا پڑا کہ اپنی جان بچانے کے لیے سو اونٹ فراہم کرنے ہوں گے جو معمولی بات نہیں ہے یہ تھی رحمۃ للعالمین ﷺ کے نور کی پہلی تابانی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ ثابت ہے کہ آپ نہایت نیک خدا پرست ایسے کردار کے مالک تھے جو صرف کسی ولی اللہ ہی کا کردار ہو سکتا ہے۔ جو صحت کامل اور مردانہ حسن کے باوجود آپ کسی غیر عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ نہایت خوش خلق کم گو اور رحم دل تھے آپ کے کردار کی بے مثال بلندی کا واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرب کی ایک عالی نژاد شاعرہ خاتون نے آپ سے اظہار محبت کیا اور ایسی تدبیریں اختیار کیں کہ حضرت عبداللہ اس کی طرف متوجہ ہوں چنانچہ ایک کے ذریعہ پیغام بھیجا اس نے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ مجھ پر توجہ فرمائیں اور میری محبت کو قبول فرما لیں تو میں ایک سو اونٹ آپ کی نذر کروں گی آپ نے پیغام کے جواب میں فی البدیہ یہ اشعار کہے جن کا مفہوم یہ ہے۔

حرام اور ناجائز فعل کی نسبت تو یہ بات کہیں اچھی ہے کہ انسان مرجائے مجھے تو صرف حلال چیز اور حلال کام ہی پسند ہیں اور اُن کے لیے بھی اعلان ضروری ہے اور حرام ہی چوری چھپے کیا

https://www.ashrafia.net

جاتا ہے تم مجھے پھسلا رہی ہو مگر انسان کی شرافت ہے کہ وہ ضمیر، مذہب اور اپنی عزت کی پوری حفاظت کرے۔

سبحان اللہ عالی خاندان امیر شریف اور مردانہ حسن و جمال کے مالک حضرت عبداللہ شرافت و تقویٰ کی اس منزل میں ہیں جو صرف اولیا و اصفیاء ہی کا حصہ ہے آپ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا جن کا نجیب الطرفین اور عالی خاندان ہونا عرب میں ضرب المثل تھا۔ یہ تھی وہ مقدس ہستی جس پر اس بے مثال رحمتِ الٰہیہ کا نزول ہوا جس نے اپنے احسان سے دونوں عالم کو ممنون بنایا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ بَارِكْ عَلٰی نَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

پہنچے بلندیوں پہ وہ اپنے کمال سے
کیں دور آپ نے ظلمتیں اپنے جمال سے
مجمع ہے خوبیوں کا آپ اپنے خصال سے
بھیجو صلوٰۃ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر

نعتِ رسولِ کریم ﷺ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ علیہ الرحمہ

یارسولِ عربی شاہِ سوارِ مدنی
بلبلِ مکہ و بطحی و سہیلِ یمنی
در حریم حرمِ خاص تو جبرئیل امین
کمترین بندہ درگاہ او یسِ قرنی
توکہ در باغِ رسالت چوقدت سرو نہ رُست
سروِ باغِ ملکوتی و گلِ یاسمنی
رخ بر آں روضہ کن و خاکِ درش شو جامی
زانکہ تو بلبل آں باغ وفائے یمنی

(۱) یا رسول اللہ ﷺ آپ سرزمین عرب کے بادشاہ اور مدنی شہسوار ہیں، آپ چمنستانِ بطحیٰ و مکہ کے خوشنوا بلبل اور ملکِ یمن کے چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔

(۲) آپ ﷺ کی شانِ مبارک کیونکر بیاں ہوسکتی ہے جب کہ رب العزت کے مقدس فرشتے جبرئیلِ امیں درِ اقدس کے غلام اور اویس قرنی ؓ جیسے مبارک تابعی آپ کے ادنیٰ خادم ہیں۔

(۳) آپ ﷺ کی شانِ عالی ایسی ہے کہ رسالت کے باغ میں آپ ﷺ کے قدِ مبارک کے مثل درخت جو کہ سرو کی طرح ہے کوئی درخت پیدا نہیں ہوا، آپ ﷺ عالمِ ملکوت کے باغ کے سرو اور عالمِ ناسوت کے گلِ یاسمن ہیں

(۴) اے جامیؔ! تُو آپ ﷺ کے روضہ پاک کی جانب متوجہ ہوجا اور آپ ﷺ کے دروازے کی خاک بن جا۔ اس لیے کہ تُو آپ ﷺ کے شہر وفا کے باغ کا بلبل ہے۔

https://www.ashrafia.net

خوش نصیب والدہ

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

ابو الحسین حکیم سید اشرف جیلانی

آپ عظیم الشان خوش قسمت اور تمام خواتین میں سب سے افضل خاتون ہیں کیونکہ آپ جانِ کونین ﷺ کی والدۂ محترمہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا ہیں۔ جنہیں نو ماہ حملِ مصطفےٰ ﷺ کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بطن کو آماجگاہِ مصطفےٰ ﷺ کے لیے چن لیا۔ یہ ان کی فضیلت و برتری کی سب سے بڑی دلیل ہے، حیرت ہے اُن بدبختوں پر جو اُن مقدس ہستیوں کو معاذ اللہ کفر سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کائنات کی سب سے عظیم ہستی کا استقرارِ حمل (معاذ اللہ ثمہ معاذ اللہ) ناپاک (کفر) جسم میں ہو۔ حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا وہ خوش قسمت خاتون ہیں جنہیں جانِ کونین ﷺ کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

ولادت:

آپ قریش کی ایک شاخ بنی زہرہ میں پیدا ہوئیں۔

قبیلہ بنی زہرہ:

علامہ زرقانی "**زرقانی علی المواہب**" میں اور "**سیرتِ حلبیہ**" اور "**البدایہ والنہایہ**" جیسے سیرت نگاروں نے لکھا کہ ایک مرتبہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ یمن تشریف لے گئے۔ وہاں ایک یہودی قیافہ شناس سے ملاقات ہوئی۔ جس نے آپ کی ظاہری ہیئت کو دیکھ کر کچھ سوالات کیے۔

پوچھا: آپ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: قریش سے۔

اس نے پوچھا: قریش کی کونسی شاخ سے؟

فرمایا: بنی ہاشم سے۔

پھر اس نے آپ کے جسم کے مختلف حصوں کا معائنہ آپ کی اجازت سے کیا اور پھر اس نے کہا: "**میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں بادشاہی ہے اور دوسرے میں نبوت ہے**"۔

پھر کہا کہ: اس بادشاہی اور نبوت کا تعلق بنی زہرہ سے ہے۔

پھر آپ سے بنی زہرہ میں شادی کا معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: نہیں! اس نے مشورہ دیا کہ آپ بنی زہرہ میں ضرور شادی کریں۔ چنانچہ آپ نے ایک شادی بنی زہرہ میں بھی کی اور اپنے سب سے چہیتے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی شادی

https://www.ashrafia.net

کے لیے بھی بنی زہرہ کا انتخاب فرمایا۔

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا انتخابِ بہو:

ایک مرتبہ ایک کاہنہ نے حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کو دیکھ کر پیشن گوئی کی تھی کہ: ''یہ لڑکی خود بھی نذیرہ ہوگی اور اس کا بیٹا بھی نذیر (عذابِ الٰہی سے ڈرانے والا) ہوگا، جو بڑی شان والا ہوگا''۔ (سیرت الحلبیہ، ج:۱، ص:۵۰)

عالی نسب:

حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے والد وہب بھی بنی زہرہ کی ممتاز شخصیات میں سے تھے اپنے عالی نسب ہونے کی وجہ سے بنی زہرہ کے سردار تھے۔

حضرت وہب کا مشاہدہ:

"شواھد النبوۃ" اور دیگر سیرت نگاروں نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ: ایک دن حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ شکار کے لیے گئے، آپ مصروفِ شکار تھے کہ اتفاق سے وہب کا گزر اس طرف سے ہوا۔ وہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ اچانک جھاڑیوں کے پیچھے چھپے ہوئے ۷ یا ۸ یہودی تلواریں لہراتے ہوئے باہر نکل آئے اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا۔ وہب کے لیے اکیلے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا مشکل تھا۔ پھر بھی ان کی مدد کے لیے دوڑے لیکن اچانک انہوں نے دیکھا کہ ناگاہ سفید گھوڑوں پر سوار بہت سے افراد کہیں سے نمودار ہو گئے جو عام افراد سے مشابہت نہیں رکھتے تھے، انہوں نے آتے ہی یہودیوں پر حملہ کر دیا اور چند لمحوں میں انہیں مار بھگایا۔ اس واقعہ کے بعد وہب نے طے کر لیا کہ بیٹی آمنہ کے لیے اس سے زیادہ موزوں شوہر کوئی نہیں ہو سکتا۔ (شواھد النبوۃ ص:۶۰، اردو ترجمہ)

بہر حال حضرت عبد اللہ اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما کی عظمت کے لیے جانِ کونین ﷺ کا یہ ارشاد کافی ہے جسے علامہ زرقانی نے "شرح مواھب" میں ذکر کیا کہ: ''میرے ماں باپ کسی بھی مرحلے پر زنا کے مرتکب نہیں ہوئے، اللہ مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے ارحامِ طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا صاف ستھراء''۔ (شرح مواھب، ص:۸۰ تا ۶۷)

مقدس شادی:

وہ مقدس بندھن جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی ﷺ کو لباسِ بشریت میں مزین فرمایا۔ حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد اور عزیز و اقارب کے ہمراہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے اس زمانے میں قدیم عرب کا قاعدہ تھا کہ دُولہا نکاح کے بعد تین روز سسرال میں قیام کرتا چنانچہ آپ تین روز وہیں قیام پذیر رہے اور پیشانئ عبد اللہ پر چمکنے والا وہ نور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں منتقل ہوا۔ (سیرت الحلبیہ، ج:۱، ص:۱۴۲)

حق مہر اور ولیمہ:

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: آپ کی شادی مبارک پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ایک اوقیہ چاندی ایک اوقیہ سونا، ایک سو اُونٹ اور ایک سو بکریاں عطا کیں۔ بہت

https://www.ashrafia.net

سے جانور ذبح کر کے کھانا تیار کیا گیا اور لوگوں کو کھلایا گیا۔ اس دن رجب کا کوئی جمعہ تھا۔

(مواعظ نعیمیہ، ص:۲۸۶، نعیمی کتب خانہ لاہور)

گھریلو زندگی:

تین دن گزرنے کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے الگ مکان میں تشریف لے آئے، آپ نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ایک کنیز بھی عطا کی جو حبشہ کی تھی۔ ان کا نام برکت اور کنیت اُم ایمن رضی اللہ عنہا تھی اس خوش قسمت کنیز نے بقیہ زندگی بھی اس مقدس گھرانے کی خدمت میں گزار دی۔

والدین کریمین کے شجرے:

والدِ محترم:

حضرت عبداللہ بن ← عبدالمطلب بن ← ہاشم بن ← عبدمناف بن ← قصی بن ← کلاب بن ← مرہ

والدۂ محترمہ:

حضرت آمنہ بنت ← وہب بن ← عبدمناف بن ← قصی بن ← کلاب بن ← مرہ

یہاں آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے درمیان اور کلاب بن مرہ کے درمیان صرف تین پشتیں ہیں جب کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے درمیان آباؤ واجداد کی چار ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ نسب میں پشتوں کو کم ہوجانا یا اضافہ ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ اس میں کبھی تو عمروں کے لمبا ہونے یا چھوٹا ہونے کا دخل ہوتا ہے مگر کبھی شادی کا جلدی ہونا یا دیر سے ہونا بھی اس پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔

یہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے جدِ اعلیٰ زہرہ کا اسمِ گرامی بظاہر کسی عورت کا نام لگتا ہے اور امام ابن قتیبہ سے منسوب کتاب "المعارف" میں اسی رائے کا اظہار کیا گیا ہے لیکن حقیقت میں یوں نہیں ہے، زہرہ مرد ہی کا نام ہے۔ کم از کم اس سلسلہ نسب میں یہ زہرہ جدِ اعلیٰ تو مرد ہی ہیں۔ عربوں کے ہاں بعض نام مردوں اور عورتوں میں مشترک رہے ہیں، زہرہ بھی انہیں ناموں میں سے ایک نام معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس نام کی عربوں میں عورتیں بھی ہوئی ہیں۔ لغت ادب اور تاریخ کی کتابوں میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ ابن اسحاق اور ابو حنیفہ دینوری نے "کتاب البنات" میں اس کی تائید کی ہے۔ ''زہرہ کے لغوی معنی ہیں: رنگ کی چمک دمک (اشتراق فی اللون) خواہ رنگ سفید ہو یا کوئی اور''۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ بنت مرہ:

جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس نور پیشانیٔ جنابِ عبداللہ رضی اللہ عنہ میں منتقل ہوا تو کائنات کے لیے مرجع بن گئے۔ کتبِ سیر میں لکھا ہے کہ: کافی خواتین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے شادی کی خواہش مند تھیں۔ یہ مشہور واقعہ تاریخ طبریٰ، البدایہ والنہایہ میں تفصیل سے مذکور ہے۔

ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسے راستے سے ہوا جہاں ایک عورت فاطمہ بنت مرہ کھڑی تھیں لگتا ایسا ہے کہ

https://www.ashrafia.net

یہ انہیں کی منتظر تھیں۔ اس نے آپ کو متوجہ کیا اور کہا کہ: اے عبداللہ! اگر تم مجھ سے نکاح کرلو تو میں اس کے عوض سو اُونٹ دوں گی۔ آپ نے زندگی کے اس فیصلے کے لیے فرمایا کہ: میں اپنے بڑوں کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ یہ وہ وقت تھا جب آپ کی شادی کی بات جنابِ آمنہ رضی اللہ عنہا سے پکی ہوچکی تھی۔ چند روز بعد جنابِ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں آگئیں اور نورِ محمدی پیشانئ عبداللہ سے بطنِ آمنہ میں منتقل ہوگیا۔ شادی کے تین روز بعد جب اسی راستے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو پھر وہی عورت نظر آئی۔ اس نے آپ کی جانب کوئی توجہ نہ کی، آپ کو بڑی حیرت ہوئی اور حیرانی کی بات بھی تھی جو عورت چند روز قبل سب کچھ لُٹانے کے لیے تیار تھی اب وہ یوں بے رُخی برت رہی تھی۔ آخر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس بے رُخی کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا: پہلے جو نور تمہارے پاس تھا وہ اب تم سے جدا ہوچکا ہے، اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ اس موقع پر اس عورت نے فی البدیہ نظم بھی کہی تھی جس کا آخری شعر یہ ہے۔

"اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ زہری عورت نے تم سے کتنی بڑی نعمت لوٹ لی اور تمہیں (یا اِسے) پتا ہی نہیں"۔

(الزرقانی، ج:۱،ص:۱۲۳ تا ۱۲۴، البدایہ والنہایہ، ج:۲،ص:۲۴۹ تا ۲۵۰ تاریخ طبری، ج:۲،ص:۱۷۵)

اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نورِ محمدی ﷺ کی برکت سے کتنی کشش تھی ان نفوسِ قدسیہ کے اجسام میں۔

حمل شریف:

دورانِ حمل حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو مختلف خواب نظر آتے رہے، جس میں نیک اور صالح کی آمد کی خوشخبری دی جاتی رہی علامہ قسطلانی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابو نُعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث کو روایت کیا، آپ فرماتے ہیں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: "جب میں چھ ماہ کی حاملہ تھی تو کوئی شخص میرے خواب میں آیا اور مجھے کہا، اے آمنہ! تم تمام جہاں سے بہتر شخص کی حاملہ ہو جب یہ پیدا ہوجائے تو ان کا نام محمد رکھنا"۔ (مواھب اللدنیہ)

جس سال حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حضورِ انور ﷺ کے ساتھ حاملہ ہوئیں، اس سال کو سنۃ الفتح والا بتھاج کہا جاتا تھا اس سے پہلے قریش قحط سالی اور شدید تنگدستی سے دوچار تھے مگر اس سال زمین سرسبز ہوگئی، درختوں کے ساتھ پھل لگ گئے اور قریش پر ہر طرف سے خوشحالی ٹوٹ پڑی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا سفرِ تجارت:

شادی کے دو ماہ بعد ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تجارت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ تجارت آپ کا آبائی پیشہ تھا، ایک قافلہ جو شام کے لیے روانہ ہوا تو آپ اسی قافلے میں شامل ہوگئے۔ ایک ماہ سے زائد سفر میں گزر گئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا انتظار کرتی رہیں، قافلہ واپس آگیا لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس قافلے میں واپس نہیں آئے۔ یہ بات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لیے قابلِ تفتیش تھی، حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور

https://www.ashrafia.net

حضرت آمنہ کے والد نے آکر یہ اطلاع دی کہ: پریشانی کی کوئی بات نہیں قافلہ واپس آگیا ہے۔ ہم حرم میں اس کا انتظار کر رہے تھے جب عبد اللہ نہیں آئے اور ہم پریشان ہوئے تو ان کے ساتھیوں نے بتایا کہ سخت گرمی کی وجہ سے ان کی طبیعت خراب ہوگئی تھی اور وہ راستے میں ہیں۔ عنقریب تندرست ہوکر واپس لوٹ آئیں گے دوسرا مہینہ بھی گزر گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

کچھ دنوں کے بعد حارث بن عبد المطلب جو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی خیرت اور تیارداری کے لیے یثرب گئے تھے۔ واپس آئے اور انہوں نے آکر یہ غمناک خبر اپنے بوڑھے باپ اور اپنے بھائی کی نئی نویلی دُلہن اور قریش اور بنی ہاشم کے تمام لوگوں کو دی کہ جب قافلہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر روانہ ہوا تو کچھ ہی دن بعد حضرت عبد اللہ انتقال کر گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا گیا۔ حضرت عبد اللہ کی وفات کی خبر حضرت آمنہ کے لیے بہت بڑا صدمہ تھا۔ آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے چنانچہ اسی صدمے کی حالت میں آپ نے ایک نوحہ پڑھا۔

ترجمہ: بطحا کی زمین ہاشمی خاندان کی زیب وزینت سے محروم ہوگئی اور وہ رونقِ ہاشم (حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ) دنیا کے ہنگاموں سے دور لحد میں سوگئے ہیں، موت نے انہیں آواز دی اور اس آواز پر انہوں نے لبیک کہا۔ موت نے انسانوں میں ابن ہاشم جیسا کوئی نہیں چھوڑا، رات کے وقت ان کے جسم کی تدفین کے لیے اس کے دوست یکے بعد دیگرے ان کے جسمِ اقدس کو کندھے دے رہے تھے اور بڑی بھیڑ تھی۔ اگر موت اور حوادثاتِ زمانہ نے انہیں عدم کی نیند سلا دیا تو کیا ہوا؟ وہ تھے بڑے ہی سخی اور لوگوں پر رحم کرنے والے۔

یہ اشعار کہنے کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو برسنے شروع ہوگئے۔ یہ وقت حضرت عبد المطلب کے لیے بھی بڑا غمناک تھا، ایک طرف جوان بیٹے کی موت کا صدمہ اور دوسری جانب نئی نویلی بہو کو بیوہ دیکھنا۔

مزار پُرانوار:

کہا جاتا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا مزار مسجدِ نبوی کے غربی جانب تھا، مسجدِ نبوی کی توسیع کے دوران وہاں سے کھودا گیا اور جسمِ اقدس کو جنت البقیع میں دفنا دیا گیا اور جس وقت مزار اقدس کو کھودا گیا تو آپ کے جسم مبارک کو صحیح سالم پایا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ حضرت کا جسم نہایت تر وتازہ اور اصلی حالت میں تھا۔

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور 21رجنوری1978ء)

اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ ایام کس طرح گزارے ہوں گے؟

پاکیزہ ولادت:

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو عموماً گندگی اور آلائشوں سے لتھڑا ہوا ہوتا ہے، مگر جب جانِ کونین ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ مکمل پاک وصاف تھے، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے انہیں پاک وصاف جنا ان کے ساتھ ذرا سی بھی آلودگی نہ تھی"۔(طبقات ابن سعد، ج:۱،ص:۶۳)

رضاعت:

ایک ہفتے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے خود دودھ پلایا، پھر ابولہب کی کنیز ثویبہ نے چند دن یہ خدمت انجام دی۔ پھر یہ خدمت حضرت دائی حلیمہ نے انجام دی۔ حضرت عبد اللہ کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی تھی۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قبر پر جانے کا موقع نہیں ملا، جب جانِ کونین ﷺ کی عمر مبارک چھ سال کے لگ بھگ ہوئی اور آپ ﷺ طویل سفر کے قابل ہو گئے تو حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے فرزند اور کنیز اُم ایمن کو ساتھ لیا اور مدینہ طیبہ کے لیے روانہ ہوئیں آپ کا ارادہ تھا کہ کچھ عرصے وہاں ٹھہرا جائے دورانِ قیام آپ کو یہودیوں اور نجومیوں کی بہت سی باتیں سننے کو ملیں، ان باتوں سے تنگ آ کر ایک ماہ بعد ہی واپسی اختیار کی۔

وفاتِ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ:

راستے میں آپ بیمار ہوئیں اور آخری وقت قریب آ گیا، مقامِ ابواء پر آپ نے وصال فرمایا۔ بوقتِ وصال آپ چونکہ ایک بہترین شاعرہ تھیں زندگی کے ان آخری لمحات میں اپنے بیٹے کو محبت بھری نگاہ سے دیکھا اور اشعار کہے۔

ترجمہ: بیٹے! اللہ تمہیں برکت دے، تم اس عظیم انسان کے بیٹے ہو جو علم والا بادشاہ (خدا) کے فضل محض سے عظیم موت سے بچ گیا تھا، جب قرعہ اندازی میں اس کا نام نکل آیا تھا، پھر اس کے فدیہ میں سو اُونٹ قربان کیے گئے تھے۔ تمہارے بارے میں جو خواب میں نے دیکھے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو تم ذوالجلال والاکرام کی جانب سے دنیا کے لیے رسول بنائے جاؤ گے، اس لیے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ لوگوں کی باتوں میں آ کر بتوں کے پاس جانا نہ شروع کر دینا۔

پھر کہنے لگیں: کل حی میت وانا میتة وذکری باق ہر جاندار نے مرنا ہے، میں بھی مرنے لگی ہوں لیکن میری یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔(الحاوی للفتاوی للسیوطی)

ان ہی اشعار کو بیان کرتے کرتے ان کی مقدس اور پاکیزہ روح جسمِ مقدس سے آزاد ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تدفین کے بعد اُم ایمن حضور ﷺ کو مکہ مکرمہ لے آئیں۔

حضرت عبد المطلب کو سیدہ آمنہ کے وصال کا سن کر شدید صدمہ ہوا اور اتنی چھوٹی سی عمر میں ماں اور باپ سے محروم دُرِ یتیم کو سینے سے لگا کر بہت روئے۔

مزارِ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہ کا جائے وقوع:

مدینہ منورہ سے ۲۰۸ کلومیٹر جانبِ مکہ ابواء ایک موضع کا نام ہے، مزار اسی موضع کے ایک ویران علاقے میں واقع ہے۔

https://www.ashrafia.net

مولد النبی ﷺ

حضرت مولانا خالد میاں فاخری صاحب

الحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین ﷺ. اما بعد!

اہل دل مضطرب تھے، نظریں بے قرار تھیں، قلوب بے چین تھے کلیاں مرجھائیں ہوئیں، جن وانس کی بے نوری، بیواؤں کی بے کسی، یتیموں کی بے بسی، غریبوں کی لاچاری، مسکینوں کی دلفگاری، مظلوموں کی آہ وزاری، آنے والے کے استقبال میں چشم دل و یک زبانِ حال کہہ رہی تھی کہ موسم بہار آیا، کلیاں مسکرائیں، گلوں پر نکھار آیا، مضطرب دلوں کو قرار آیا، محبت کا خزینہ آیا، ادب کا قرینہ آیا، ربیع الاوّل کا مہینہ آیا، سرچشمہ انوارِ مدینہ آیا، گلستان میں بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی۔

وہ آئے جن کی آمد سے زمانہ ہوگیا روشن
مبارک ہو مبارک ہو رحمۃ للعالمین آئے

وہ آئے جنھوں نے چادر کو وقار دیا، چہار دیواری کو اعتبار دیا بے زبانوں کو زبان دی، مظلوموں کو امان دی، جاہلوں کو علم کا نور دیا، کم فہموں کو عقل وشعور دیا، صدق ووفا جن کی طبیعت تھی عفو ودرگزر جن کا خلق تھا۔ عدل جن کی سیرت تھی، حق جن کی شریعت تھی، ہدایت وامامت جن کا اسلام تھا، رحمت جن کی چادر تھی، جو صاحبِ جمال بھی تھے اور صاحبِ کمال بھی صاحبِ اقتدار بھی تھے اور صاحبِ اختیار بھی۔ جن کے اعجاز سے چاند دو ٹکڑے ہوا، حیوانوں نے کلام کیا، درختوں نے سلامی دی، اجنّہ ایمان لائے، ملائکہ نے دربانی کی، انسانیت کو شرف ملا، ازسمک تابفلک ساری مخلوق ان کی نعت میں رطب اللسانی کی

زمیں پر محمد سما پر ہیں احمد
وہ محمود تحت الثریٰ بن کے آئے

وہ تشریف لائے جن سے روح کو سکون ملا، زندگی کو اطمینان نصیب ہوا اور موت کی سختیوں سے نجات ملی۔ وہ آئے جو رسول الملاحم، نبی الرحمۃ، رحمۃ اللعالمین، سراج منیر اور شافع یوم النشور ہیں۔ وہ صابر بھی ہیں اور صاحبِ الآیات بھی وہ صاحبِ التاج بھی ہیں اور صاحب البرہان ومعراج بھی، نبی التوبہ نعمت اللہ اور معین الغرباء ومساکین بھی۔

وہ آئے جن سے امارت کو ہدایت ملی، مظلموں کو عزت ملی عزت سے قربِ الٰہی نصیب ہوا۔ بندے رب سے ملے دوری دور

https://www.ashrafia.net

ہوئی اور رحمتِ رب نے بندوں کو اپنی رحمت میں چھپا لیا۔

آسمان کی بلندی، زمین کی پستی، پانی کی روانی، ہر جگہ انہی کی کہانی، علماء کی مجلس، عرفا کی خلوت، امراء کی محفل فضلا کا مجمع ہو یا شعراء کی زبانی انہی کا ذکر، عشاق ان کی زیارت کے لیے سرگرداں اور حسینانِ جہاں ان کی ایک جھلک کی مشتاق۔

ہاں! یہ وہی ہیں جن سے آنکھوں میں نور آیا، دل میں سرور آیا نفرت محبت سے بدلی، زحمت رحمت سے بدلی، چادر کو عصمت ملی، عصمت کو عظمت ملی، عظمت کو رفعت ملی، رفعت کو ذکر ملا ذکر کو محبوب ملا، محبوب کو مطلوب ملا اور مطلوب اپنے محبوب کو جامۂ نور سے ملبوس فرما کر اس تیرہ و تار کائنات کو منور و مجلّا بنانے کے لیے ربیع النور کی بارہویں تاریخ کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت قد جاء کم من اللہ نور کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

نورانی آنکھ

حضور نورِ مجسم ﷺ کی مقدس آنکھوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ بیک وقت آگے پیچھے، دائیں بائیں، اُوپر نیچے، دن رات اندھیرے اُجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔

(سیرتِ مصطفےٰ ﷺ، ص: ۵۷۱)

سیدِ عالم ﷺ کی چشمانِ مبارک بڑی بڑی اور قدرتی طور پر سُرمگیں تھیں، پلکیں گھنی اور دراز تھیں۔ پتلی کی سیاہی خوب سیاہ اور آنکھ کی سفیدی خوب سفید تھی، جن میں باریک باریک سُرخ ڈورے تھے۔ (سیرتِ مصطفےٰ ﷺ، ص: ۵۷۱)

نعتِ سید المرسلین ﷺ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ

ای یار نازنین دل و جانم فدائی تو
در دل مرا دگرنہ نشیند ورائی تو

از تیغ و تیر عشق بیا خون من بریز
چوں کس بہ زندگی نہ نشود آشنائی تو

با دولتِ وصال برابر نمی کند
باخسروئ ملکِ سلیماں گدائ تو

یکِ جو نشاں نماندز ہستی قطبؔ دیں
فانی شداز خودش کہ بیا بد لقائی تو

(۱) اے مرے محبوب! میری جان اور میرا دل تجھ پر قربان ہو، میرے دل میں تیرے سوا کسی کی گنجائش نہیں ہے۔

(۲) اے میرے محبوب! تُو آ کر عشق کے تیر اور تلوار سے مجھ کو قتل کر دے تاکہ زندگی میں کسی دوسرے سے آشنا نہ ہو سکوں۔

(۳) اے میرے محبوب! تیری دولتِ وصال کے ساتھ ہرگز ہرگز برابر تصور نہیں کرتا، تیرا گدا ملکِ سلیمان کی بادشاہت کو

(۴) قطبؔ الدین کی ہستی کا ایک جو کے برابر نشاں باقی نہیں رہا بلکہ اپنی خودی سے گزر کر فنائے تامہ تک پہنچ گیا، اس اُمید پر کہ تیرے دیدار سے مشرف ہو سکے۔

https://www.ashrafia.net

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوا انۡظُرۡنَا

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔

(پارہ:۱، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۱۰۴)

تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی وہ تقریر جو انہوں نے جامع مسجد غوثیہ، گلبہار میں ربیع الاوّل شریف کے مہینے میں کی۔

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيۡرًا لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ تُعَزِّرُوۡهُ وَ تُوَقِّرُوۡهُ وَ تُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّ اَصِيۡلًا

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و تکریم کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

(پارہ:۲۶، سورۂ فتح، آیت نمبر:۸،۹)

قرآن مجید فرقانِ حمید کی سورۂ فتح کی آیت نمبر ۹ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیات بینات میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں: خداوند قدوس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و توقیر کو واجب قرار دیا اور ان کی تکریم و تعظیم کو لازم فرمایا۔ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۲۸)

یعنی اس آیاتِ بینات میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا جو حکم دیا گیا ہے وہ ہر مسلمان پر لازم ہے اس پر واجب ہے کہ وہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرے اور اس میں کسی قسم کی غفلت نہ برتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تعظیم کا حکم مطلق ہے یعنی اس میں تعظیم کا کوئی خاص طریقہ نہیں بتایا اور نا ہی تعظیم کے لیے کسی طریقے کو متعین فرمایا۔ بلکہ ہر جائز طریقے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو لازم قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر طرح سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور ادب بجالاتے تھے۔

اس آیت میں ایک بات قابل غور ہے۔ پہلے فرمایا: لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔ پھر فرمایا: وَ تُعَزِّرُوۡهُ وَ تُوَقِّرُوۡهُ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ پھر فرمایا: وَ تُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّ اَصِيۡلًا اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

https://www.ashrafia.net

پہلے ایمان کا ذکر کیا پھر تعظیم رسول کا اور پھر عبادت کا۔ یہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ ایمان سب سے مقدم ہے یعنی ایمان کے بغیر تعظیم رسول ﷺ مقبول نہیں اور تعظیم رسول کے بغیر عبادات مقبول نہیں یعنی اگر تعظیم رسول ﷺ نہیں تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ صدقات وخیرات کوئی عمل بھی مقبول نہیں۔

قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ

ترجمہ: اور جو اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرے گا تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (پارہ: ۱۷، سورۃ الحج، آیت: ۳۲)

یعنی جو اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا اسے دلوں کی پرہیزگاری نصیب ہوگی۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس کے دل میں تقویٰ و پرہیزگاری ہوگی وہی شعائر اللہ کی تعظیم کرے گا۔ علمائے کرام نے لکھا کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیوں میں سے سب سے عظیم نشانی ہیں۔ اسی لیے وہ سب سے زیادہ تعظیم وتوقیر کے مستحق ہیں۔ اب جو لوگ حضور ﷺ کی تعظیم کا انکار کرتے ہیں وہ بظاہر کتنے ہی نیک اور متقی نظر آئیں مگر ان کے دلوں میں کبھی بھی تقویٰ و پرہیزگاری نہیں ہوسکتی کیونکہ تقویٰ و پرہیزگاری تعظیم رسول سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا جہاں تعظیم ہوگی وہیں تقویٰ و پرہیزگاری ہوگی اور جہاں تعظیم سے انکار ہوگا وہاں نہ تقویٰ ہوگا اور نہ پرہیزگاری لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں تقویٰ و پرہیزگاری پیدا ہو تو ہمیں چاہیے کہ تعظیم رسول ﷺ کو اپنے اوپر لازم کرلیں کیونکہ تعظیم رسول ﷺ کے بغیر تقویٰ ناممکن ہے۔

تعظیم کیا ہے؟

اب یہ سمجھیے کہ تعظیم کسے کہتے ہیں؟ تعظیم کے معنی ہیں اپنے قول یا عمل سے کسی کی عظمت اور بڑائی کو ظاہر کرنا یعنی اس کا ادب و احترام کرنا۔ کسی کے استقبال کے لیے کھڑا ہونا اس کی تعظیم ہے۔ اسی طرح کسی مہمان کی آمد پر اسٹیشن یا ائرپورٹ جاکر استقبال کرنا، اس کے گلے میں ہار ڈالنا، نعرے لگانا، اس کے لیے جلوس نکالنا راستے میں جھنڈیاں لگانا، مہمان کی آمد پر عمدہ قالین بچھانا، مسند لگانا، پُرتکلف کھانوں کا انتظام کرنا یہ سب اس آنے والے کی تعظیم ہے۔ اسی طرح محفل میں کسی آنے والے کے لیے جگہ خالی کردینا اس کی تعظیم ہے۔ کسی بزرگ شخصیت کے سامنے ادباً سگریٹ نہ پینا اور اگر پی رہا ہو تو پھینک دینا اس کی تعظیم ہے۔ علماء ومشائخ کے سامنے ننگے سر نہ آنا، ان کی تعظیم ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید پر غلاف چڑھانا یہ اس کی تعظیم ہے، بیت اللہ پر غلاف چڑھانا یہ اس کی تعظیم ہے، اولیاء اللہ کے مزارات پر چادر چڑھانا ان کی تعظیم ہے۔

تعظیم کے لیے معظم کا سامنے ہونا ضروری نہیں:

آج بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تم جن کی تعظیم کررہے ہو وہ تو نظر نہیں آتے یعنی جب ہم صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیوں کھڑے ہوتے ہو؟ ہم کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے ادب واحترام میں کھڑے ہوتے ہیں کہ سرکار ﷺ تشریف لاسکتے ہیں تو مخالفین یہ کہتے

https://www.ashrafia.net

ہیں کہ: کیا وہ تمھیں نظر آتے ہیں؟ اگر نظر نہیں آتے تو پھر تعظیم کیوں؟ کیونکہ تعظیم کے لیے نظر آنا ضروری ہے کہ جس کی تم تعظیم کرو وہ تمہارے سامنے ہو۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہم حدیث شریف سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ تعظیم کے لیے معظم کا سامنے ہونا اور نظر آنا ضروری نہیں۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اذ قام احدکم الی الصلوٰۃ فلا یبصق امامه۔ ''جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے''۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حکم کی علت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: تخصیص القبلة لتعظیمها قبلہ کی جانب تھوکنا اس کی تعظیم کے لیے منع کیا گیا ہے۔ (مرقاۃ ج:۱، ص:۴۵۵)

معلوم ہوا کہ قبلہ اگر چہ ہزاروں کلو میٹر دور ہو اور نگاہوں سے اوجھل ہو پھر بھی اس کی طرف نہ تھوکنا قبلہ کی تعظیم ہے۔

اور حدیث کی مشہور کتاب ابو داؤد شریف میں صحابی رسول حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص اپنی قوم کو نماز پڑھا رہا تھا تو اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو حضور ﷺ نے اس کی قوم سے فرمایا کہ آئندہ یہ شخص تم لوگوں کو نماز نہ پڑھائے حضور ﷺ کی ممانعت کے بعد اس نے نماز پڑھانی چاہی تو لوگوں نے روک دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس کو آگاہ کیا۔ شخص مذکورہ نے یہ بات حضور ﷺ سے دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''ہاں! میں نے منع کیا ہے''۔ راوی حدیث حضرت سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: تو نے اللہ و رسول کو اذیت دی اور ان کو ستایا۔ (مشکوٰۃ شریف ص: ۷۱)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ تعظیم کے لیے معظم کا سامنے ہونا اور نظر آنا ضروری نہیں۔ جس شخص نے قبلے کی جانب تھوکا اس کے سامنے کعبہ نہیں تھا لیکن پھر بھی نبی پاک ﷺ نے اس کو امامت سے معزول کر دیا اس لیے کہ اس نے کعبہ کی تعظیم نہیں کی۔ اس سے یہ بھی پتا چلا کہ جو کعبے کی تعظیم نہ کرے اسے امام نہ بنایا جائے اور اگر پہلے سے امام مقرر ہو تو اسے معزول کر دیا جائے۔ اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ جو شخص کعبے کی تعظیم نہ کرے اسے معزول کر دیا جائے تو جو شخص کعبے کے کعبہ یعنی ذاتِ مصطفےٰ ﷺ کی تعظیم نہ کرے وہ امامت کے لائق ہی نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اسی لیے اہلسنت گستاخانِ رسول کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے۔

تعظیم کے چار طریقے:

کسی کی تعظیم کے چار طریقے ہیں:

(۱) قیام (۲) رکوع (۳) سجدہ (۴) دوزانو بیٹھنا۔

ان میں سے دو طریقے خالقِ کائنات کے لیے خاص ہیں یعنی رکوع اور سجدہ۔ مخلوق میں کسی کے لیے رکوع یا سجدہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ پہلے زمانے میں لوگ بادشاہوں کے دربار میں

https://www.ashrafia.net

آ کر ان کے سامنے جھکتے تھے یعنی رکوع کی صورت میں تعظیم کرتے تھے اس سے منع کیا گیا۔

فتاویٰ عالمگیری ج: ۵،ص: ۳۲۱ مصری میں جواہر الاخلاطی سے ہے۔ الانحناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانہ بشبه فعل المجوس ۔ بادشاہ ہو یا کوئی دوسرا اس کے لیے بقدر رکوع جھکنا منع ہے کہ یہ آتش پرستوں کے فعل کے مشابہ ہے اور شامی۔ج:۵،ص:۲۴۶ میں محیط سے ہے۔یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ۔ بادشاہ ہو چاہے کوئی دوسرا ہو اس کے لیے بقدر رکوع جھکنا منع ہے۔

اسی طرح سجدہ بادشاہوں کو سجدہ تعظیمی کیا جاتا تھا اس سے بھی منع کیا ہے۔سجدہ اگر مزار کو کیا جائے گا تو حرام ہے، اگر انسان کو کیا جائے گا تو حرام ہے۔ اسی طرح کسی بھی مخلوق کے لیے سجدہ کرنا جائز نہیں سوائے رب تبارک وتعالیٰ کے۔ اسی لیے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ: لو کنت امر احدا ان یجد لا حد لا مرت المراۃ ان تسجد لزوجھا اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے سجدہ کرنے کا حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(مشکوۃ شریف، ص: ۲۸۱)

پتا چلا کہ رکوع اور سجدہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کسی بھی انسان یا کسی مخلوق کے سامنے رکوع اور سجدہ حرام ہے باقی دو طریقے مخلوق کے لیے جائز ہیں۔ ایک قیام اور دوسرا دو زانو بیٹھنا۔ قیام یعنی کھڑا ہونا ہر چھوٹے پر لازم ہے کہ بڑے کے لیے قیام کرے۔ قیام کی دو قسمیں ہیں: (۱) قیام تعظیمی اور (۲) قیام محبت۔ اب اس کی مثال ہم ایسے پیش کریں کہ بات آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ ہمارے آقا ﷺ جب اپنی صاحبزادی سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو شہزادی آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑی ہو جاتیں آپ ﷺ کے دستِ مبارک کو بوسہ دیتیں اور مسند پر بٹھاتیں یہ ہے قیام تعظیمی یعنی چھوٹا اگر بڑے کو دیکھ کر کھڑا ہو جائے تو قیام تعظیمی ہے اور جب شہزادی آپ سے ملنے کے لیے تشریف لاتیں تو آپ ﷺ اپنی پیاری بیٹی کو دیکھ کر محبت سے کھڑے ہو جاتے۔ ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے یہ ہے قیام محبت۔ یعنی بڑا اگر چھوٹے کو دیکھ کر کھڑا ہو جائے تو قیام محبت۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ مطلق قیام کو حرام نہ کہو۔ پہلے دیکھو کہ قیام کس کے لیے کیا جا رہا ہے؟ اگر سلام میں قیام ہے تو حضور ﷺ کی محبت میں ہے، آپ ﷺ کے ادب واحترام میں ہے۔ لہٰذا یہ کسی صورت میں بھی ناجائز اور حرام نہیں ہوسکتا۔

صحابہ اور تعظیم رسول ﷺ:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم کس طریقے سے کی جائے، کیونکہ اس آیت میں مطلق تعظیم کا حکم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم کے لیے ان کو دیکھا جائے جنھوں نے سب سے پہلے تعظیم کی تو آیئے ذرا سا غور کریں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس انداز سے حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر کیا کرتے تھے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

https://www.ashrafia.net

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد تعظیم وتوقیر کرتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے تو باادب ہو کر بیٹھتے تھے۔ چنانچہ حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام کا حال یہ تھا کہ وہ گھیرا ڈالے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح ادب سے بیٹھے ہوئے تھے کہ گویا ان کے سروں پر چڑیا بیٹھی ہوئی ہیں۔ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۱)

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کہ وہ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی گفتگو کرنے کے لیے آئے۔ اس موقع پر صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے انہوں نے دیکھا تو واپسی کے بعد مکہ شریف کے کافروں سے ان لفظوں میں انہوں نے بیان کیا:

''قسم خدا کی! میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور جب ان کی بارگاہ میں بات کرتے ہیں تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے''۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۳۷۹)

بخاری و مسلم کی روایت ہے حضرت ابو جحفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ شریف کے ابطح مقام میں دیکھا جب کہ وہ چمڑے کے سُرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا مستعمل پانی (ایک لگن میں) لیا اور لوگوں کو دیکھا کہ اس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں تو جس کو اس میں سے کچھ حاصل ہو گیا اس نے (اپنے چہرہ وغیرہ پر) اس کو مل لیا اور جو نہیں پا یا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لی۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، ص:۶۴)

اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیوں کیا؟ کیا قرآنِ کریم میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمائیں تو ان کے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دینا یا حدیث میں کہیں ایسا حکم دیا گیا ہو کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم

https://www.ashrafia.net

نے فرمایا کہ: میں وضو کروں تو میرے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دینا، یہ بات ہمیں نہ قرآن میں ملتی ہے نہ حدیث میں۔ پتا چلا کہ نہ قرآن کا حکم تھا اور نہ حدیث میں کہیں ایسا حکم دیا گیا، پھر صحابہ نے ایسا کیوں کیا؟ ان سے کس نے کہا تھا کہ ایسا کرو؟ جواب یہی ہوگا کہ عشق نے کہا تھا کہ محبوب وضو کر رہا ہے محبت کا تقاضہ یہی ہے کہ ان کے جسمِ مبارک سے لگا ہوا پانی زمین پر نہ گرنے دو اور دوسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بھی صحابہ کو اس عمل سے منع نہیں فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کے سامنے اگر کبھی بھی کوئی غلط کام ہوا جو شریعت کے خلاف ہو تو آپ ﷺ نے فوراً اُسے منع فرمادیا لیکن اس عمل سے صحابہ کو نہیں روکا، کیوں؟ اس لیے کہ آقا ﷺ جانتے تھے کہ یہ میرے عاشق ہیں، میرے دیوانے ہیں یہ جو کچھ کر رہے ہیں محبت میں کر رہے ہیں۔ لہٰذا کرنے دو، یہیں سے پتا چلا کہ ہر وہ عمل جو حضور ﷺ کی محبت میں تعظیم کی نیت سے کیا جائے اور شریعت کے خلاف نہ ہو تو جائز ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

ترجمہ: اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

(پارہ:۱۷،سورۂ حج،آیت نمبر:۳۰)

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حُرُمٰتِ اللّٰهِ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محترم ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ذات سب سے زیادہ محترم و معظم ہے وہ نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ لہٰذا آیت مبارکہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو مسلمان نبی پاک ﷺ کی تعظیم و توقیر کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ حُرُمٰتِ اللّٰهِ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محترم ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

(پارہ:۲۶،سورۂ حجرات،آیت نمبر:۱)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(پارہ:۲۶،سورۂ حجرات،آیت نمبر:۲)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔ (پارہ:۱،سورۃ البقرہ،آیت نمبر:۱۰۴)

https://www.ashrafia.net

جلوس ومحافل میلاد کی شرعی حیثیت

حضرت علامہ مفتی محمد سلیم نقشبندی علیہ الرحمہ

ربیع الاوّل سعادتوں اور خوشیوں کا مہینہ ہے یہی وہ مبارک ساعتوں والا مہینہ ہے جس میں امام الانبیاء، وجہ تخلیق کائنات اہل ایمان کا محور فکر و دانش، محبوب رب العالمین، آقائے کائنات حضور سیدنا محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کی کائنات ارضی میں جلوہ گری ہوئی۔ مسرت کے وہ لمحات جن میں آقائے مخلوق خدا تشریف لائے۔ عرش الٰہی بھی خوشی سے جھوم اُٹھا ملائکہ نے ایک دوسرے کو نوید مبارک سنائی جنت کی نعمتوں میں نکھار آ گیا پوری کائنات روشن ہو گئی۔ توہمات کی زنجیریں ٹوٹ گئیں کروڑوں سلام ہوں اُس طلعت زیبا پر جن کی آمد سے انسان کو شرف انسانیت سے نوازا گیا، بیشمار بے سہاروں کو سہارا مل گیا، غلاموں کو آقا مل گیا، فقیروں کو ماویٰ مل گیا اور انبیاء علیہم السلام کو امام الانبیاء مل گیا الغرض قلندر لاہوری علامہ اقبال نے یوں اظہارِ عقیدت پیش کیا۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

اس دن جلوس اور محافل میلاد زمانہ قدیم سے اہل اسلام کا معمول رہا اور نہ صرف اس ماہ میں بلکہ پورا سال ان محافل کا اہتمام باعث سعادت و برکت سمجھتے رہے ہیں اور اس مبارک عمل میں نہ صرف کسی مخصوص علاقہ کے لوگ شریک ہوتے ہیں بلکہ اس عمل کو تمام اہل اسلام، عرب و عجم، مشرق و مغرب کے تمام لوگ کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان محافل کا مستحسن اور باعث برکت ہونا تمام اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے اس مسلمہ امر پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اس مختصر کتاب میں وہ تمام تفاصیل بیان کرنا ممکن نہیں لیکن ہم قرآن و حدیث اور اقوال علماء سے چند نظائر پیش کرتے ہیں تاکہ مسئلہ کی شرعی حیثیت واضح ہو سکے۔

قرآنِ کریم فرقانِ حمید کی کئی آیاتِ مبارکہ سے حضور ﷺ کا نعمت عظمیٰ ہونا ثابت و ظاہر ہے۔ ان میں سے چند ایک پیشِ

https://www.ashrafia.net

خدمت ہیں۔

۱۔لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا جب ان میں اپنا رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان کو آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو خوب پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ (رسول کے آنے سے) قبل کھلی گمراہی میں تھے۔(سورہ آل عمران ۱۶۴)

۲۔وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے سراسر رحمت بنا کر بھیجا۔(سورہ الانبیاء ۱۰۷)

۳۔وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا۔

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کو جو تم پر کی گئی جب تم آپس میں دشمن تھے پھر اس نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی پس تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔

(سورہ آل عمران ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کسی آیت میں احسان کسی میں رحمت کسی میں نعمت قرار دیا جو کہ مومنین کو عطا کی گئی اور اس کے متعلق قرآن کریم میں بھی حکم فرمایا۔

۴۔قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔

ترجمہ: (اے محبوب!) آپ فرما دیجئے اللہ کے فضل اور رحمت کے باعث اس پر خوشی مناؤ یہ خوشی منانا اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔(سورہ یونس ۵۸)

۵۔وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔

ترجمہ: اور آپ کے رب نے آپ کو نعمت دی ہے اس کا خوب چرچا کرو۔(سورہ الضحیٰ، آیت:۱۱)

اللہ تعالیٰ کی رحمت پر خوشی منانا اور نعمت کا چرچا کرنا قرآن کے حکم سے ثابت ہوا اور قرآن کریم نے ہی اس کے منانے کا طریقہ بھی بتایا۔ فرمانِ الٰہی ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔

ربنا انزل علينا مائدة من السمآء تكون لنا عيدا لاولنا واخرنا واية منك۔

اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید (خوشی کا دن) بن جائے (اور یہ خوان) تیری طرف سے تیری قدرت کاملہ کی نشانی ہو۔

گویا کہ خوان نعمت کا نزول عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لیے تا قیامت عید کا دن بن گیا جو کہ ایک دنیاوی چیز تھی اور کھا لینے کے بعد فنا ہو گی۔ اس کے نزول کو عید کا دن کہنا اور منانا قرآن کریم سے ثابت ہوا۔

اور اگر امام الانبیاء جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور آئمہ کرام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ مسلمہ ہیں ان کی تشریف آوری

https://www.ashrafia.net

کیوں نہ عید کا دن بنے اور دوسری بات یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاص رحمت اور سلامتی کے دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی لیے رب کائنات ان پر ان کی ولادت کے دن سلام بھیجنے کو ارشاد فرما رہا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کے دن رب نے ان پر سلام بھیجا۔

۶۔ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ۔

ترجمہ: (اللہ کی طرف سے) ان پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے

(سورہ مریم ۱۵)

اور عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر خود ان کی زبان اقدس سے کلمات کہلائے۔

۷۔ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ۔

ترجمہ: اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھ پر سلام ہو جس دن میں پیدا ہوا۔ (سورہ مریم ۳۳)

گویا کہ انبیاء علیہم السلام کی ولادت کے دن ان پر سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے اور مومن بھی ولادتِ مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے دن جلوس اور محافل میلاد منعقد کر کے پڑھتے ہیں۔

مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہو گیا کہ محافل میلاد اور جلوس میلاد قرآن کریم کی عین ہدایات کے مطابق ہیں اور ان پر اسلاف کا عمل بھی رہا ہے اور میرے آقا ﷺ نے خود بھی یہ دن منایا ہے۔ آپ ﷺ ہر پیر شریف کے دن روزہ رکھا کرتے ایک دفعہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

فیہ ولدت وفیہ انزل علی۔

اس روز میں پیدا ہوا اور اس روز مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

(بحوالہ مسلم الحاوی للفتاوی، ۱۹۲)

اور اس کے علاوہ اس دن کو منانے کے بارے میں اگر اقوال علماء نقل کیے جائیں تو ایک مبسوط کتاب بن جائے گی میں صرف اور صرف ان علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام اور کتاب کے نام لکھتا ہوں جنہوں نے اس موضوع کی برکت اور افادیت کی خاطر مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔

۱۔ حسن المقصد فی عمل المولد، علامہ امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ المولد الروی فی مولد النبی ﷺ۔ علامہ ملا علی قاری۔

۳۔ التنویر فی مولد السراج المنیر، امام ابن دحیہ الکلبی۔

۴۔ جامع الاشار فی مولد النبی المختار۔ امام محمد بن ابی بکر الدمشقی۔

۵۔ المورد الھنی فی المولد النبی۔ امام عبدالرحیم بن حسین حافظ عراقی۔

۶۔ مولد النبی، امام محمد بن عبدالرحمن۔

۷۔ النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم، امام ابن حجر

https://www.ashrafia.net

الہیتمی المکی۔

۸۔مولد نبوی ﷺ۔امام عماد الدین اسماعیل بن کثیر۔

۹۔مولد نبوی ﷺ،امام وجیہ الدین عبد الرحمن۔

۱۰۔حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف۔العلامہ السید محمد بن علوی المالکی۔

اس کے علاوہ بیسیوں علماء نے اس مبارک موضوع پر کتابیں لکھیں ان کے نام کے لیے ایک طویل فہرست چاہیے اور اس کے علاوہ تمام علماء سیرت اور حدیث نے اپنی کتابوں کے اندر اس موضوع پر ابواب قائم کر کے اس عمل کے مبارک اور مستحسن ہونے پر دلائل دیئے جن کی فہرست کے لیے کئی صفحات درکار ہیں۔اب میں آخر میں چند اقوال ذکر کرتا ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد سئل شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر عن عمل المولد فاجاب بما نصه: قال وقد ظهر لی تخریجها علی اصل ثابت وهو ماثبت فی الصحیحین من ان النبی ا قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء فسالهم فقالوا: هو یوم اغرق الله فیه فرعون ونجی موسیٰ فنحن نصوم شکر الله فیستفاد منه فصل الشکر الله تعالیٰ علی مامن به فی یوم معین من اسداء نعمه اودفع نقمه ویصاد فی نظیر ذلك الیوم من کل سنة و الشکر الله تعالیٰ یحصل بأنواع العبادات کالسجود والصیام والصدقة والتلاوة وای نعمة اعظم من النعمة بیروز هذا النبی االذی هذنبی الرحمة فی ذالك الیوم حسن المقصد فی عمل المولد۔

شیخ الاسلام ابن حجر سے میلاد شریف کے عمل کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے اس کا جواب کچھ اس طرح دیا: ”مجھے میلاد شریف کے عمل کے بارے میں اصل دلیل کا پتا چلا جو صحیحین سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا آپ ﷺ نے ان سے روزہ رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی۔اس پر انہوں نے عرض کیا اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی انعام واحسان کا عطا ہونا اور کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دن کی یاد منانا مناسب تر ہے۔اللہ تعالیٰ کا شکر، نماز وسجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن اور دیگر عبادات کے ذریعہ بجالایا جا سکتا ہے اور حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے کون سی اور نعمت ہے“۔

https://www.ashrafia.net

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

اسمِ جلالت عزوجل کا مظہر اسمِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علامہ ابوالحسنین مفتی محمد فضل رسول رضوی مدظلہ العالی

ہمارے آقا و مولا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے زیادہ عزت و کرامات کے مالک ہیں۔ آپ سے منسوب ہر چیز عظمت و شرافت کی حامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہر انور اللہ رب العزت کے ہاں احب البلاد ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت ''خیر الامم'' کے لقب سے ملقب ہے۔ آپ کی ازواج مطہرات عورتوں میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی رضی اللہ عنہا سیدۃ النساء العالمین ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں الغرض آپ محبوب ہیں تو آپ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز بھی محبوب ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو نام آپ کو عطا فرمایا یعنی نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ نام بھی ناموں میں سے محبوب تر نام ہے۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والوں کے نزدیک بھی ان کے قلب و روح سے محبوب تر نام ہے۔ یہ نام سن کر اہل ایمان کی آنکھوں سے عشق و محبت کے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے اور ان کے دلوں پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب
منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جانِ بے تاب
اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اللہ تعالیٰ کی شان وصفات کی مظہر اتم ہے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی "محمد" بھی اسم جلالت اللہ کا مظہر ہے اسم جلالت اللہ کی خصوصیت ہے کہ یہ معانی پر دلالت کرنے میں حروف کا محتاج نہیں۔ لفظ اللہ ذات واجب الوجود پر دلالت کرتا ہے جس طرح فرمایا قل ھو اللہ احد اگر الف ہٹا دیں تو الہ باقی رہتا ہے یہ بھی معنی پر دلالت کرتا ہے کہ ہر چیز کی ملکیت اللہ ہی کے لیے ثابت ہے۔ جیسے فرمایا: لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اگر لام ہٹا دیں تو لہ باقی رہتا ہے۔ وہ بھی معنی پر دلالت کرتا ہے کہ ہر چیز اسی خالق و مالک کے لیے ہے۔ فرمایا: لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ دوسرا لام ہٹا دیں تو ''ہ'' باقی رہا جس کے معنی ہیں صرف وہ ہی ہے باقی سب اس کے

https://www.ashrafia.net

جلوے ہیں۔لا الہ الاھو اس میں اشارہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نام حروف کا محتاج نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بھی کسی کی محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں اسی طرح جو اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرلے تو وہ بے پرواہ ذات اس بندے کو بھی اہل دنیا سے بے پرواہ بنا دیتی ہے۔

اب اسم رسالت محمد ﷺ کو دیکھیے یہ بھی معنی پر دلالت کرنے میں حروف کا محتاج نہیں لفظ محمد ذات مصطفی ﷺ پر دلالت کرتا ہے۔میم بنا دیں تو حمد باقی رہا جو اس معنی پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات سراپا حمد ہے۔حمد مصدر ہے مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہو تو اس کا معنی حامد ہے اور اگر اسم مفعول کے معنی میں ہو تو اس کا معنی محمود ہے۔آپ ﷺ حامد ایسے ہیں کہ مخلوق میں آپ سے بڑھ کر اللہ کا حامد کوئی نہیں اور محمود ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ ﷺ کا مداح، اللہ تعالیٰ کے ملائکہ بھی آپ کی تعریف میں مشغول، انبیاء کرام علیہم السلام بھی آپ کے ثناء خواں، اہل ایمان بھی آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، دنیا میں بھی آپ ﷺ کی تعریف آخرت میں بھی آپ ﷺ کی عظمتوں کے ترانے گونجیں گے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر میں کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے: عَسٰی أَنۡ یَبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُودًا پوری مخلوق کے سامنے آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا جہاں اولین و آخرین آپ کی مداح سرائی کریں گے۔اگر ''ح'' کو ہٹا دیں تو باقی لفظ مدرہ جائے گا۔جس کے معنی ہیں کھینچنا آپ بھی خالق حقیقی کی محبت کے راستے سے بھٹکے ہوؤں کو کھینچ کر خالق تک پہنچانے والے ہیں۔ کُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنۡقَذَكُمۡ مِنۡهَا انسانیت جہنم کے کنارے پر تھی رحمت عالم نے کھینچ کر انہیں جہنم سے بچایا۔دوسری میم کو ہٹا دیں تو باقی رہ جاتا ہے۔''دال'' دلیل و راہنما کو کہتے ہیں۔ آپ رب اکبر کی دلیل ہیں۔

یٰۤأَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ اگر دونوں میم ہٹا دیں تو لفظ حد باقی رہتا ہے۔آپ بھی ایمان و کفر کے درمیان حد فاصل ہیں۔آپ ﷺ سے تعلق قلبی اور محبت صادق کا نام ایمان ہے۔آپ ﷺ سے العیاذ باللہ عداوت کفر ہے۔ حد کے معنی ہیں منع یعنی روکنا۔آپ بھی طاغوتی راستوں پر چلنے والوں کو راہ سے روک کر شاہراہ حق پر چلانے والے ہیں اگر صرف ''ح'' کو ہٹا دیں تو باقی ''مد'' رہتا ہے۔مد امداد سے ہے آپ بھی اپنے غلاموں کے مدد و معاون ہیں۔بے چاروں کے چارہ گر اور زمانے کے ٹھکرائے ہوؤں کے ملجا و ماویٰ ہیں الغرض اسم جلالت اللہ بھی معنی پر دلالت کرنے کے لیے حروف کا محتاج نہیں اور اسم رسالت محمد بھی معانی پر دلالت کرنے میں حروف کا محتاج نہیں۔اس میں اشارہ ہے کہ جس طرح اسم محمد حروف کا محتاج نہیں جو آپ کے در کا گدا بن جائے وہ بھی کسی دنیا دار کے محتاج نہیں رہتے۔امام اہلسنت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

https://www.ashrafia.net

جس حرف کا اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے تعلق ہو وہ معنی سے محروم نہیں رہتا اور جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے تعلق قلبی ہو وہ دنیوی و اخروی سعادتوں سے محروم نہیں رہ سکتا۔

اسم جلالت اللہ پر بھی نقطہ نہیں اسم رسالت محمد ﷺ پر بھی نقطہ نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی نقطہ اور عیب سے پاک ہے جو بد بخت شخص بے عیب خدا کی ذات میں عیب تلاش کرتا پھرے، زبان درازی کرے اور حضور جانِ عالم ﷺ پر اعتراض کرے کہ معاذ اللہ آپ ﷺ کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں، اپنے انجام کا علم نہیں (معاذ اللہ) ایسے گستاخ شخص کا بھی ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

عرب کا تاجدار آیا

جناب حافظ عبدالخالق رحمانی صاحب

وہ دیکھو نورِ عرب کا تاجدار آیا
بہاریں جگمگا اُٹھیں کہ وہ جانِ بہار آیا
وہ لہراتا ہوا توحید کا پرچم فضاؤں میں
یتیموں، بے نواؤں، بے کسوں کا غمگسار آیا
وہ جن کے فیض بے پایاں سے عالم میں اُجالا ہے
وہ مہتاب منور آفتاب نور بار آیا
وہ جن کے دم قدم سے روئے ہستی پر پھبن آئی
وہ جان مرسلاں آیا حبیبِ کردگار آیا
گرے بت ٹوٹ کر تیری ولادت کی یہ عظمت تھی
لبوں پہ ان کے بھی نام محمد بار بار آیا
شبِ معراج حوریں اور ملائک گیت گاتے تھے
فرشتے شکر کرتے تھے عرب کا شہسوار آیا
کہا حق نے کہ بخشش کے لیے کیا ساتھ لائے
لبِ حافظؔ پہ نامِ مصطفٰے بے اختیار آیا

....

https://www.ashrafia.net

شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن مبارک

● جناب محمد سعید کانپوری صاحب

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دودھ پلایا تو حسب عادت دوسری طرف کا دودھ بھی پیش کیا لیکن حضرت حلیمہ کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی کہ کونین کی جان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا منہ موڑ لیا یہ کیا بات ہے اتنے سے بچے میں یہ فہم وفراست کہاں سے آئی یہ رواداری اور انصاف کہاں سے سیکھا۔ دل نے کہا: حلیمہ ہوشیار! یہ بچہ کچھ اور ہی نظر آتا ہے حلیمہ کا مکان جنتی چمنستان اور فردوسی ایوان بن گیا تھا، پورا قبیلہ متحیر اور متعجب تھا اور ان کو حضرت حلیمہ کے اس مالی اور اعزازی انقلاب کو دیکھ کر انتہائی حیرت تھی لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ اس کے قدم کی برکتیں ہیں جو رحمۃ اللعالمین بن کر آیا ہے۔

زبان پر اللہ اکبر کی پُرکیف صدائیں:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حیات ظاہری کی اس منزل میں قدم رکھا جہاں بچے پہنچ کر عادتاً بولنا شروع کرتے ہیں اس وقت آپ کی زبان مبارک پر اکثر یہ الفاظ ہوتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین سُبحان اللہ بُکرَۃً وَّ اصیلاً ابن اسحاق وغیرہ کے قول کے مطابق حضرت حلیمہ نے چھ سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے پاس رکھنے کا شرف حاصل کیا۔

شیما کی لوریاں:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی دو لڑکیاں تھیں جن کا نام انیسہ اور شیما تھا ایک صاحبزادے حضرت عبداللہ تھے شیما آپ کو لوری دیتی اور یہ مصرعہ پڑھتی تھی۔ یہ میرا بھائی ہے جو نہ میری ماں کے بطن سے ہے نہ چچا کی نسل سے اے اللہ اسے بڑا کر بڑا کر اور انیسہ آپ کو انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ گود میں کھلایا کرتی تھی

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکتیں:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں بہت کم دودھ دیا کرتی تھیں لیکن جب سے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے کر آئی تھیں بکریوں کے دودھ کی کثرت ہوگئی یہاں تک کہ دوسروں کو دینے لگیں۔

بت سجدے میں گر گئے:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکہ معظمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ کے پاس لائیں تو پہلے کعبہ میں گئیں اور حطیم

https://www.ashrafia.net

جو کعبہ میں ایک خاص جگہ ہے حضور ﷺ کو لے کر اس کے اندر داخل ہوئیں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ: ''اے حطیم! آج تجھ پر بہت بڑا آفتاب طلوع ہوا تو اپنی قسمت پر ناز کر''۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اس کی آواز کو سن کر حیران ہوگئیں کیونکہ کہنے والا کوئی سامنے نظر نہ آیا۔ جب آواز برابر آتی رہی تو حضرت حلیمہ نے حضور ﷺ کو نیچے بٹھا دیا تاکہ آواز دینے والے کو تلاش کریں آپ ﷺ کو زمین پر بٹھا کر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آواز دینے والے کو تلاش کیا مگر اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ جب صدا دینے والا نظر نہ آیا تو آپ نا امید اور پریشان ہوگئیں اور خوف سے آپ کا جسم کانپنے لگا حضرت حلیمہ نے جس جگہ حضور ﷺ کو بٹھایا تھا جب وہاں واپس آئیں تو آپ کو نہ پایا اس واقعہ سے حضرت حلیمہ اور پریشان ہوئیں آپ کو تلاش کرتی تھیں اور روتی تھیں آپ کے غم میں اس قدر روئیں کہ دوسرے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

کہتے ہیں ایک بڈھا لاٹھی ٹیکتا ہوا حضرت حلیمہ کے پاس آیا اور کہا: اے حلیمہ! تجھے کیا ہوا ہے؟ حضرت حلیمہ نے سارا واقعہ بیان کیا۔ بڈھے نے حضرت حلیمہ سے کہا: اے بیٹی غم نہ کرو میں تجھ کو ایسے بڑے بادشاہ کے پاس لے چلتا ہوں جو تمہارے دکھ درد کو دور کر دے گا، حضرت حلیمہ نے کہا: اے شیخ! میں تجھ پر اپنی جان فدا کرتی ہوں تیری ملاقات کیا ہی اچھی ملاقات ہے، مجھے اس شہریار کے پاس لے چلو۔ بڈھا حضرت حلیمہ کو عزیٰ بت کے پاس لے گیا بڈھے نے عزیٰ کو سجدہ کیا اور کہا کہ ملک عرب کے مالک اور بخشش کے سمندر یہ پریشان حلیمہ تیرے دربار میں حاضر ہوئی ہے تو اس کی پریشانی دور کر کہ اس کا ایک لڑکا گم ہو گیا ہے اور اس لڑکے کا نام محمد ﷺ ہے۔ بڈھے نے حضور ﷺ کا نام لیا تو تمام بت منہ کے بل سجدے میں گر پڑے اور کہا کہ: ''اے بڈھے! تم جسے تلاش کر رہے ہو اور جس کا تم نے نام لیا وہ ہمیں خود بیکار کر دے گا''۔

جب حضور اکرم ﷺ کا وہاں سے بھی کوئی پتا نہ چلا تو حضرت حلیمہ اور بے قرار ہوگئیں اور چیخ مار کر رونے لگیں حتی کہ حضرت عبدالمطلب تشریف لائے آپ نے سارا واقعہ سنا اور کعبہ کے دروازہ پر حضور ﷺ کے ملنے کی دعا فرمائی تو غیب سے آواز آئی: ''اے عبدالمطلب! غم مت کرو، میں تمہیں اس شہنشاہ کا پتہ بتلاتا ہوں'' چنانچہ اس نے کہا کہ: ''تمہارا مطلوب فلاں جنگل میں فلاں درخت کے نیچے ہے''۔ حضرت عبدالمطلب اس جنگل میں تشریف لے گئے اور حضور جانِ عالم ﷺ کو وہاں پایا۔

شقِ صدر:

یہاں بھی یہ بیان کر دینا بہت ضروری ہے کہ شقِ صدر کا واقعہ ۴ سال کی عمر شریف میں حضرت حلیمہ کے یہاں ہی پیش آیا تھا ایک دن نبی آخر الزماں ﷺ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے لڑکے کے ساتھ تھے جو اپنے مکان کے پیچھے بھیڑ چرا رہے تھے اچانک دو سفید پوش آئے انہوں نے سرکار ﷺ کو لٹا کر پیٹ اور سینہ چاک کیا یہ دیکھ کر عبداللہ بھاگ کر ماں کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''امی! قریشی کی خبر لو، دو آدمیوں نے اس کا پیٹ

https://www.ashrafia.net

چاک کردیا ہے"۔ یہ سنتے ہی حضرت حلیمہ اوران کے شوہر پہنچے دیکھا تو آپ ﷺ بخیریت ہیں حضرت حلیمہ کے شوہر نے کہا ''کچھ آسیبی خلل ہے''۔حلیمہ نے جواب دیا:''میرے بیٹے کی شان بہت بڑی ہے۔خدا کی قسم!شیطان کبھی قابو نہیں پاسکتا'' نبی کریم ﷺ کا شقِ صدر چار مرتبہ ہوا۔ پہلا شق صدر چار سال کی عمر میں، دوسری مرتبہ دس برس کی عمر شریف میں ، تیسری مرتبہ غارِ حرا میں اور چوتھی مرتبہ شبِ معراج میں۔

سیرت پیغمبر اسلام ﷺ:

یہاں قارئین اس حقیقت کو ذہن نشین کرلیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں، دنیا کے کسی انسان کی حالاتِ زندگی اتنے مستند طریقہ سے آج تک قلم بند نہیں کی گئی۔آپ ﷺ کے حالات زندگی انتہائی احتیاط اور پوری تحقیق کے بعد حوالہ قلم کیے گئے ہیں اور اس میں خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی مشعل راہ بنا ہے اور مؤرخین کے کلیجے کانپ گئے ہیں۔جب آمنہ کے لال ﷺ کا یہ فرمان سامنے آیا کہ:''جس نے مجھ سے کوئی غلط بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنایا''۔

دل کی گہرائیوں میں اتر کر فیصلہ کیجئے کہ کون ہے وہ شخص جو سرکار دوعالم ﷺ سے غلط بات منسوب کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے ورنہ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے۔مؤرخین نے اپنے ممدوح کی تعریف میں جادۂ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں اور ہر کام کو جذبات میں ڈوب کر پیش کرتے ہیں لیکن پیغمبر اسلام کی سیرت لکھنے والوں نے جو کچھ لکھا کافی تحقیق کے بعد اور جو کچھ سپرد قلم کیا پوری دیانتداری کے ساتھ کیا۔رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کا نتیجہ ہے کہ آپ ﷺ کے حالات زندگی جانبداری اور غلو سے پاک اوصاف ہیں۔جس نے جو کچھ دیکھا تھا اُتنا ہی بیان کیا۔جس بات کا ثبوت نہ مل سکا اس کے بیان کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی۔

ناقابل انکار حقیقت:

آج ہم فخر سے بتا سکتے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ کیا کھاتے تھے، کس چیز کو پسند کرتے تھے، آپ ﷺ کا لباس کیا تھا کہاں عبادت کرتے تھے؟ کس طرح عبادت کرتے تھے، زمانہ طفلی کیسے گزرا، عزیزوں سے آپ ﷺ کا سلوک کیسا تھا غریبوں سے کتنی ہمدردی تھی، یتیموں اور بیواؤں سے کس محبت سے پیش آتے تھے۔صداقت ،شعاری، امانت، دیانت ریاضت وعبادت میں آپ ﷺ کا کیا مرتبہ تھا۔میدان جنگ میں ایک سپہ سالار کی حیثیت سے آپ کیسے تھے، فاتح کی حیثیت سے آپ ﷺ ہارے ہوئے لوگوں سے کس طرح پیش آتے تھے، اپنے صحابہ کو آپ ﷺ نے کیا تعلیم دی۔ کفار و مشرکین سے آپ ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟ منافقین کے ساتھ کیا برتاؤ تھا؟ غرض آپ ﷺ کی زندگی مبارک کا ہر پہلو اتنا روشن وتابناک ہے کہ ہم دنیا کے سامنے مستند طور پر پیش کرسکتے ہیں ہم یہاں تک بتا سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے نعلین شریف کیسے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ (بقیہ صفحہ نمبر:58)

https://www.ashrafia.net

حضورِ اکرم ﷺ ایک برہانِ محکم، ایک معجزہ محکم

حضرت علامہ محمد حسن حقانی اشرفی علیہ الرحمہ

اللہ تعالیٰ واحد ہے یکتا ہے قرآن کریم شاہد ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

ترجمہ: ''تم فرماؤ وہ اللہ ہے، وہ ایک ہے''۔

(پارہ:۳۰، سورۃ الاخلاص، آیت:۱)

کائنات شاہد ہے کہ وہ واحد ہے۔ ہر شے میں اس کی وحدانیت کے لیے کھلی ہوئی عظیم نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دال ہے۔ تمام انبیاء ورسل ایک اہم نکتہ اور مشترک نعرے پر متحد ہیں گویا کائنات اُس کی وحدانیت کی دلیل ہے اور خود محبوب خدا اور سرتاج انبیاء رحمۃ للعالمین ﷺ اللہ کی وحدانیت کی عظیم دلیل ہیں۔ مگر سوائے نبی کریم ﷺ کے اور کسی کو اپنی وحدانیت کی دلیل آیات اور برہان قرار نہیں اور اپنے دعوائے وحدانیت پر لفظ ''برہان'' اگر کسی کو فرمایا تو صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کو۔ یہ دو حیثیتوں سے نہایت قابل غور پہلو ہے۔ قرآن کی اس آیت: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا میں لفظ برہان سے مراد (بمقابلہ تنزیل نور یعنی کتاب) حضور ﷺ کی ذات ہے۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں اہم ان دو پہلوؤں پر غور کرتے ہیں:

ا۔ دلیل ہونا ۲۔ برہان ہونا۔ دونوں میں باہمی فرق یوں ہے کہ دلیل رہنمائی کرنے والی اور برہان مستحکم اور مؤکدہ رہنمائی کرنے والی۔ کائنات ساری کی ساری اس کی وحدانیت کی دلیل ہے۔ اس کے واحد ہونے پر رہنمائی کرتی ہے۔ لیکن اس کی وحدانیت پر مستحکم مضبوط اور طے شدہ دلیل صرف اور صرف حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ گویا برہان وہ دلیل ہے۔ جو مضبوط ہو اور توڑی نہ جا سکے۔ مستحکم ہو کوئی خلا نہ آسکے طے شدہ ہو کہ دوسرے امکان کا دخل نہ ہو سکے۔ اس حیثیت سے حضور ﷺ کی ذات دعوائے وحدانیت کے لیے برہان اور دلیل محکم ہے۔

اگرچہ برہان کے ایک معنی معجزہ کے بھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ معجزہ لاجواب کرنے کی دلیل ہوتی ہے۔ گویا حضور ﷺ اللہ کے دعوائے وحدانیت کی مضبوط دلیل اور لاجواب معجزہ ہیں۔ یوں برہان دونوں معنی (دلیل محکم اور معجزہ) کے ساتھ بغیر کسی قیل وقال بغیر کسی تکلف اور بغیر کسی حیل وحجت کے حضور ﷺ پر صادق

https://www.ashrafia.net

آتے ہیں۔ گویا حضور ﷺ ایک ایسی دلیل ہیں جن کا کوئی ثانی نہیں، جن کا کوئی توڑ نہیں، جن کا کوئی (ہمسر) نہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ لاثانی وحدانیت کے لیے لاثانی دلیل ہے اور لاثانی معجزہ انسب ہے۔ بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر اس کو ایک عجیب طریقے سے بیان کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی احدیت کا دعویٰ اور اعلان بزبان رسالت قل فرما کر ھو اللہ احد کہا۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے اور اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی معجزہ نما رسالت اور لاثانی نبوت کا اعلان بزبان ذات الٰہی ہے۔ ھوالذی ارسل رسولہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول برحق محمد ﷺ کو بھیجا گویا دعویٰ وحدانیت بزبان رسالت اور دعوائے رسالت بکلام ذات الٰہی یوں دعویٰ بھی بے نظیر دلیل بھی لاجواب۔

آپ کو معلوم ہے کہ قرآن حکیم معجزہ اور مستحکم دلیل ہے۔ گویا اس کائنات میں آسمان، زمین، سورج اور چاند، نظام شمسی و قمری دنیائے حیوانات دنیائے ملوکیت، غرض ہر ہستی جو نابود ہونے والی ہے اور نابود ہو جائے گی۔ فنا ہو جائے گی، ختم ہو جائے گی قابل ذکر نہ رہے گی۔ مگر قرآن کریم کلام الٰہی اور رسول کریم ﷺ دونوں اپنی معجزہ نمائیوں دلیل محکم کے ساتھ اس وقت بھی تاباں اور چمکدار رہیں گی جب ہر نور تاریک ہو گیا ہوگا۔ ہر روشنی ظلمت بن گئی ہوگی۔ ہر دن رات میں تبدیل ہو گیا ہوگا اس لیے جس طرح اس کی وحدانیت قدیم ہے۔ اس کا کلام بھی قدیم ہے اس کا معجزہ اور دلیل مستحکم (برہان) بھی نہ ختم ہونے والی ہے۔ سب شمعیں بجھ جائیں گی، چراغوں کی روشنی کافور ہو جائے گی مگر یہ شمع ہمیشہ فروزاں رہے گی۔ نہ اس میں دھواں آئے گا نہ کوئی نقص آئے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسی حقیقت کو شعر کا جامہ پہنایا ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

کسی بھی دعوی کا مقبول ہونا اس کی دلیل ثبوت اور شاہد پر موقوف ہے۔ اگر دلیل درست اور شاہد عادل ہوگی تو دعویٰ بھی ثابت اور مقبول ہوگا۔ اگر دلیل کمزور ہوئی شاہد غیر عادل ہوا اور ثبوت میں نقص و خامی ہوئی تو دعویٰ پر اس کے اثرات اس طرح مرتب ہوں گے کہ دعوی بھی کمزور، ناقص، خام اور نامکمل رہے گا۔ اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ دعویٰ وحدانیت ہر اعتبار سے مکمل اور جامع اور قابل ہے۔ کیونکہ اس کی دلیل ہر طرح محکم (یعنی برہان) ہے۔ اس کا شاہد نہ صرف عادل بلکہ ہر خامی نقص اور عیب سے پاک ہے (خلقت مبراء من کل عیب) اب کوئی نقص دار نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ برہان ہونے کی بناء پر ہر عیب سے مبراء ہر خامی سے دور اور ہر عیب سے پاک ہیں اور برہان بمعنی معجزہ ہونے کی بناء پر بھی ایسے لاجواب ہیں کہ ساری کائنات ان جیسا لانے سے عاجز ہے۔ ثابت ہوا کہ میرے آقا ﷺ اللہ کے دعویٰ وحدانیت کی مکمل مستحکم اور اٹل دلیل (برہان) ہیں اور جس طرح خدا کی ذات لاثانی و یکتا ہے اسی طرح حضور

https://www.ashrafia.net

شفیع المذنبین ﷺ کی ذات بھی یکتا اور لاثانی ہے، نہ اس کا کوئی مثل ہے نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر کہا جاسکتا ہے کہ میرے آقا ﷺ کی رسالت کو نہ فنا ہے نہ آپ ﷺ کی معجزہ نما ذات کو فنا ہے۔ نتیجتاً آپ ﷺ کے اوصاف جمیلہ اور صفات عالیہ مثلاً حیات رسالت، ہدایت شریعت سب باقی ہیں۔ آپ کے برہان اور مجسم معجزہ ہونے سے آپ کو بقا عطا فرمائی ہے۔ جس طرح روح کی ابتداء تو خلقت ہے مگر اس کو فنا نہیں۔ اسی طرح آپ مخلوق تو ہیں کہ خلق الانسان میں مگر آپ حیات ہیں۔ آپ کی صفات رسالت وغیرہ موجودہ رہیں گی نہ حیات کو فنا ہے نہ رسالت وغیرہ کو رہا کل من علیہا فان کا قانون عمومی تو اہلسنت نے۔ الحمد للہ! اس قانون عمومی کے مطابق فانی مانا مگر ''آنی'' مانا کہ قانون الٰہی ایک وقت خاص میں حرکت میں آیا مگر اس کے بعد حضور سیدِ عالم ﷺ کے جسم مبارک کا رابطہ روح سے ایک لمحہ کے لیے منقطع نہیں ہے کہ نہ صرف حضور نبی رحمت ﷺ حیات ہیں بلکہ ان کی اس حیات طیبہ کی مناسبت سے انہیں رزق الٰہی بھی میسر آتا ہے۔ (الحدیث)

بقول امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ:

انبیاء کرام کو بھی اجل آنی ہے
مگر اتنی کہ فقط ''آنی'' ہے

خلاصہ یہ ہوا کہ اولاً مولیٰ اور آقائے نامدار ﷺ اللہ کی برہان ہیں۔ دلیل محکم اور آیت کامل ہے۔ ہر عیب سے پاک، ہر نقص و خامی سے صاف ہیں۔ ثانیاً سرکار نامدار ﷺ مجسم معجزہ ہیں کہ ان جیسا نہ کوئی ہوسکتا ہے نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ قرآن معجزہ کہ اس کا ثانی نہیں، حضور اقدس ﷺ معجزہ کہ ان کا بھی کوئی ثانی نہیں۔ قرآن دلیل محکم، حضور ﷺ برہان قاطع ہیں کہ اس کا توڑ کسی کے پاس نہیں انتہائی مکمل و جامع کہ گمان نقص کا بھی گزر نہیں۔ ثالثاً حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ حیات ہیں بس آنکھوں سے اُوجھل ہیں۔

بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

آج بھی روح و جسم کا تعلق ہے تو موت کیسی؟ کہ موت تو نام ہے روح کا جسم سے تعلق منقطع ہوجانے کا۔ یہاں تو تعلق بدستور ہے۔ الحمد للہ! کہ میرے آقا و مولیٰ تاجدارِ نور مجسم ﷺ ایک برہان محکم اور دلیل مستحکم ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات معجزہ ہے اس کا ثانی نہیں۔ آپ ﷺ حیات ہیں کہ روح و جسم کا تعلق آج بھی برقرار ہے۔ لہٰذا سنتے بھی ہیں، دیکھتے بھی ہیں تشریف بھی لاتے ہیں، بلاتے بھی ہیں، تسلی بھی دیتے ہیں، سر پر ہاتھ بھی رکھتے ہیں۔

https://www.ashrafia.net

معجزاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر احادیثِ مقدسہ میں...

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایسے بے شمار واقعات گزرے ہیں جن کی بشارت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے دی اور صحیح ثابت ہوئی۔ ذیل میں چند ایک درج کیے جاتے ہیں:

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد پر چڑھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ہیبت و جلال سے پہاڑ لرزنے لگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا قدم مارتے ہوئے فرمایا: ''اُحد ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں'' اور یہ پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

(سنن ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حدیث ۳۶۹۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابولولو فیروز مجوسی نے شہید کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی بلوائیوں کے ہاتھ شہید ہوئے۔

غزوہ خیبر میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کل میں عَلَم ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا''۔ صبح تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس فخر کے امیدوار بن کر آئے حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علی کہاں ہیں؟'' حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں مگر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَلَم ان کے ہی حوالے کیا اور ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا فوراً تندرست ہو گئے اور خیبر کی تاریخی فتح حاصل ہو گئی۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی ابن ابی طالب، حدیث ۳۷۰۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ بدر میں جتنے کافر موت کے گھاٹ اُتارے گئے تھے۔ ان کے قتل کی جگہ جنگ سے ایک روز پہلے فرداً فرداً اپنے مجاہدوں کو دِکھا دی تھی اور جب جنگ ہوئی تھی تو دشمنوں کے لشکر کا ایک سپاہی بھی اپنی جگہ سے تجاوز نہ کر سکا جہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا مقتل تجویز کیا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد و السیر، باب غزوۃ بدر، حدیث ۱۷۷۹)

غزوۂ حنین میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ: ''یہ شخص دوزخی ہے''۔ جب کفار سے مقابلہ ہوا تو وہ زخمی ہو گیا۔ لوگوں

https://www.ashrafia.net

نے حضور جانِ عالم ﷺ سے عرض کی: ”آپ ﷺ تو اسے دوزخی فرماتے تھے“۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ”یہ دوزخی ہے اور اس کے تھوڑی ہی دیر بعد زخموں کی تکلیف سے تنگ آکر اس نے خودکشی کرلی“۔

غزوۂ تبوک میں حضور اقدس ﷺ نے ایک رات آندھی کی پیشن گوئی فرمائی اور ہدایت کی کہ: ”اس میں کوئی نہ اُٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہو اُسے مضبوطی سے باندھ لے، رات کو ایسا ہی ہوا شدید آندھی آئی اور ایک شخص اس میں اُٹھا تو آندھی اسے اڑا لے گئی“۔

حضور سرور عالم ﷺ ایک مرتبہ سفر سے واپس آرہے تھے کہ راہ میں آندھی آئی۔ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ”یہ آندھی ایک منافق کی موت کے لیے آئی ہے جب حضور ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید منافق مرگیا۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب صفات المنافقین و احکامھم، حدیث ۲۷۸۲)

حضور ختم المرسلین ﷺ نے ایک روز حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ: ”تم زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کے ساتھ روضہ خاخ کو جاؤ، وہاں تمھیں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہوگا، وہ خط اس سے لے آؤ“۔ تینوں حضرات گھوڑے دوڑاتے ہوئے وہاں پہنچے تو انہیں ایک عورت دکھائی دی، آپ نے خط مانگا تو اس نے انکار کیا لیکن جب تلاشی کی دھمکی دی گئی تو اس عورت نے بالآخر اپنے بالوں میں سے خط نکال کر دے دیا یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ بدری نے کفار مکہ کو لکھا تھا اور غزوۂ مکہ کے ارادے کی اطلاع دی تھی۔ سرکار نامدار ﷺ نے حاطب سے پوچھا کہ: ”تم نے ایسا کیوں کیا؟“ اس نے عرض کیا کہ: ”میرے لڑکے مکہ میں ہیں اس لیے میں نے قریش پر احسان کرنا چاہا تا کہ وہ محفوظ رہیں“۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ حاطب کو قتل کردیں مگر حضور انور ﷺ نے معاف فرمایا اور فرمایا: ”بدریوں کے تمام قصور اللہ تعالیٰ نے معاف کردیئے ہیں“۔ یہ حال حضور اقدس ﷺ کو بوحی الٰہی معلوم ہوگیا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب اذا اضطر الرجل الی النظر...، حدیث ۳۰۸۱)

ایک روز ابوجہل نے قسم کھائی کہ اگر محمد ﷺ کو میں نے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو ان کی گردن کو پاؤں سے کچل دوں گا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اسی ارادے سے آیا مگر یکبارگی اُلٹا پھرا اور اپنے ہاتھوں سے جیسے کسی چیز کو روکنے کی کوشش کرنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا: ”اے ابوجہل! تجھے کیا ہوگیا ہے؟“ اُس نے کہا: ”میں نے حضور ﷺ اور اپنے درمیان ایک آگ کی خندق اور فرشتوں کے پر دیکھے“۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر اور نزدیک آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، باب قولہ: ان الانسان لیطغی حدیث ۲۷۹۷)

https://www.ashrafia.net

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ مشرک تھیں ایک دن انہوں نے حضور سرورِ کائنات ﷺ کی شان مبارک میں کوئی ناشائستہ کلمہ کہا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بے حد ناگوار گزرا۔ آپ اشک آلود آنکھوں سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو ہدایت دے۔ حضور ﷺ نے اسی وقت دعا فرمائی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خوشی خوشی گھر کی طرف لوٹے جب مکان کے قریب پہنچے تو دروازہ بند تھا اور اندر سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ جب والدہ غسل سے فارغ ہوئیں اور انہوں نے دروازہ کھولا تو کلمہ شہادت سے جگر گوشہ کا استقبال کیا۔ فرطِ مسرت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی الله عنهم، باب من فضائل ابی هريرة الدوسی رضی الله عنه، حدیث ۲۴۹۱)

ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بت خانہ ذی الخلصہ کو جا کر ویران کر دو، حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ وہ سینہ کی تکلیف سے گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتے تھے۔ اگر سوار ہوتے تو گر پڑتے تھے انہوں نے حضور انور ﷺ سے صاف صاف اپنا حال بیان کیا حضور اکرم ﷺ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ: ”یا اللہ! اس کو برقرار رکھ، اس کو ہادی اور مہدی بنا“۔ اس دن سے حضرت جریر رضی اللہ عنہ پھر کبھی گھوڑے سے نہیں گرے اور ڈیڑھ سو سوار اپنے ساتھ لے جا کر بت خانہ ذی الخلصہ کو تباہ کر دیا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب حرق الدور والنخیل، حدیث ۳۰۲۰)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے حکم دیا کہ تمام اہل صفہ کو بلا لو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حکم عالیہ کی تعمیل میں سب کو بلا لائے۔ حضور سیدِ عالم ﷺ نے ان سب کے سامنے ایک پیالہ رکھا اور انہیں پینے کے لیے کہا سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر پیا وہ پھر بھی بچا رہا۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف عیش النبی ﷺ واصحابه، حدیث ۶۴۵۲)

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک ایسا جبہ محفوظ تھا جسے حضور سرور کائنات ﷺ اکثر زیبِ تن فرماتے تھے۔ اگر اس جبہ کو کسی بیمار کے جسم سے لگا دیتی تھیں تو بحکم خدا اسے فوراً صحت نصیب ہو جاتی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے دیکھا اور اس سے فرمایا کہ: ”داہنے ہاتھ سے کھایا کرو“۔ اس شخص نے جھوٹ موٹ کہا کہ: ”میرا داہنا ہاتھ بے کار ہے میں اس سے کھانا نہیں کھا سکتا“۔ رسولِ اعظم ﷺ نے فرمایا کہ: ”اچھا بے کار ہی سہی“ اور اُسی وقت سے اس کا داہنا ہاتھ بے کار ہو گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب و احکامهما، حدیث ۲۰۲۱)

https://www.ashrafia.net

جب قومِ مضر کی شرارت اور مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے تو حضور ﷺ نے ان کے حق میں دعائے ضرر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط کا عذاب نازل کیا۔ ابوسفیان حالانکہ مخالف تھے حضور جانِ عالم ﷺ سے رحم کی استدعا کی حضور ﷺ رحمت مجسم تھے فوراً بارگاہِ خداوندی میں دعا کی خوب بارش ہوئی اور قحط جاتا رہا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب اذا استشفع المشرکون.... حدیث ۱۰۲۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں لکھنے کا کام کرتا تھا وہ یکا یک مرتد ہوگیا اور کافروں سے جاملا، حضور ﷺ نے اس کے حق میں فرمایا کہ: ''اس کو زمین بھی قبول نہ کرے گی''۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایک روز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہنے لگے کہ: ''میں نے اس شخص کی موت دیکھی ہے اُسے کئی بار دفن کیا گیا مگر وہ ہر بار قبر سے باہر آجاتا تھا۔ اس کی لاش اسی طرح خراب ہوئی''۔

حضور سرور کائنات ﷺ جب حدیبیہ میں تھے تو لشکر میں پانی کی قلت ہوگئی لوگ پیاس سے گھبرا گئے۔ حضور ﷺ کے پاس ایک لوٹا تھا اس میں پانی بھرا تھا، حضور ﷺ نے اپنا دستِ مبارک لوٹے میں ڈالا اور انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح نکلنے لگا، سب نے سیر ہوکر پیا اور وضو کیا، لشکر میں اس ووقت تخمیناً پندرہ سو آدمیوں کا ہجوم تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث ۳۵۷۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور سرور کائنات ﷺ کے ساتھ تھا۔ مکہ معظمہ کے زمانے کا ذکر ہے جو بھی پہاڑ یا درخت سامنے آتے تھے وہ کہتے تھے ''یارسول اللہ ﷺ السلام علیکم''۔

(سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب، حدیث ۳۶۲۶)

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اعرابی حاضر ہوکر کہنے لگا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''اگر میں اس درختِ خرما کے خوشے کو بلاؤں جو وہاں درخت میں لٹک رہا ہے تو وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ پھر حضور نے اس خوشے کو بلایا، وہ درخت سے جھکتا ہوا حضور ﷺ کے روبروں آگرا اور حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دی۔ حضور ﷺ نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ اور وہ واپس جا کر پھر اسی درخت میں لٹکنے لگا۔ اعرابی یہ دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا

حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما ایک رات حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ جب رخصت ہونے لگے تو رات بہت ہوچکی تھی اور بہت اندھیری تھی۔ ان دونوں حضرات کے آگے ایک غیبی نور چل رہا تھا اور وہ دونوں اس روشنی میں چل پڑے جب اس جگہ پہنچے جہاں سے دونوں نے علیحدہ ہونا تھا تو وہاں سے وہ نور بھی جدا جدا ہوگیا۔ اس طرح روشنی میں دونوں حضرات بخیر و عافیت اپنے گھر پہنچ گئے۔

https://www.ashrafia.net

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب منقبۃ اسید بن حضیر و عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما، حدیث ۳۸۰۵)

ایک مرتبہ حضور سرور کائنات ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے یہ گھوڑا نہایت سست رو اور تنگ قدم تھا۔ جب حضور ﷺ واپس آئے اور گھوڑا واپس فرمایا تو کہا کہ گھوڑا تو صبا رفتار ہے۔ اس دن سے وہ گھوڑا اس قدر تیز رو ہوگیا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے سبقت نہ لے جاسکا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الفرس القطوف، حدیث ۲۸۶۷)

حضور سرور کائنات ﷺ ایک روز ایک باغ میں تشریف لے گئے اس میں ایک اونٹ تھا جو باغ میں ہر آنے جانے والے پر حملہ کرتا۔ حضور ﷺ نے اس اونٹ کو اپنے پاس بلایا۔ وہ آکر حضور ﷺ کے پاس ادب سے جھک کر بیٹھ گیا حضور ﷺ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی۔

(مسند احمد، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حدیث ۱۴۳۳۳)

حضرت ام ملک رضی اللہ عنہا ہمیشہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک صاف برتن میں گھی بھیجا کرتی تھیں۔ جب گھر میں کوئی چیز نہ ہوتی اور وہ اس برتن کو اٹھاتیں تو اس میں گھی ضرور ہوتا تھا۔ ایک دن انہوں نے برتن کو نچوڑ لیا جب حضور ﷺ کو خبر ہوئی تو فرمایا: ''اُم ملک نہ نچوڑتیں تو ہمیشہ اس برتن میں گھی موجود رہتا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی معجزات النبی ﷺ، حدیث ۲۲۸۰)

شانِ ختم رسل کا بیاں ہو گیا

اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ

شانِ ختم رسل کا بیاں ہوگیا
حق عیاں، حق عیاں، حق عیاں ہوگیا

مدحِ سرور میں مرغ چمن ذوق سے
نغمہ خواں، نغمہ خواں، نغمہ خواں ہوگیا

مصطفےٰ کی صفت لکھتے لکھتے قلم
گل فشاں، گل فشاں، گل فشاں ہوگیا

ان کی مدحت میں یہ عاجز و ناتواں
لابیاں، لابیاں، لابیاں ہوگیا

نقشِ سم براق نبی سے فلک
کہکشاں، کہکشاں، کہکشاں ہوگیا

سن کے وصفِ جمالِ نبی دل مرا
شادماں، شادماں، شادماں ہوگیا

اشرفی فیضِ نعتِ شہِ دیں سے تُو
خوش بیاں، خوش بیاں، خوش بیاں ہوگیا

……… ……… ………

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

شمائل مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم اشرفی صاحب

حضور پرنور شافع یوم النشور باعث تسکین وسرور ﷺ کے حسن بے نظیر اور خصائل دلپذیر کے تذکرے کو محدثین وسیرت نگار حضرات شمائل مصطفی ﷺ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کو رب ذوالجلال نے پیکرِ جمالِ بے مثال بنایا شاعر دربار رسالت ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

یارسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

نامور مفسر علامہ قرطبی علیہ الرحمہ بعض علماء کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ:

لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا
تَمَامُ حُسْنِهٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْيُنُنَا رُؤْيَتَهٗ

یعنی ہمارے لیے آپ ﷺ کا مکمل حسن ظاہر ہی نہیں ہوا اگر ایسا ہوتا تو ہماری آنکھیں دیدار کی تاب نہ لا سکتیں یقیناً جو ذات انوار الٰہیہ کی مظہر ہو اس کی حقیقی تجلی کون برداشت کر سکتا ہے تاہم جس قدر اللہ نے حسنِ محبوب ظاہر فرمایا اسے دیکھ کر عالم حیرت زدہ رہ گیا اور عاشقانِ جمالِ مصطفی ﷺ پکار اٹھے۔

لَمْ يَأْتِ نَظِيْرُكَ فِيْ نَظَرٍ
مثل تو نہ شد پیدا جانا

یارسول اللہ ﷺ آپ جیسا کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں کیونکہ آپ کی مثل کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

پرنور چہرہ:

دیدارِ سید عالم ﷺ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ جانِ دو عالم ﷺ کا رخ پرنور کل عالم سے زیادہ حسین تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا

رسول اللہ کا چہرہ تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھا۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ یوں چمکتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ

https://www.ashrafia.net

کَاَنَّہٗ قِطعَۃُ قَمَر

رسول اللہ ﷺ جب کسی بات پر خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ یوں دمکتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وصف جمال مصطفی ﷺ بیان کرتے ہوئے اچھوتا تخیل پیش کرتے ہیں

کَاَنَّ الشَّمسَ تَجرِیْ فِیْ وَجْھِه

یوں لگتا تھا جیسے سورج آپ کے چہرے میں جاری وساری ہو خیال رہے کہ چاند وسورج سے تشبیہ دینا محض سمجھانے کی غرض سے تھا ورنہ کہاں قمر اور کہاں شانِ رشکِ قمر، کہاں خورشید اور کہاں شانِ منیرِ خورشید!!! چاند وسورج نے تو خود آقا علیہ السلام کے نور سے فیض پایا ہے بھلا یہ آپ ﷺ کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں! امام عشق ومحبت فرماتے ہیں۔

خورشید تھا کس زور پر، کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضرت جابر بن سمرہ اپنا ایمان افروز مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات چاند پوری طرح تاباں و درخشاں تھا تاریکی کا کہیں نام ونشاں تک نہ تھا اچانک میری نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی اس وقت آپ سرخ چادر اوڑھے ہوئے تھے اور بہت ہی حسین لگ رہے تھے فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَ اِلَی الْقَمَر میں کبھی آپ ﷺ کو دیکھتا تھا کبھی چاند کو فَلَھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ میرے خیال میں ضرور آپ چاند سے زیادہ حسین تھے۔

جبینِ دلنشیں:

جان دو عالم ﷺ کی مبارک پیشانی اس قدر روشن تھی کہ اندھیرے میں چراغ کی مثل چمکتی تھی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

مَتیٰ یَبْدُ فِی الَّیلِ الْبَھِیْمِ جَبِیْنُه
یَلُحْ مِثْلَ مِصبَاحِ الدُّجی الْمُتَوَقِّدِیْ

یعنی انتہائی تاریک رات میں جب آپ ﷺ کی پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو یوں چمکتی ہے جیسے اندھیرے میں چراغ روشن ہو! دونوں بھنوؤں کے درمیان پیشانی میں ایک رگ تھی جو عالم غصہ میں ابھر آتی تھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے پیارے چہرے کو ''چشمہ مہر'' جبکہ جبین منور میں ابھری ہوئی رگ کو ''نور جلال کی موج'' قرار دیا۔

چشمہ مہر میں موج نورِ جلال
اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں ماتھے پر پسینہ آرہا تھا جو بہت ہی دلکش منظر پیش کر رہا تھا سیدہ عائشہ صدیقہ نے دیکھا تو مبہوت ہو کر رہ گئیں سرکار ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا کیوں کھوگئی؟ عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ جعل جبینك یعرق وجعل عرقك یتولد نورا

یارسول اللہ ﷺ آپ کے ماتھے پر پسینہ آرہا ہے جس سے نور کے موتی بن رہے ہیں

https://www.ashrafia.net

نورانی ناک:

ناک کا بلند و نمایاں ہونا ہمیشہ سے عظمت و رفعت کی علامت رہا ہے جان دو عالم علیہ السلام کی مبارک ناک بھی اونچی، پتلی اور لمبی تھی اور یہ تینوں صفات تناسب و توازن کے ساتھ یکجا تھیں حسن میں اضافہ اس نور سے ہو جاتا تھا جو ہر وقت ناک پر چھایا رہتا تھا جس کے سبب ناک مبارک نمایاں طور پر بلند نظر آتی تھی۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں اَقْنَى الْعِرْنَيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ بلند ناک والے، اس مبارک ناک پر نور چھایا رہتا تھا۔

نیچی نظروں کی شرم و حیاء پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

لبہائے نازک:

جان دو عالم ﷺ کے ہونٹ نہایت دلکش اور دیدہ زیب تھے صحابہ فرماتے ہیں كَانَ رَسُوْلُ اللهِ اَلْطَفَ عِبَادِ اللهِ شَفَتَيْنِ رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ اللہ کے تمام بندوں سے زیادہ لطیف و نازک تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ان لبوں کی نزاکت پر یوں سلام پیش کیا ہے۔

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

مبارک کان:

چونکہ چہرۂ انور کا رنگ سرخی مائل سفید تھا اس لیے کان بھی ویسی ہی رنگت رکھتے تھے جب کہ بال مبارک بھر پور سیاہ تھے۔ داڑھی اور سر کے کالے بالوں میں سفید رنگ کے کان انتہائی دلکش منظر پیش کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کالی زلفوں میں آپ کے سفید کان یوں دکھائی دیتے تھے جیسے تاریکی میں روشن ستارے چمک رہے ہوں۔

ظاہری جمال تو اپنی جگہ رب لم یزل جل جلالہ نے کانوں کو عظیم الشان کمال سماعت سے نوازا تھا جان جاناں ﷺ خود فرماتے ہیں اَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ میں وہ سنتا ہوں جو تم لوگ نہیں سنتے۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

پرنور سینہ:

جانِ کونین ﷺ کا سینہ مبارک کشادہ تھا جیسا کہ حضرت ہند بن ابی ہالہ بیان کرتے ہیں كَانَ رَسُوْلُ اللهِ عَرِيْضَ الصَّدْرِ "رسول اللہ ﷺ چوڑے سینے والے تھے" نہ تو سینہ آگے نکلا ہوا تھا اور نہ ہی پیٹ بڑھا ہوا تھا حضرت ہند فرماتے ہیں

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ

رسول اللہ ﷺ کا مبارک سینہ اور مقدس شکم برابر تھے۔

اس سینہ باکمال کی باطنی وسعت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جس کے بارے میں ربِ جلیل عزوجل نے فرمایا: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟

اس سینے کو باری تعالیٰ نے وہ کشادگی عطا فرمائی کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کچھ

https://www.ashrafia.net

آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ میں نے جان لیا۔

پشت مبارک:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ علیہ السلام کو وَاسِعُ الظَّهْرِ اور طَوِيْلُ مَسْرَبَةِ الظَّهْرِ کہا یعنی آپ ﷺ کی پشت مبارک کشادہ اور ریڑھ کی ہڈی لمبی تھی۔ حضرت محرش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں كَأَنَّهُ سَبِيكَةُ فِضَّةٍ "پشت اقدس ڈھلی ہوئی چاندی جیسی تھی"۔ عام لوگ صرف آگے ہی دیکھ سکتے ہیں مگر تاجدار کائنات ﷺ پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتے تھے خود فرمایا:

إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي كَمَا أَرَاكُمْ أَمَامِي

میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے دیکھتا ہوں

روئے آئینہ علم پشتِ حضور

پشتیِ قصر ملت پہ لاکھوں سلام

بازو مبارک:

تاجدار کائنات ﷺ کے ذیشان بازو لمبے اور بڑے تھے کلائیاں کشادہ اور مضبوط تھیں مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کو عَظِيْمُ السَّاعِدَيْنِ، شَبِيْعُ السَّاعِدَيْنِ یونہی طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ کہا۔ مفہوم سب کا یہی ہے کہ بازو مکمل مردانہ شان کے حامل تھے یعنی بڑے، لمبے اور مضبوط تھے چونکہ یہ صفات قوت و توانائی کی علامت ہیں لہٰذا امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

جس کو بارِ دو عالم کی پرواہ نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

دستِ اقدس:

فخر کون و مکاں ﷺ سے سعادت مصافحہ حاصل کرنے والے خوش بخت نفوس قدسیہ متفق ہیں کہ آپ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم و ملائم چیز نہیں دیکھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَا مَسَسْتُ حَرِيْرًا وَّلَا دِيْبَاجًا قَطُّ أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ "میں نے نہ کبھی ایسے ریشم کو چھوا ہے نہ دیباج کو جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو" ہتھیلیاں بھری بھری اور بڑی تھیں جن کی مناسبت سے خوشنما انگلیاں بھی لمبی لمبی تھیں۔

یہ پر لطف بات ہے کہ بھرپور توانائی اور قوت والے ہاتھ عموماً کچھ گرم ہوتے ہیں مگر جان دو عالم ﷺ کے ہاتھ ہمیشہ ٹھنڈے رہتے جن سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے رخسار پر سرکار ﷺ نے ہاتھ پھیرا تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے رخسار پر محسوس کی آپ ﷺ کا ہاتھ یوں مہک رہا تھا کہ جیسے ابھی ابھی عطار کی ڈبیہ سے باہر نکالا ہو۔ ید اطہر سے کئی معجزات ظاہر ہوئے کسی کے چہرے پر ہاتھ پھیرا وہ روشن و چمکدار ہو گیا تو کسی کا چہرہ مثل آئینہ شفاف و عکاس ہو گیا یونہی کسی کے سر پہ دست شفقت پھیرا تو تقاضہ عمر کے باوجود بال سیاہ رہے اسی طرح کسی کے سینہ پر مقدس ہاتھوں کا لگنا تھا کہ علوم کے سمندر

https://www.ashrafia.net

موجزن ہو گئے یونہی کسی کے سینے میں ید مقدس کی برکات سے ایمان و عشق نبی ﷺ کی شمع روشن کر دی تو کبھی با فیض انگلیوں سے چشمے جاری کر دیے۔

نور کے چشمے لہرائیں، دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

قدمین شریفین:

فخر موجودات ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک نرم اور پر گوشت تھے تلوے قدرے گہرے تھے انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی اور خوبصورتی میں بے مثال تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَضْخَمَ الْقَدَمَیْنِ رسول اللہ ﷺ کے مبارک قدم نسبتاً بڑے تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ سے مروی ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ شَثْنَ الْقَدَمَیْنِ سَائِلَ الْاَطْرَافِ سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک پاؤں پر گوشت تھے جن کی انگلیاں لمبی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: کان رسول اللہ ﷺ احسن البشر قدما نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔

انہی قدموں کے کثرت سے لگنے کی برکت سے حجرۂ مبارکہ اور محراب مسجد نبوی کی درمیانی جگہ کو جنتی باغ قرار دیا گیا۔ ابو طالب کو مقام ذی المجاز پر پیاس لگی تو سرکار ﷺ نے ان کی شدت تشنگی محسوس فرمائی فَضَرَبَ بِقَدَمِهِ الْاَرْضَ فَخَرَجَ الْمَاءُ فَقَالَ اِشْرَبْ زمین کو قدم سے ضرب لگائی تو اس سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا فرمایا پی لیجیے ابو طالب نے پانی پیا تو آپ ﷺ نے اسی جگہ قدم رکھا پانی بند ہو گیا احد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو وہ مسرت سے جھومنے لگا سرکار ﷺ نے قدم مبارک مارا اور ٹھہر جانے کا حکم ارشاد فرمایا جذبات پر قابو پاتے ہوئے پہاڑ ٹھہر گیا

ایک ٹھوکر سے احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

بقیہ ”شہنشاہِ کونین ﷺ کا بچپن مبارک“

ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ دنیا فنِ تاریخ میں اس قدر ترقی کر جانے کے بعد بھی صداقت و دیانت کی ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مسلمان مؤرخین اور سیرت نگاروں کو چھوڑیئے غیر مسلم متعصب مؤرخین کی تصانیف اُٹھا کر دیکھیے ہر قسم کی تنقید کے بعد بھی ان کو پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت کا اعتراف کرتے ہوئے پائیں گے۔ کفار عرب سے زیادہ حضور سیدِ عالم ﷺ کا دشمن کوئی ہو نہیں سکتا۔ دشمنی کے باوجود صاف صاف اعتراف کرتے تھے کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے صادق و امین ہونے میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

ابو جہل کہتا تھا: ”میں جانتا ہوں کہ محمد (ﷺ) خدا کے رسول ہیں مگر ایمان نہ لاؤں گا“۔ خیال یہ تھا کہ دنیا یہ کہے گی قبیلہ قریش کا ایک سردار بے سرو سامان انسان سے شکست کھا گیا۔

https://www.ashrafia.net

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انتخاب: ابوالمجتبیٰ سید مصطفیٰ اشرف جیلانی

وَاِذۡ تَقُوۡلُ لِلَّذِیۡۤ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِ۔

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

(پارہ:۱۲، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر:۳۷)

اس آیت کریمہ میں واضح ارشاد ہے جنھیں اللہ نے نعمت دی اور تم نے نعمت دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت عطا فرمائی اور اللہ کے محبوب مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو نعمت عطا کی اور اللہ بے شک تمہارا مددگار ہے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تمہارے مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود مددگار ہے اور ہمارے آقا حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عطا سے مددگار ہیں۔

حدیث شریف:

اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ مَوۡلٰی مَنۡ لَّا مَوۡلٰی لَہٗ

''یعنی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مددگار ہیں اس کے جس کا کوئی مددگار نہ ہو''۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۳۱)

محبوبِ خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا: اَحَبُّ اَھۡلِیۡ اِلَیَّ مَنۡ اَنۡعَمَ اللّٰہُ وَاَنۡعَمۡتُ عَلَیۡہِ

''مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کو اللہ نے نعمت دی اور میں نے اس کو نعمت دی''۔

(ترمذی، ج:۲، ص:۲۲۳، مشکوٰۃ شریف ص:۵۶۲)

ان آیات کریمہ اور احادیث طیبہ سے صاف طور پر پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ تو حقیقی مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کے بنانے سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی مالک و مختار ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہمارے پیارے نبی مالک و مختار رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زمین اور آسمان دونوں جہاں کا بادشاہ بنایا ہے۔

حدیث مبارکہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہمارے دو وزیر آسمان میں ہیں (۱) حضرت جبرئیل (۲) حضرت میکائیل علیہما السلام

وَأَمَّا وَزِیۡرَیَّ مِنۡ أَھۡلِ الۡأَرۡضِ فَأَبُوۡ بَکۡرٍ وَ عُمَرُ یعنی اور دو وزیر زمین

https://www.ashrafia.net

والوں میں (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

(ترمذی: ۲، ص:۲۰۹، مشکوۃ شریف ص: ۵۵۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا ﷺ اللہ کے فضل وعطا سے زمین کے بھی بادشاہ ہیں اور آسمان کے بھی بادشاہ ہیں اور بادشاہ ہی کے وزیر ہوتے ہیں۔ آسمان میں حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام وزیر ہیں اور زمین میں محبوب مصطفی حضرت ابوبکر صدیق اور مراد مصطفی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما وزیر ہیں۔

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں ہمارے آقا ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے اس لیے کہ آپ مستحقین کے درمیان جنت بانٹتے ہیں۔ بانٹتا وہی ہے جو مالک ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ہمارے آقا کریم ﷺ کو جنت کا مالک بلکہ حق تو یہ ہے کہ ساری کائنات کا مالک بنایا ہے۔

خادم رسول، حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ خدمت کے لیے رات کو آقا کریم ﷺ کے حجرہ شریف کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو جاتے تھے تاکہ دروازہ شریف کھلے تو میں اُٹھ جاؤں اور وضو کا پانی وغیرہ خدمت اقدس میں پیش کردوں۔ ایک مرتبہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے محبوب خدا ﷺ کو وضو کے لیے پانی پیش کیا اور وضو کرایا تو مالک جنت مصطفی جان رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اے ربیعہ! جو مانگنا ہے مانگ''۔ تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اسئلك مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ یعنی حضور اکرم ﷺ میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں یعنی یارسول اللہ جنت مانگتا ہوں اور جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں یہ بھی مانگتا ہوں تو آقا ﷺ نے فرمایا: اوغیر ذلك یعنی اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگ لو۔ تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: مجھے جو مانگنا تھا وہ عرض کر دیا تو محبوب خدا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا کثرت سے سجدہ کرتے رہو''۔ (مسلم شریف، ج:۱، ص: ۹۳، مشکوۃ شریف ص:۶۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہ ایمان وعقیدہ تھا کہ ہمارے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جنت بھی دیتے ہیں اور جو مانگو وہ عطا فرماتے ہیں۔

حبیب یمنی نے محبوب خدا حضور اکرم ﷺ سے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے فرمادیئے اور ارشاد فرمایا: گواہ رہنا۔ چاند کے دونوں ٹکڑے اتنے فاصلے پر ہو گئے تھے کہ حرا پہاڑ ان کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ (صحیح بخاری)

صلح حدیبیہ کے دن جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت پیاسے ہوئے آقا کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم پیاس سے نڈھال ہیں اور پانی نہیں ہے تو آقا نے اپنے برتن میں جس میں تھوڑا پانی تھا، اپنے دست مبارک رکھ دیا تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے

https://www.ashrafia.net

جاری ہو گئے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی سے وضو کیا اور خوب سیراب ہو کر پیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس دن آپ لوگ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''اگر ہم ایک لاکھ کی تعداد میں بھی ہوتے تو وہ پانی ہمارے لیے کافی ہوتا مگر اس دن ہم پندرہ سو آدمی تھے''۔ (صحیح بخاری)

سرچشمہ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا نے مجھے یمن میں گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں قضاء نہیں جانتا تو مقدمات کے فیصلے وغیرہ کیسے کروں گا؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ: ''اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ: ''خدا کی قسم! اس وقت سے تادم حیات فریقین کے فیصلے کرنے میں ایک ذرہ کے برابر بھی مجھے غلطی کا شبہ نہیں ہوا''۔ (ابن ماجہ، خصائص کبری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر بارگاہ مصطفی ﷺ میں حاضر رہا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے میں آقا کریم ﷺ سے بہت زیادہ حدیثیں سنا کرتا تھا مگر کچھ دیر کے بعد حدیثوں کو بھول جایا کرتا تھا ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اے آقا کریم! میں آپ سے آپ کی حدیثیں سنتا ہوں مگر سب بھول جاتا ہوں تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! اپنی چادر پھیلاؤ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چادر پھیلا دی اور میرے آقا ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر چادر میں انڈیل دیا اور فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! اپنی چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لو''۔ کہتے ہیں میں نے چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا اس میں سے کچھ بھی نہ بھولا۔

(صحیح بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ سن کر محبوب مصطفی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: زِدْنَا یَا رَسُولَ اللہ ﷺ یارسول اللہ ﷺ اسے زیادہ کر دیجئے۔ ہمارے آقا ﷺ نے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر فرمایا: اچھا تو اللہ تعالیٰ اس طرح دونوں چلو بھر کے میری اُمت کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا: یارسول ﷺ! اور زیادہ کر دیجئے۔ اتنے میں مراد رسول حضرت عمر فاروق ﷺ بولے: اے ابو بکر چھوڑو یعنی اب بس کرو اس طرح تو لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے عمر!) اگر اللہ تعالی ہم سب کو یوں ہی جنت میں داخل کر دے تو تیرا کیا بگڑتا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی ساری مخلوق کو اپنے

https://www.ashrafia.net

ایک ہی چلو سے جنت میں داخل فرمادے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر نے سچ کہا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۸۶)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جان کونین ﷺ اللہ کی عطا سے مختار و نعمت میں کمی یا زیادتی کا اختیار رکھتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا، شدت بھوک کی وجہ سے ایک دن راستے کے کنارے پر کھڑا ہو گیا جہاں سے لوگ گزرتے ہیں، شاید کسی کی نظر میرے اداس چہرے پر پڑے، وہ میرا حال معلوم کرے تو میں اس کو بتاؤں کہ میں بھوکا ہوں۔ اس طرح میری ضرورت پوری ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے میں نے ان کو سلام کیا اور قرآن کی ایک آیت کے متعلق پوچھا حالانکہ مجھے وہ آیت یاد تھی مگر میرا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ جواب دیتے وقت میرے اداس چہرے کو دیکھ کر رحم کھائیں اور مجھے کھانا کھلا دیں۔ مگر وہ نگاہ نیچی کیے ہوئے آیت بتا کر آگے بڑھ گئے اور میری طرف دیکھا تک نہیں۔

پھر! مراد مصطفی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی نظر جھکائے جواب دیا اور آگے بڑھ گئے اور میری جانب دیکھا تک نہیں۔ پھر میرے پاس آقا کریم ﷺ گزرے تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ: ابو ہریرہ! میرے ساتھ چلو، میں پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! کھانے کا کوئی سامان ہے؟'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ: ایک انصاری نے دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت عالیہ میں بھیجا ہے، ہمارے آقا کریم ﷺ دودھ کا پیالہ لیے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا: ابو ہریرہ! اہل صفہ کو بلا لاؤ، وہ سب بھوکے ہیں وہ بھی دودھ پی لیں گے اس وقت اصحاب صفہ ۷۰ لوگ تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ یہ دودھ مجھے مل جاتا تو بہتر تھا۔ اس لیے کہ میں زیادہ مستحق تھا۔ یہ تھوڑا سا دودھ (۷۰) اصحاب صفہ کو کس طرح کافی ہوگا؟ لیکن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ سب (۷۰) اصحاب صفہ حاضر بارگاہ ہو گئے آقا کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان سب کو دودھ پلاؤ''۔ میں نے پیالہ لیا اور ان میں سے ایک کو دیا۔ جب وہ خوب سیر ہو کر دودھ پی چکے تو میں نے دوسرے کو دیا انہوں نے بھی خوب سیر ہو کر پیا۔ اس طرح ستر اصحاب صفہ سیر ہو کر جب دودھ پی چکے تو مالک و مختار نبی، مشفق و مہربان رسول ﷺ نے دودھ کا پیالہ لیا مجھے دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ دودھ پی لیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''اور پیو'' میں نے اور دودھ پیا

https://www.ashrafia.net

پھر سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اور پیو'' میں نے عرض کیا: ''اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، اب تو پینے کی بالکل گنجائش نہیں رہی''۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ نے وہ پیالہ لیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا بسم اللہ شریف پڑھ کر دودھ نوش فرمایا اور ختم کر دیا۔

(بخاری شریف، ص:۹۵۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مالک و مختار بنا کر مبعوث فرمایا میرے آقا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کو اشارہ کریں تو دو ٹکڑے ہو جائے، سورج کو حکم دیں تو وہ پلٹ آئے، درخت کو حکم دیں وہ چل کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو جائے، چاہیں تو انگلیوں سے پانی جاری کر دیں، کنکریوں سے کلمہ پڑھوا دیں۔ یہ تمام معجزات اختیار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر کرتے ہیں جو صحابہ کا عقیدہ وہی ہمارا عقیدہ اللہ تعالیٰ اس عقیدہ پر قائم و دائم رکھے۔

کیا آپ انگوٹھے چومتے ہیں...؟

امام ابو طالب مکی علیہ الرحمہ نے ''قوت القلوب'' میں نقل کیا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے نامِ اقدس سن کر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے اور قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ الله پڑھا۔

(تفسیر روح البیان ج:۷، ص:۲۲۹، حاشیہ تفسیر جلالین ،ص:۳۵۷،

موضوعاتِ کبیر ،ص:۶۳)

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
جس کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منھ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی

.....

https://www.ashrafia.net

سیاحِ لامکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سفرِ لامکاں

حضرت مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی علیہ الرحمہ

پروردگارِ عالم نے انسانوں کی ہدایت کے لیے جتنے رسول مبعوث فرمائے ہر رسول اور پیغمبر کو معجزات سے نوازا، انبیائے سابقین کو جو معجزات دیئے گئے وہ ان کے دور تک محدود تھے جب وہ اس دنیا میں تشریف فرما رہے وہ معجزے بھی موجود رہے، ان کے وصال کے ساتھ ان کے معجزے بھی ختم ہو گئے حسنِ یوسف دم عیسیٰ علیہما السلام ید بیضا ان میں سے کسی کا بھی اب وجود نہیں۔ دوسری یہ بات ان تمام انبیاء کرام کے معجزات کا ظہور سطح زمین پر ہوا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پروردگارِ عالم نے بے شمار معجزات عطا فرمائے جو انبیاء سابقین کے معجزوں سے کمیت و کیفیت ہر لحاظ سے عظیم اور فائق تر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسے معجزات بھی دیئے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس اور دورِ رسالت تک محدود تھے اور ایسے معجزے بھی عطا کیے جو دائمی اور ہمیشہ برقرار رہنے والے ہیں۔ ان دائمی معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآنِ پاک ہے۔ حیاتِ طیبہ سے وابستہ معجزات بے شمار ہیں جن کا ظہور جمادات و نباتات اور حیوانات سب ہی میں ہوا بلکہ یوں کہیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارکہ سرتاپا معجزہ تھی۔ ان عظیم معجزات میں ایک معجزہ ہے جس کا تعلق زمین فضائے بسیط آسمانوں اور لامحدود بلندیوں اور وسعتوں سے ہے یہ انسانیت کی معراج ہے یہ عبدیت کا معروج ہے، یہ محبوبیت کا انعام ہے یہ عبدہٗ کی تفسیر ہے یہ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا کی غایت ہے واقعہ معراج میں جن محیر العقول واقعات کا انکشاف ہے، عقل انسانی اس سے ناآشنا ہے ادراک انسانی اس کی رفعتوں کو چھونے سے قاصر ہے اس لیے لفظ سبحان سے بیان واقعہ کی ابتداء ہوئی کہ لے جانے والی ذات ہر عجز سے پاک فضاء کی وسعتیں آسمان کی رفعتیں گردش لیل ونہار سب کا خالق وہی ہے اس کے لیے کوئی امر مشکل نہیں، اس بحث سے قطع نظر عقل انسانی کیا سوچ رہی تھی، دورِ شتربانی میں تو شعور انسانی کچھ غور کرتا ہو مگر اس سیارہ طیارہ کے دور میں وہ فہم جن کا دار و مدار صرف عقل پر ہی رہا۔ اپنی کوتاہ بینی پر نادم ہیں حالانکہ اس دور میں بھی جو فہم وبصیرت اور قلبِ سلیم کے مالک تھے۔ انہوں نے واقعۂ معراج کی تصدیق کی یہ مبارک سفر صرف سیر آسمانی نہ تھا بلکہ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا کی غرض وغایت بھی تھا۔ حضرت خواجہ نظام

https://www.ashrafia.net

الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اس مقدس سفر کی تین منزلیں یا تین حصے ہیں۔ پہلے حصے کو "اسراء" کہتے ہیں جس کی ابتداء مسجد حرام سے ہوئی، دوسرے حصے کو "معراج" اس کی انتہاء مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک ہے، تیسرے حصے کو "اعراج" کہا جاتا ہے جو آسمانوں سے شروع ہوا اور اس کی انتہاء قاب قوسین اودانیٰ تک ہے۔

اس سفر مبارکہ میں جس کی ابتداء ۲۷ رشب ماہِ رجب میں اُمِ ہانی کے گھر سے ہوئی، جس سے حضور اکرم ﷺ نے عالم دنیا کے عجائبات قدرت بھی دیکھے، عالم مثال کے مشاہدات بھی آپ ﷺ کو ہوئے اور یہ مشاہدات اس طرح ہوئے۔

مازاغ البصر وما طغیٰ نگاہ مبارک نہ ہٹی نہ بڑھی

واقعۂ معراج سے جہاں ہم کو عظمت مصطفیٰ ﷺ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا علم ہوتا ہے وہاں زبان مبارکہ سے ان واقعات کی تفصیل اور سزا کا بھی پتا چلتا ہے جس میں آج کل ہم مبتلا ہیں اس سے اجتناب تو در کنار اس کو معمولات زندگی بنا لیا ہے جو اب آخرت سے بے نیاز عذابِ آخرت سے بے خوف ہو گئے ہیں حضرت شداد بن اوس سے مروی اس حدیث میں جس میں یہ واقعہ مفصل ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "راستہ میں میرا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچتے تھے" جبریل امین نے کہا: "یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے جس کی سزا میں یہ اپنے چہرے کا گوشت نوچ رہے ہیں"

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص کو دیکھا پتھر کو لقمہ بنا کر کھا رہا ہے" دریافت فرمایا: "یہ کیا ماجرا ہے؟" جبریل امین نے جواب دیا: "یہ سود خور ہے اپنی سزا بھگت رہا ہے"۔

ایک ایسی جماعت پر گزر ہوا جس کے سامنے بہترین پاکیزہ گوشت رکھا ہے لیکن وہ مردہ اور گندہ گوشت رکھا ہیں۔ جبریل امین نے عرض کی کہ: "یہ وہ لوگ ہیں جو حلال اور طیب بیویوں کو چھوڑ کر زنا میں مبتلا رہے ہیں"۔

حضور ﷺ کا گزر ایک اور جماعت پر ہوا ان کے ہونٹ اُونٹ کی طرح تھے اور ان کے پہلوؤں کا گوشت کاٹ کر ان کے منہ میں ڈال رہے تھے۔ دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے عیب ڈھونڈتے اور ان پر طعن وطنز کرتے تھے

ایک اور جماعت کو دیکھا ان کے سروں کو پتھر سے کوٹا جا رہا تھا بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو رات کو نماز پڑھے بغیر سو جاتے تھے

ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جن کے منہ میں فرشتے آگ بھر رہے تھے جبریل نے وضاحت کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں

سفر معراج اپنے دامن میں بے شمار رموز ونکات اور حکمت کی باتیں سمیٹے ہوئے ہے۔ نماز کی فرضیت جو اس سفر میں اُمتِ محمدیہ کے لیے رب کی خاص عطا ہے، اس کی رحمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے اور بندگی کا طریقہ ہے، مانگنے کا سلیقہ ہے۔ سرکشی نہیں سر تسلیم خم کر دینا ہی معراجِ مومن ہے۔ یہ شرف، یہ عطا ان کے صدقہ میں حاصل ہوئی، جو خیر البشر ہیں، محسنِ انسانیت ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، غم خوارِ اُمت ہیں۔

https://www.ashrafia.net

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ شوہر

جناب حکیم محمد سعید دہلوی مرحوم

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسان کامل ہیں۔ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ اور آپ کے کردار کا ہر رُخ مسلمان کے لیے نمونہ اور اُسوہ ہے۔ خدائے بزرگ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں میں پیدا کیا اور انسانوں ہی کی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی گزاری آپ کے بیٹے بھی تھے اور باپ بھی۔ شوہر بھی تھے اور بھائی بھی عمر میں چھوٹے بھی تھے بزرگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت بھی کی اور جنگیں بھی لڑیں۔ حکمرانی بھی کی اور محنت کشی بھی آپ میں نے ہر حیثیت سے شاہراہ حیات پر ایسے نقوشِ قدم چھوڑیں جو قیامت تک ہم لوگوں کے لیے نمونہ اور معیار بنے رہیں گے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

ترجمہ: ''بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قابل تقلید نمونہ ہے''۔ (الاحزاب ۲۱)

چنانچہ ایک شوہر اور رفیق حیات کی حیثیت سے حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کردار ہے وہ ہر شوہر کے لیے ایک نمونے کا کردار ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے مسلمان شوہروں کے لیے آپ لے کے چند احکامات سماعت فرمایئے:

ارشاد فرمایا:

خیر کم خیر کم لاھلہ۔

''تم میں سب سے بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بھلا ہو''۔ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

دوسرا ارشاد:

خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ نِسَاءِهِمْ (ترمذی)

''تم میں سب سے بھلے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بھلے ہوں''۔

ایک بار ایک ایسے صحابی کو جو زہد و عبادت کی طرف زیادہ متوجہ ہونے کی وجہ سے اپنے اہل و عیال سے غافل رہتے تھے آپ نے بلوایا اور فرمایا:

وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًا (بخاری)

اور تمہاری رفیقہ کا بھی تم پر حق ہے۔

صنف ضعیف کے حقوق کا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا خیال تھا۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات کے

https://www.ashrafia.net

آخری خطبہ حج میں جن اہم مسائل پر احکام اور نصائح فرمائے تھے ان میں عورت کے حقوق کا مسئلہ بھی تھا۔ فرمایا:

''لوگو! عورتوں کے حق میں میری نیک نصیحت کو مانو یہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں، تم اس کے کسی بات کا حق نہیں رکھتے لیکن یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کے کام کریں، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو خواب گاہ میں علیحدہ کر دو اور ان کو ہلکی مار مارو تو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈو۔ بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کریں۔ جن کو تم پسند نہیں کرتے تمہارے گھروں میں ان کو آنے کی اجازت نا دیں، جن کا آنا تم کو پسند نہیں اور ہاں! ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کے پہنانے اور کھلانے میں نیکی کرو''۔ (ابن ماجہ)

بیوی کے حقوق کی وضاحت ایک اور موقع پر ایک سوال کے جواب میں یوں فرمائی:

بیوی کا حق شوہر پر یہ ہے کہ جو خود کھائے اس کو کھلائے جو خود پہنے اس کو پہنائے نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے نہ اس کو بُرا بھلا کہے نہ گھر کے علاوہ (سزا کے لیے) اس کو علیحدہ کرے (ابن ماجہ)

اختصار کے خیال سے میں نے چند ارشادات نقل کیے ہیں ورنہ بیویوں کے حقوق کے سلسلے میں آپ کے احکام ہدایات بکثرت ہیں۔ ایک شوہر کی حیثیت سے حضور ﷺ کیسے تھے؟ اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم یہ سوچتے چلیں کہ ایک شوہر کے لیے عمومی شرائط کیا ہونی چاہئیں۔

پہلی شرط یہ کہ وہ بیوی کے لیے محبت کوش ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی ضروریات اور خواہشات کا حتی الامکان پورا پورا خیال رکھے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ جہاں تک اس کے وسائل اجازت دیں بیوی کی ان فرمائشوں اور خواہشوں کی تکمیل و تعمیل میں سعی کرے چاہے خود اس کے مزاج کے خلاف ہوں۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر ازواج ایک سے زیادہ ہوں تو اپنی محبت وقت مال اور توجہات کو ان میں ٹھیک اور عادلانہ تقسیم کرے۔

اب ان شرائط کی روشنی میں ایک مثالی شوہر کا کردار ملاحظہ ہو! جہاں تک شرط اول محبت کوش ہونے کا تعلق ہے۔ اس کے لیے تو کچھ سوچنا ہی تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ وہ پاک ہستی جو سراپا محبت تھی۔ جس کا پیغام محبت کا پیغام تھا جس کا مشن محبت کا مشن تھا جس نے محبت اور صرف محبت ہی کے زور پر ساری دنیا کو فتح کیا تھا۔

آپ نے عرب معاشرے میں عورت سے جیسی محبت کر کے دکھائی ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول سنیے!

ہم لوگ اسلام سے قبل عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے اسلام نے عورتوں کے لیے احکام نافذ کیے اور حقوق مقرر کیے۔

(بخاری)

https://www.ashrafia.net

ازواجِ مطہرات

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ

حضورِ اقدس ﷺ کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے۔ ان کی شان میں قرآن کی بہت سی آیاتِ بینات نازل ہوئیں۔ جن میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ اور ان کی رفعت شان کا بیان ہے۔ چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ (احزاب)

ترجمہ: ''اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو''۔

دوسری آیت میں یہ ارشاد فرمایا:

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

ترجمہ: ''اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں''

یہ تمام اُمت کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ حضور جانِ عالم ﷺ کی مقدس بیویاں اور اِن باتوں میں امت کے لیے حقیقی ماں کے مثل ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کسی کا نکاح جائز نہیں۔ دوم یہ کہ ان کی تعظیم و تکریم ہر اُمتی پر اس طرح لازم ہے جس طرح حقیقی ماں کی بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکن نظر اور خلوت کے معاملہ میں ازواج مطہرات کا حکم حقیقی ماں کی طرح نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں حضرت حق جلالہ کا ارشاد ہے کہ:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔

ترجمہ: ''جب نبی کی بیویوں سے تم لوگ کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو''۔ (سورۃ الاحزاب)

مسلمان اپنی حقیقی ماں کو تو دیکھ بھی سکتا ہے اور تنہائی میں بیٹھ کر اس سے بات چیت بھی کر سکتا ہے مگر حضور اکرم ﷺ کی مقدس بیویوں سے ہر مسلمان کے لیے پردہ فرض ہے اور تنہائی میں ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔

اسی طرح حقیقی ماں کے ماں باپ لڑکوں کے نانی نانا اور حقیقی ماں کے بھائی، بہن لڑکوں کے ماموں اور خالہ ہوا کرتے ہیں۔ مگر ازواج مطہرات کے ماں باپ اُمت کے نانی نانا اور ازواج مطہرات کے بھائی بہن اُمت کے ماموں خالہ نہیں ہوا کرتے ۔ یہ حکم حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ان تمام ازواج مطہرات کے لیے ہیں جن سے رسولِ کریم ﷺ نے نکاح

https://www.ashrafia.net

فرمایا ہے چاہے حضور ﷺ کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو، یہ سب کی سب اُمت کی مائیں ہیں اور ہر اُمتی کے لیے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم وواجب الاحترام ہیں۔

(زرقانی جلد ۳ ص ۲۱۶)

ازواج مطہرات کی تعداد ان کے نکاحوں کی ترتیب کے بارے میں مورخین کا قدرے اختلاف ہے۔ مگر گیارہ امہات المؤمنین کے بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ان میں سے حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما کا تو حضور نبی آخر الزماں ﷺ کے سامنے ہی انتقال ہو گیا تھا مگر نو بیویاں حضور ﷺ کی وفات اقدس کے وقت موجود تھیں۔

ان گیارہ اُمت کی ماؤں میں سے چھ خاندان قریش کے اونچے گھرانوں کی چشم چراغ تھیں۔ جن کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت اُم حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا

۵۔ حضرت اُم سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا

۶۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

اور چار ازواج مطہرات خاندان قریش سے نہیں تھیں بلکہ عرب کے دوسرے قبائل سے تعلق رکھتی تھی وہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

۴۔ اُم المساکین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

۵۔ اور ایک بیوی یعنی صفیہ بنت حی یہ عربی النسل نہیں تھیں بلکہ خاندان بنی اسرائیل کی ایک شریف النسب رئیس زادی تھیں۔

اس بات میں بھی کسی مورخ کا اختلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ ﷺ نے کسی دوسری عورت سے عقد نہیں فرمایا۔ (زرقانی، جلد: ۳، ص: ۲۱۸ تا ۲۱۹)

معروضہ بارگاہِ جناب بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا

حکیم الاُمت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

صدقہ تم پر ہوں دل و جاں آمنہ
تم نے بخشا ہم کو ایماں آمنہ

جو ملا جس کو ملا تم سے ملا
دین و ایماں ، علم و عرفاں آمنہ

جس شکم میں مصطفیٰ ہوں جاگزیں
عرشِ اعظم سے ہے ذیشاں آمنہ

تیری تربت کا مجاور میں بنوں
پھر نکالوں دل کے ارماں آمنہ

مَهْبِطِ قرآں نبی ہیں اور تم
ہو نبی کی محترم ماں آمنہ

ہے یہ سالک آپ کے در کا فقیر
مانگتا ہے امن و ایماں آمنہ

https://www.ashrafia.net

پندرہ سو سالہ جشنِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ

اولادِ رسول ﷺ

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری علیہ الرحمہ

حضور سیدِ عالم ﷺ کی اولاد کرام کی معروف ومشہور تعداد 6 ہے لیکن بعض مؤرخین نے 7 بیان کی ہے۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی اس تعداد سے اتفاق کیا ہے جو ہمارے نزدیک بھی قابل ترجیح ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ:

اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پہلے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ تھے، جو اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئے، آقا ﷺ کی کنیت ”ابوالقاسم“ انہی کی نسبت سے ہے جو آپ ﷺ کی پسندیدہ ترین کنیت ہے، باختلاف روایت 17 ماہ یا 2 برس کی عمر میں ان کا وصال ہوگیا، آقائے رحمت ﷺ کو ان کی جدائی کا بے حد صدمہ ہوا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے، ان کا لقب ”طیب وطاہر“ ہے، اعلان نبوت سے قبل پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی آخری اولاد ہیں، حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے عالیہ میں پیدا ہوئے، اسی نسبت سے عالیہ کا دوسرا نام ”مشربۂ ابراہیم“ ہے۔8ھ میں ولادت ہوئی، حضور سید عالم ﷺ کو ان کی پیدائش کی خوشخبری حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے سنائی، جس پر خوش ہو کر آپ ﷺ نے ابورافع کو ایک غلام عطا فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر بارگاہ ہوئے ”یا ابا ابراہیم“ کہتے ہوئے صاحبزادے کی ولادت پر مبارک باد پیش کی، اللہ کے رسول ﷺ نے بطور عقیقہ دو مینڈھے ذبح کیے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سر کے بال اتروا کر بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کی اور بالوں کو دفن کر دیا۔ ”ابراہیم“ نام رکھا، پھر انہیں دودھ پلانے کے لیے حضرت ام سیف کے سپرد کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن ہم آقائے رحمت ﷺ کے ہمراہ ابوسیف کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر نزع کی کیفیت ہے، یہ منظر دیکھ کر اللہ کے

https://www.ashrafia.net

رسول ﷺ کو سخت تکلیف ہوئی حتیٰ کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! کیا آپ روتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عوف کے بیٹے! یہ رونا محبت و شفقت کے باعث ہے'' دوبارہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمزدہ ہے مگر ہم زبان سے وہی بات نکالتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی رہے۔ وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ ''اور اے ابراہیم! بے شک ہم تمہاری جدائی سے حزن و ملال میں مبتلا ہیں''۔

حضور رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بیٹے ابراہیم نے دودھ پینے کی مدت پوری نہیں کی اور دنیا سے رخصت ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہشت میں ایک دودھ پلانے والی کو مقرر فرما دیا ہے جو مدت رضاعت پوری ہونے تک اسے دودھ پلاتی رہے گی''۔ حضور انور ﷺ نے اپنے لاڈلے کو جنت البقیع میں دفن کیا اور ان کی قبر پر خود چھڑکاؤ کیا۔ افسوس کہ ہم جانِ عالم ﷺ کے چہیتے بیٹے کی قبر انور کی زیارت سے محروم ہیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا:

حضور ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی ولادت اعلان نبوت سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی، اس وقت میرے آقا ﷺ کی عمر شریف 30 سال تھی، ابتداء اسلام میں ہی مشرف با سلام ہوئیں، غزوہ بدر کے بعد حضور ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ بلا لیا تھا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی، اعلانِ نبوت سے قبل ہی ان کے خالہ زاد بھائی ابو العاص سے ہوئی جو 7ھ تک کفر پر ہی اَڑے رہے۔ غزوۂ بدر میں گرفتار ہوئے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیے گئے۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو شوہر کی گرفتاری کا پتا چلا تو انہوں نے بطورِ فدیہ ان کی رہائی کے لیے اپنے جہیز کا سامان بھیجا۔ جو آپ ﷺ نے واپس کر دیا اور ابو العاص کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ مکہ پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بحفاظت مدینہ منورہ بھیج دیں گے، انہوں نے وعدہ کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کنانہ کی نگرانی میں مقامِ بطن تک پہنچا دیا۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے مقام بطن پر پہلے سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری کے ہمراہ بھیج دیا تھا لہٰذا یہ دونوں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بحفاظت مدینہ منورہ لے کر آ گئے۔ مکہ سے روانگی کے وقت حسبِ معمول کافروں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو روکنے کی کوشش کی۔ ایک ظالم نے دھکا دے کر انہیں اونٹ سے گرا دیا، جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا، کنانہ نے انہیں مزید تکلیف سے بچایا اور پوری قوت سے کافروں کا مقابلہ کیا۔ مجبور ہو کر انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا راستہ چھوڑ دیا، اس کے بعد ابو العاص محرم 7ھ کو مشرف با سلام ہو کر مدینہ منورہ آ گئے اور اپنی اہلیہ کے

https://www.ashrafia.net

ساتھ رہنے لگے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال 8ھ میں ہوا، حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے انہیں غسل دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے کفن کے لیے اپنا تہبند شریف عطا فرمایا اور خود قبر میں اتارا، ان کے دو بچے علی اور امامہ تھے۔علی کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا، حضور جانِ عالم ﷺ کو اپنی نواسی امامہ سے بہت محبت تھی۔ اکثر اپنے دوش مبارک پر بٹھا کر مسجد نبوی تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا:

تاجدارِ مدینہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں، جو اعلانِ نبوت سے 7 برس پہلے پیدا ہوئیں۔ ابتدائے اسلام میں ہی مشرف باسلام ہوئیں، ان کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عقبہ سے ہوا۔ ابھی ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ سورۂ تبت یدا ۔ نازل ہوگئی جس سے عقبہ اور اس کی ماں کی آتش غضب مزید بھڑک اُٹھی اور آقائے رحمت ﷺ کی ایذا رسانی میں مزید اضافہ ہو گیا، ابولہب نے اپنے بیٹے عتبہ کو حکم دیا جس کے مطابق اس بدنصیب نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی صاحبزادی کو بہترین شوہر عطا فرمایا کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہو گیا، ان دونوں نے پہلی ہجرت حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف کی اور ''ذوالہجرتین'' کا اعزاز حاصل کیا۔

سلطانِ مدینہ ﷺ جب غزوۂ بدر کی تیاری میں مصروف تھے اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بہت علیل تھیں لہٰذا آپ ﷺ نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو بدر جانے سے روک دیا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کا حکم دیا، چونکہ حکم رسول کی تعمیل ہی جہاد ہے لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مجاہدین بدر کی فہرست میں شامل کیا گیا اور مالِ غنیمت سے ان کو حصہ عطا فرمایا گیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جب فتح کا مژدہ لے کر مدینہ منورہ پہنچے، اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین ہو رہی تھی، آپ نے 20 سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، قبر انور کا پتہ نہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیسری صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں، ان کا نکاح ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوا، سورۂ ابی لہب کے نزول کے بعد ہی اس خبیث نے بھی آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، اس بدنصیب نے شہنشاہِ کائنات ﷺ سے بے انتہاء گستاخی کی حتیٰ کہ آپ کا مقدس پیرہن تار تار کر ڈالا، اس گستاخی کا آپ کے قلب مبارک پر بہت صدمہ ہوا جوش غم میں آپ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے یہ جملہ ادا ہوا: ''یا اللہ! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط کر دے'' پس ابولہب اور عتیبہ ایک قافلہ کے ساتھ تجارت کے لیے شام گئے، مقام زرقاء پر رات بسر کرنے کے لیے ایک

https://www.ashrafia.net

راہب کے پاس ٹھہرے، اس نے بتایا کہ: "یہاں درندے بہت ہیں آپ لوگ ذرا ہوشیار ہو کر سوئیں" ابولہب نے قافلہ کے لوگوں سے کہا کہ: "(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے بیٹے کی ہلاکت کی بددعا کی ہے، لہٰذا اس کی حفاظت ضروری ہے تم لوگ سامان جمع کر کے اونچائی پر عتیبہ کے سونے کا انتظام کر دو اور چاروں طرف سو جاؤ تاکہ وہ درندوں سے محفوظ رہے"۔ پس قافلہ والوں نے اس کی حفاظت کا پوری طرح انتظام کیا، رات کو ایک شیر آیا اور سیدھا عتیبہ کے پاس پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا، لوگوں نے شیر کی تلاش میں پورا جنگل چھان مارا لیکن اس کا پتہ نہ چل سکا۔

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دوسرا اعزاز "ذوالنورین" کا ملا، ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی، شعبان 5 ھ میں وصال ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں دفن ہیں، قبر انور کا پتہ نہیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے چھوٹی، لاڈلی اور پیاری شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ "زہرا اور بتول" لقب تھے، آپ رضی اللہ عنہا کی تاریخ ولادت میں اختلاف روایات ہے جب کہ بقول علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل آپ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے 2 ھ میں نکاح ہوا۔ چھ بچوں کی ماں بنیں: حضرات حسن حسین اور محسن رضی اللہ عنہم حضرت زینب، اُم کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن، حضرت محسن اور رقیہ کا بچپن میں انتقال ہو گیا۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر دے دی تھی کہ: "میرے اہلبیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی"۔ پس ایسا ہی ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے صرف چھ ماہ بعد آپ رضی اللہ عنہا دنیا سے تشریف لے گئیں۔ حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع شریف میں دفن ہیں قبر انوار کا یقینی پتہ نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون

فضائل ومناقب:

نبی مکرم ومعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی، پیاری اور محبوب ترین صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء البتول رضی اللہ عنہا کی عظیم ترین فضیلت یہ ہے کہ آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کے صاحبزادگان حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو خصوصی طور پر اہل بیت میں شامل فرمایا کہ عام طور پر بیٹیاں، داماد نواسے اور نواسیاں اہل بیت میں شمار نہیں ہوتے، پس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہ ہوا کہ ان کی لاڈلی صاحبزادی اور ان کے اہل خانہ کو اہل بیت ہونے کا شرف حاصل نہ ہو، بالخصوص اس صورت میں کہ اللہ رب العزت کی طرف سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کے لیے "تطہیر کاملہ" کے عظیم اعزاز کا اعلان فرمایا گیا۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راویہ ہیں کہ حضور

https://www.ashrafia.net

علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک صبح باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُون کی سیاہ چادر تھی، اس وقت حسنین کریمین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چادر میں لے کر فرمایا: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔

(پارہ: ۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت: ۳۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت مباہلہ نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ

ترجمہ: آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے۔

(پارہ: ۳،سورۃ آلِ عمران،آیت: ۶۱)

نازل ہوئی، تو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اللھم ھؤلاء أَهْلُ بَيْتِي ''اے اللہ! یہ میرے اہلبیت ہیں''۔

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي ''فاطمہ میرے جگر یا گوشت کا ٹکڑا ہیں، جس نے انہیں غصہ دلایا، مجھے غصہ دلایا'' اور ایک روایت میں ہے: يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا ''وہ چیز میرے لیے باعث پریشانی ہوتی جو فاطمہ کو پریشان کرے اور وہ شخص مجھے تکلیف پہنچاتا ہے جو فاطمہ کو تکلیف پہنچاتا ہے''۔

ماہِ ربیع الاوّل آیا

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

ماہِ ربیع الاوّل آیا
رب کی رحمت ساتھ میں لایا
وقت مبارک رات سہانی
صبح کا تڑکا ہے نورانی
پیر کا دن تاریخ ہے بارہ
فرش پہ چمکا عرشی تارہ
آج کی رات برأت رَچی ہے
آمنہ کے گھر دھوم مچی ہے
لو وہ اُٹھی گردِ سواری
پیدا ہوئے محبوبِ باری
تم بھی اُٹھو اب وقتِ ادب ہے
ذکر ولادت شاہِ عرب ہے
تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا
دونوں جہاں میں راج ہے اُن کا
دان کرو کچھ جشن ہے بھاری
در پہ کھڑے ہیں سارے بھکاری
چشمِ کرم للہ اِدھر ہو
سالکؔ خستہ پر بھی نظر ہو

https://www.ashrafia.net

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عورتوں پر احسانات

• حضرت مولانا باغ علی رضوی صاحب •

محسنِ کائنات، فخر موجودات، منبع برکات رسولِ کونین، سلطانِ دارین ﷺ نے وقت کے شیطان صفت انسانوں سے گھبرائی ہوئی، حالات کے بے رحم ہاتھوں ستائی ہوئی، زمانے کے ہوس پرست درندوں سے عفت وعصمت لٹائی ہوئی مکمل طور پر قعرِ مذلت میں غوطہ کھائی ہوئی، بے بس مظلوم، مجبور اور نادار صنف نازک کو قدر ومنزلت، عزت وعظمت اور فخر اولی العزمی کا وہ بلند ترین مقام عطا فرمایا ہے دنیا جس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ معلمِ انسانیت ﷺ نے عورت کی اہمیت وافادیت احتیاج وضرورت اور اس کی حیات کے تمام امور سے متعلق اپنی زبانِ فیض ترجمان سے ایسے ایسے نصیحت آمیز سبق آگیں کلماتِ عالیہ ارشاد فرمائے ہیں جو ان کی زندگی کے تمام گوشوں کو یکساں طور پر سمیٹے ہوئے ہے اور جس پر عمل پیرا ہوکر انسان یقیناً ایک پرسکون، شاداب، خوشگوار اور کامیاب زندگی گزار سکتا ہے۔ تاریخ کے زریں اوراق سے کون واقف نہیں کہ نبی محترم رسولِ محتشم ﷺ نے عملی طور پر بھی صنفِ نازک کے حقوق کو واضح فرمادیا ہے تاکہ امت مسلمہ کسی معاملے میں اُلجھ کر غلط روی کا شکار نہ ہوجائے اور نہ اپنی لاعلمی وناسمجھی کا بہانہ کرکے کسی ایسے فعلِ کا مرتکب ہوجائے جو اس کے لیے مضر بخش ثابت ہو اور جس سے اس کی گھریلو زندگی نفرت ورنجش اور بدگمانی و بدعنوانی کا معرکہ خاک وخون بن جائے اور موسم بہار جیسا سرسبز وشادات چمن بادسموم کے ایک ہی جھونکے میں بے آب وگیاہ صحرا بن جائے کسے خبر نہیں کہ رہبر اعظم فاتح عالم ﷺ کا ازواجِ مطہرات کے ساتھ کتنا اعلیٰ حسنِ سلوک تھا اور آپ کتنا پاکیزہ سرور انگیز اخلاق کریمانہ کا مظاہرہ فرماتے تھے اور آپ کی ازدواجی زندگی کتنی خوشگوار خوشحال، سبق آموز تھی کسی کو پتہ نہیں کہ انیس بے کساں، چارہ ساز درد منداں ﷺ اپنی لاڈلی بیٹی خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کیسی والہانہ محبت فرماتے تھے اور ان کی تعلیم وتربیت اور دلجمعی ودلجوئی کا کتنا خاص خیال فرماتے تھے

آج کرہ ارض کی جُملہ عورتیں غمگسار امت ﷺ کی مرہونِ منت ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات نے عورت کی اصلیت وحقیقت سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ آپ ہی کی عظیم شخصیت نے

https://www.ashrafia.net

ضلالت وگمراہی، سرکشی ونادانی اور بد چلنی و بے راہروی کے ہنگامہ خیز دور میں کسی طعن و تشنیع اور طنز ومزاح کی پرواہ کیے بغیر ایک بیوہ عورت سے عقد فرما کر صنف نازک کی عظمتِ رفتہ کو پھر سے تابندہ کردیا اور اس ظلم انگیز فضا میں یہ الفاظ آپ کی زبان حق ترجمان سے نکل کر فضا میں گونجے کہ عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق ہیں اُن کے ساتھ برابری کا سلوک کرو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی اس انمول نعمت کو حقارت آمیز اور نفرت انگیز نظروں سے نہ دیکھو، انہیں صرف ایک باندی کی حیثیت سے نہ رکھو بلکہ اس بیش قیمتی خزانے کو حرز جاں بناؤ۔ یہ تمہاری زندگی کے ہر نازک موڑ پر تمہارے ساتھ رہے گی اور تمہیں ہر حال میں خوش وخرم اور شاداں وخنداں رکھنے کے لیے کوشاں رہے گی یہ تمہاری زہر آلود زندگی میں اپنے فطری حسنِ تدبر اور خوش خلقی وخوش گفتاری سے بہار جانفزا لائے گی اور یہ اپنی عمدہ کارکردگی اور فلک پیما ہمت سے پرسکون فرحت بخش ماحول پیدا کرے گی اب محسنِ انسانیت ﷺ کے چند ایمان افروز اور قیمتی ارشادات ذیل میں دیئے جارہے ہیں امید ہے کہ مسلمانان عالم ان شہ پاروں سے عبرت ونصیحت حاصل کریں گے۔

حضرت ابن عباس نے کہا: فرمایا حضور ﷺ نے کہ جس شخص کے پاس ایک بیٹی ہو اور اس کو ایام جاہلیت کی طرح زندہ دفن نہ کیا ہو اور نہ اس کو ذلیل کرتا ہو اور حقوق دینے میں لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دی ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا (مشکوٰۃ شریف)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے، ان کو آداب سکھائے ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کردے (یعنی اب اُن کو ضرورت باقی نہ رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کردے گا۔ کسی نے کہ یا رسول اللہ جس کے پاس دو ہوں؟ تو حضور نے فرمایا کہ دو کی پرورش میں بھی وہی ثواب ہے (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں کامل ایمان وہ شخص ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھا ہو اور تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔ (ترمذی شریف)

حضرت حکیم ابن معاویہ قشیری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ جب تم پہنو تو اسے پہناؤ اور اگر (کسی خلافِ شرع بات پر سزا دینی ہو تو) اس کے منہ پر نہ مارو اور اسے بُرا نہ کہو اُسے نہ چھوڑو مگر گھر میں (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "من كانت له امرأتان، فمال إلى أحدهما جاء يوم القيامة وشقه مائل."

(سنن أبي داؤد، باب في القسم بين النساء، ج:3، ص 469، دار الرسالة العالمية)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس شخص کے نکاح میں (ایک سے زائد مثلاً) دو بیویاں ہوں اور وہ ان دونوں کے درمیان عدل و برابری نہ کرے تو قیامت کے دن (میدانِ محشر میں) اس طرح سے آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط ہوگا۔

https://www.ashrafia.net

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بچوں پر شفقت

جناب حافظ محمد قاسم ساقی صاحب

ہمارے پیارے نبی ﷺ بچوں سے بہت محبت و پیار فرماتے تھے۔ اکثر بڑے لوگ جو عام لوگوں کے لیے مصنوعی کردار رکھتے ہیں گھر میں جا کر بالکل بدل جاتے ہیں باہر سادگی تو گھر میں جا کر سختی، کہنے میں کچھ اور کرنے میں کچھ اور حضور ﷺ کی گھریلو زندگی کی ایک تصویر آپ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کھینچی ہے۔ ذرا غور کریں اور دنیا کے سب سے بڑے اور سچے انسان کی شان ملاحظہ کریں۔

فرماتے ہیں کہ ”میں نے کوئی ریشم حضور ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم اور کوئی خوشبو سرکار ﷺ کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ محسوس نہیں کی۔ میں نے دس برس حضور ﷺ کی خدمت کی آپ نے کبھی اُف تک نہ فرمایا کوئی کام جیسا بھی کیا ہو نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور اگر کوئی کام نہ کیا تو نہیں فرمایا کہ کیوں نہ کیا“۔ (بخاری شریف)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ گھر تشریف لے گئے میں آپ کے پیچھے ہو لیا راستے میں بچے کھیل رہے تھے آپ نے ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرا میرے رخساروں پر بھی پھیرا میں نے ایسی ٹھنڈک اور خوشبو پائی گویا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک عطار کے صندوقچے سے نکالا ہو“۔ (مسلم شریف)

جب سرکارِ دو عالم ﷺ کا گزر بچوں کے قریب سے ہوتا تو آپ بچوں کو سلام کہا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

ایک مرتبہ حضور ﷺ سفر سے مدینہ واپس آئے تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو سواری پر آگے اور حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو پیچھے بٹھا لیا اور اس طرح مدینے میں داخل ہوئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضور ﷺ کی مذکورہ بالا عادتوں سے بچوں کے ساتھ پیار کی ایسی جھلک نظر آتی ہے جو آپ کی بچوں کے ساتھ بے پایاں محبت کا ثبوت دیتی ہے۔

حضرت ابو رافع کے چچا لڑکپن میں انصار کے باغ میں جا کر درختوں کو پتھر مارتے تھے۔ آپ کو حضور ﷺ کے پاس لایا گیا آپ ﷺ نے پوچھا لڑکے تم درختوں پر پتھر کیوں مارتے ہو؟

https://www.ashrafia.net

اس نے جواب دیا کھجوریں کھانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''پتھر نہ مارا کرو نیچے گری ہوئی کھجور کھا لیا کرو'' پھر آپ ﷺ نے ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور یوں دعا فرمائی ''خدایا اس کے پیٹ کو بھر دے''۔ دیکھیے کیسا محبت بھرا انداز ہے اور کیسی پیاری دعا ہے۔ روک ٹوک کا ایسا طریقہ اختیار فرمایا جس پر آدمی عش عش کر اُٹھتا ہے آپ بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے، دعا فرماتے ننھے بچوں کو گود میں لے لیتے ان کو بہلانے کے لیے عجیب کلمات فرماتے۔ ایک بچے کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا ''یہ بچے تو خدا کے باغ کے پھول ہیں''۔ بچوں کو قطار میں جمع کر کے دوڑ لگواتے کہ دیکھیں کون ہمیں پہلے چھو لیتا ہے۔ بچے دوڑتے ہوئے آتے تو کوئی سینہ پر گرتا تو کوئی آپ کے پیٹ پر۔ بچوں سے دل لگی اور مزاح بھی فرماتے۔ مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پیار سے فرمایا ''اے! دو کانوں والے'' حضرت انس رضی اللہ عنہ اُٹھتے۔ عبد اللہ بن بشیر کی والدہ نے ان کے ہاتھ انگور بطورِ ہدیہ سرکار ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔ صاحبزادے راستے میں کھا گئے بعد میں بات کھلی تو آپ نے پیار سے فرمایا ''اے دھوکے باز اے دھوکے باز'' اور پیار سے عبد اللہ کے کان پکڑے۔

سرکارِ نامدار ﷺ سفر سے آ رہے ہوتے تو راستے میں جو بچہ ملتا اسے اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔ فصل کا میوہ پہلی بار آتا تو دعائے برکت کے بعد پہلے کم عمر بچوں میں تقسیم فرماتے۔ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے اساتذہ کرام، ماں باپ، بڑوں اور بزرگوں سبھی کو بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک، پیار محبت اور شفقت کا درس ملتا ہے۔

نورِ نظر آیا

مدح الحبیب حضرت مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی علیہ الرحمہ

بحمدِ اللہ عبد اللہ کا نورِ نظر آیا
مبارک آمنہ کا نورِ دل لختِ جگر آیا

یہ عبد المطلب کی خوبیٔ قسمت کہ ان کے گھر
چراغِ لامکاں کون و مکاں کا تاجور آیا

وہ ختم الانبیا تشریف فرما ہونے والے ہیں
نبی ہر ایک پہلے سے سناتا یہ خبر آیا

ربیعِ پاک تجھ پر اہلسنّت کیوں نہ قرباں ہوں
کہ تیری بارہویں تاریخ وہ جانِ قمر آیا

جھکا جاتا ہے سجدے کے لیے اِس واسطے کعبہ
کہ مسجودِ مَلائک آج اس میں جلوہ گر آیا

شبِ میلادِ اَقدس تھی مسرت ذرّہ ذرّہ کو
مگر اِبلیس اپنے ساتھیوں میں نوحہ کر آیا

وہابی محفلِ اَقدس میں گر آئے تو یوں سمجھو
کہ انسانوں میں کفری بوجھ لادے جیسے خر آیا

جمیلِ قادری جب سبز گنبد اُن کا دیکھوں گا
تو سمجھوں گا مری نخلِ تمنا میں ثمر آیا

https://www.ashrafia.net

تاریخ

مقدس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بین الاقوامی حیثیت

حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ

جس طرح کہ ہمارا خدا بین الاقوامی بلکہ بین الکائناتی خدا ہے اسی طرح ہمارے رسول اعظم ﷺ بھی بین الاقوامی رسول ہیں اور جس طرح کہ ہماری کتاب یعنی قرآن بین الاقوامی کتاب ہے اسی طرح ہمارے رسول ﷺ کی امت بھی بین الاقوامی امت ہے آج اقوام عالم میں چونکہ ہمیں ہی اسلام کے دامن سے وابستگی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس لیے دنیا کی دوسری قومیں ہمیں ایک فرقہ سے تعبیر کرتی ہیں اور اسی طرح ہمارے رسول ﷺ کو بھی ایک خاص فرقہ کا رسول تصور کرتیں ہیں اور ہماری کتاب کے بارے میں یہ بھی یہی کہا جاتا ہے کہ یہ خاص مسلمانوں کی کتاب ہے اور امت مسلمہ کو بھی ایک محدود امت خیال کرتی ہیں مگر حقیقت امر یہ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ بین الاقوامی رسول ہیں اور قرآن بھی بین الاقوامی کتاب ہے اور امت مسلمہ بھی بین الاقوامی امت ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان چار پہلوؤں کے بین الاقوامی ہونے پر مختصر سا تبصرہ کیا جائے اور تفصیل سے بحث کی جائے

خدا عزوجل:

جہاں تک خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کا بین الکائناتی ہونا ہے وہ حسب ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے لہٰذا تم اس کی عبادت و بندگی کرو وہی ہر چیز پر کارساز ہے۔

نتیجہ:

اس آیات نے واضح طور پر یہ ثابت کردیا جس جس چیز پر شے کا اطلاق ہوتا ہے ہر اس چیز کا پیدا کرنے والا وہی واحد حقیقی ہے اور اس کی عبادت اس لیے کرنی ضروری ہے کہ مذکور بالا صفات کی وجہ سے ذاتی طور پر معبود بننے کا استحقاق رکھتا ہے۔

ترجمہ: سُن لو اس کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا ہے جو اللہ رب العزت ہے سارے جہاں کا۔

نتیجہ:

پیدا کرنا خلق ہے اور پیدا کرنے کے بعد تکوینی یا تشریحی احکام دینا یہ امر اور یہ دونوں اسی کے قبضہ واختیار میں ہیں اسی طرح وہی ساری خوبیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے۔

ترجمہ: اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کے تابعدار ہیں۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ زمین و آسمان

https://www.ashrafia.net

پر ہر چیز اسی کی ملک ہے اور ہر چیز اسی کے زیر فرمان ہے۔

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام:

جہاں تک ہمارے رسول ﷺ کی بین الاقوامی حیثیت کا تعلق ہے وہ حسب ذیل آیات سے واضح اور ظاہر ہے۔

ترجمہ: اے محبوب آپ فرمادیں کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

نتیجہ:

آپ ﷺ کی بعثت مبارک تمام دنیا کے لوگوں کے لیے عام ہے عرب کے اُمتی لوگوں یا یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں بلکہ جس جس چیز پر انسانیت کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہر اس چیز کے لیے آپ ﷺ رسول ہیں جس طرح خدا تعالیٰ شہنشاہ مطلق ہے اسی طرح آپ ﷺ اس کے رسول مطلق ہیں۔ ہدایت و کامیابی کی صورت بجز اس کے نہیں کہ اس جامع ترین و عالمگیر صداقت کی پیروی کی جائے جس کو آپ ﷺ لے کر آئے۔ اس آیت میں واضح ہے کہ حضور ﷺ کی عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر ملائکہ ہوں یا دیگر مخلوقات

قرآن مجید:

جہاں تک ہماری کتاب قرآن کا تعلق ہے یہ اپنی افادیت جامعیت جاذبیت اور تعلیم وہدایت کی وسعت کے لحاظ سے ایک بین الاقوامی کتاب ہے۔ کیونکہ یہ کتاب جس طرح مشرق و مغرب کے لیے ہدایت نامہ دین و دیانت ہے۔ اسی طرح شمال وجنوب کے لیے بھی قانونی کتاب ہے اور اس کی تعلیمات کسی ملک و برادری قوم وزبان کے لیے محدود نہیں اس کتاب کا بین الاقوامی ہونا حسب ذیل آیات سے ہے۔

ترجمہ: نہیں ہے یہ مگر نصیحت سارے جہاں کے لیے۔

ترجمہ: یہ کتاب تو ذکر اور قرآن ہے تا کہ اس شخص کو جو زندہ ہے اس کے برے انجام سے باخبر کردے۔

ان آیات کے نفس ترجمے ہی سے یہ بات ظاہر ہے کہ یہ بین الاقوامی کتاب ہے۔

اُمتِ مسلمہ:

جہاں تک اُمتِ مسلمہ کے بین الاقوامی اور اشرف الاقوام ہونے کا تعلق ہے وہ ذیل کی آیات سے ثابت ہے۔

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

خلاصہ یہ ہے کہ اے مسلمانوں! خدا تعالیٰ نے تم کو تمام اُمتوں میں بہترین اُمت قرار دیا۔ جس طرح کہ نبی آخرالزماں ﷺ تمام نبیوں میں افضل ہوں گے اسی طرح آپ کی امت بھی جملہ اقوام عالم پر سبقت لے جائے گی کیونکہ اس کا دائرۂ عمل سارے عالم اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہوگا۔ گویا اس کا وجود ہی اس لیے ہوگا کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اس آیت میں اشارہ ہی اس طرف ہے کہ وہ اقوام عالم کی رہنمائی کرے گی۔ خلاصہ یہ کہ آیات بالا کی روشنی میں یہ نتیجہ بالکل ظاہر و بدیہی ہے کہ جس طرح ہمارا خدا بین الکائناتی خدا ہے اسی طرح ہمارے رسول ﷺ بین الاقوامی رسول ہیں ہماری کتاب اور امت مسلمہ

https://www.ashrafia.net

سب بین الاقوامی ہیں۔

آیئے اب ہم اپنے رسول محترمی کی بین الاقوامی حیثیت پر ذرا تفصیل سے بحث کریں اور یہ دیکھیں کہ مجمع انبیاء میں اور اولین وآخرین میں ہمارے رسول کی کیا شان ہے۔ اس وقت جبکہ کائنات عالم کی کوئی چیز عالم میں وجود میں نہ آئی تھی نہ عرش وکرسی نہ لوح وقلم نہ جنت ودوزخ نہ آسمانی مخلوق نہ ارضی مخلوق رب العزت تبارک وتعالیٰ نے محرم اسرار ارواح انبیاء کو مخاطب فرمایا اور اس بین الاقوامی رسول پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا عہد واقرار لیا جس کی تفصیل تیسرے پارہ کے آخری رکوع میں موجود ہے۔

واذ اخذ الله میثاق النبین لماء اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤ منن به ولتنصر نه قال ء اقررتُم واخذتم علی ذلکم اصری، قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشهدین فمن تولی بعد ذلك فأولئك هم الفسقون.

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

عالم ارواح کے اس میثاق ازلی کا نتیجہ کیا ہوا۔ اس نتیجہ پر امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی روایت سے تیز روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اس کو اکثر مفسرین نے انہی آیات کے تحت بیان کیا ہے۔

لم یبعث الله نبیا من آدم فمن دونه الا اخذ علیه العهد فی محمد صلی الله علیه وسلم لئن بعث وهو حی لیومنن به ولینصرنه اخذ العهد بذلك علی قومه

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

قرآن کریم کی آیت اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ نتیجہ بالکل صاف ظاہر ہے کہ تمامی وہ انبیاء جو دنیا میں اپنی قوموں اور قبیلوں کی طرف پیغمبر وہادی بنا کر بھیجے جانے والے تھے یا بھیجے گئے تھے اور ان کی وہ تمام امتیں جو آگے چل کر اپنے اپنے پیغمبروں کے ناموں سے منسوب ہونے والی تھیں ان سب نبیوں سے خدا تعالیٰ نے اقرار لیا اور ان نبیوں ورسولوں نے اپنی اپنی امتوں سے عہد واقرار لیا کہ اگر تمہارے زمانے میں وہ بین الاقوامی رسول بلکہ رسولوں کے رسول ﷺ تشریف لائیں اور تم ان کا زمانہ نبوت ورسالت پاؤ تو ضرور بالضرور تم کو ان پر ایمان لانا ہوگا۔ اس اقرار سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ وہ رسول کسی خاص قوم کے یا قبیلہ کے نبی ورسول نہ ہوں گے بلکہ وہ بین

https://www.ashrafia.net

الاقوامی رسول ہوں گے چونکہ خدا تعالیٰ نے ازل میں انبیاء کرام کی پاک روحوں سے اس نبی برحق پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد و اقرار لیا اور پھر دنیا میں ان نبیوں اور رسولوں کو اس عہدہ رسالت و نبوت سے سرفراز فرمانے کے بعد انہیں ان کے کیے ہوئے اقرار کو یاد بھی دلایا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمامی انبیاء نے اپنی اپنی قوموں اور امتوں کے سامنے بارہا اس نبی برحق ﷺ کی تشریف آوری کی خوشخبریاں بھی سنائی ہیں۔ بے موقع نہ ہوگا کہ یہاں آپ کے سامنے تاریخی حیثیت سے چند انبیاء کرام کی ان شہادتوں و بشارتوں کا ذکر کیا جائے جو ہمارے رسول اعظم ﷺ کے بارے میں کی گئی ہیں اور یہ کہ وہ ساری بشارتیں اس بین الاقوامی رسول پر ہی صادق آتی ہیں اور پوری اترتی ہیں

حضرت آدم علیہ السلام:

صحیفہ آدم کی کتاب بشارت آیت ۱۹ میں آدم علیہ السلام نے فرمایا: خداوند نے کہا کہ وہ بڑا نشان جو تیری اولاد میں فخر ہے وہ آئے گا وہ روحوں کو تسکین دے گا اور وہ امین و صادق ہوگا میں نے دیکھا کہ اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اور ظاہر فتح اسی کے ہاتھ ہے۔ (تاریخ العرب مطبوعہ بیروت ۱۲۹)

حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے ایک عظمت والی بات کہتا ہوں اس کو تم یاد رکھو اور آنے والوں کو بشارت دو کہ سب ہادیوں سے افضل ایک راہ حق دکھانے والا آئے گا۔ جو تمہاری صنف ضعیف اور حقیر طبقہ کو بلندی پر پہنچائے گا وہ حق کا سب سے بڑا منادی ہے۔ (تاریخ العرب ۱۴۶)

حضرت ادریس علیہ السلام:

حضرت ادریس علیہ السلام نے صحیفہ نیموت العرفان باب پنجم آیت ا میں فرمایا: خدا کے پاک احکام میں نے پہنچائے اور جو پہنچانے والے پہنچائیں گے وہ جب تم بھول جاؤ گے تو ایک روشن چہرے والا آئے گا جو تمہیں یاد دلائے گا۔ (تاریخ العرب، ص:۲۰)

حضرت ہود علیہ السلام:

حضرت ہود علیہ السلام نے کنز المعارف جلد ا یک باب ہفتم میں فرمایا: بے شک میرے زمانے کے بعد ایک عظیم الشان نبی ﷺ آئے گا۔ بے شک میں خوشخبری دیتا ہوں کہ وہی لوگوں کے لیے رحمت ہوگا اور اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''سینا سے نکلا سعیر سے چمکا اور فاران کی پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ''۔ (کتاب پیدائش باب ۲۱۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ وکیل (فارقلیط) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم اس کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی حق کی وحی آئے گی تو تم کو راہ حق دکھائے گی۔

https://www.ashrafia.net

(کتاب یوحنا باب ۱۶ آیت ۷،۱۴)

پیغمبر اعظم ماننے کے بارے میں یہ ان برگزیدہ نبیوں کی شہادتیں تھیں جن کا دین آسمانی رہا ہے۔ تاریخی حیثیت سے یہ شہادتیں صاف طور پر اس رسول اعظم ﷺ کی تشریف آوری کو بتا رہی ہیں جو بین الاقوامی رسول ہوگا مگر یہاں مزید شہادتوں کا پیش کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ہندو مذہب ہندو دھرم اگرچہ ہمارے نزدیک آسمانی دین نہیں ہے مگر بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ ان میں بھی کوئی نبی آیا ہو اور مرور زمانہ سے ان کے مذہب و دھرم کی وہ شکل نہ رہی ہو جو پہلے تھی فساد بگاڑ کے بعد موجودہ شکل اختیار کر گیا ہو بہر حال ہندو دھرم کی کتابوں کی شہادتیں بھی ہمارے رسول اعظم ﷺ کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔

مہادیو جی کلنکی پران میں جس مرسل اور اوتار کا ذکر ہے۔ وہ مخلوق سے نہیں ڈرے گا نہایت شجاع اور عرفان والا ہوگا۔

رگوید:

رگوید منتر میں آپ کا نام احمد اور تر دید میں محمد نے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ لا الہ حرلی پاپن الا اللہ یرم پرم جنم بیکٹھ پرایت ہوئی تو جپنے محمد کا نام یعنی ہمیشہ کی بہشت چاہتے ہو تو نام محمد کا وظیفہ کرو

گرسائیں تکسی درس:

لکھتا ہے کاشی پربت یا دھن تیرتھ سبھی ناکام دیکھنڈ ہاس نہ پائی بنا محمد نام ۔اس بین الاقوامی رسول ﷺ کے بارے میں دنیا کے اہل مذاہب کی یہ چند شہادتیں ہیں جو اس وقت پیش کر سکا ہوں۔ ان تمام شہادتوں سے یہ بات بالکل صاف اور واضح ہے کہ ہمارے رسول معظم ﷺ بین الاقوامی شان کے مالک ہیں اور یہ کہ دنیا کی تمام قوموں اور ان کی کتابوں میں ان کا چرچا اور تذکرہ ہوتا رہا اور دنیا برابر ان کا انتظار کرتی رہی یہاں تک کہ اس سردار رسل ﷺ نے ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو عالم میں بصد جاہ وجلال قدم رکھا ہے ظہور قدس کے بعد تمام وہ اہل مذاہب جو نور عقل وانصاف رکھتے تھے اپنی اپنی کتابوں کی شہادتوں کے مطابق حضور ﷺ پر ایمان لائے اور اسلام کی عالمگیر برادری میں شامل ہو گئے اور وہ جن کی آنکھوں پر تعصب کا پردہ تھا انہوں نے نہ مانا انکار کیا منکرین رسالت محمدیہ ﷺ پر ہم یہ الزام قائم کرتے ہیں اور اس الزام کا دنیا کی کسی قوم کے پاس نہ کوئی جواب ہے نہ ہو سکتا ہے الزام یہ ہے کہ اگر تم ہمارے رسول ﷺ کو نہیں مانتے ہو اور ان کی رسالت عامہ کا انکار کرتے ہو تو بتاؤ وہ رسول کہاں گیا جس کی آمد کا تذکرہ تمہاری کتابوں میں اور ان کی تشریف آوری کی بشارتیں تمہارے نبیوں کی زبانوں پر رہی ہیں آخر وہ رسول کہاں گیا۔ اگر ہمارے رسول اعظم ﷺ کو نہیں مانتے تو تمہارے رسولوں کی دی ہوئی سچی خبریں اور ان کی کتابوں کی بشارتیں سب جھوٹی ثابت ہوتی ہیں۔ یہ تو ہمارے رسول اعظم ﷺ کا مذاہب عالم واقوام عالم پر زبردست احسان ہے کہ عرب کی سرزمین پر ظاہر ہو کر اور رسالت عامہ کا تاج زیب سر کر کے تمام آسمانی کتابوں کی شہادتوں اور نبیوں کی بشارتوں کو سچا ثابت کیا۔

https://www.ashrafia.net

طب و صحت

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طبیبِ حاذق

حضرت ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب

انسان جب زمین پر آباد کیا گیا تو اسے وہاں پر رہنے کا سلیقہ سکھانے اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ سکھانے کے لیے تاریخ کے ہر دور میں رسول آئے۔ یہ لوگوں کو اچھی زندگی گزارنے کا اسلوب سکھاتے تھے۔ جن میں سے ایک صحت مند رہنا بھی رہا ہے۔ تندرستی کو قائم رکھنے اور کھوئی ہوئی صحت کو واپس لانے کی ذمہ داری ایک روحانی علم سمجھا جاتا رہا ہے اور تاریخ کے ہر دور اور ہر مذہب میں علاج کرنے والے مذہبی پیشوا نظر آتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام ’’علم الادویہ‘‘ کے بانی ہیں کیونکہ جب وہ چلتے تھے تو ہر درخت اور پتھر ان سے مخاطب ہو کر اپنا نام اور فائدہ بتاتا تھا۔ وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے اور اس طرح ’’علم الادویہ‘‘ پر پہلی کتاب معروضِ وجود میں آئی۔ قرآن نے حکمت کے علم کی اہمیت پر ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔

ترجمہ: اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔

(پارہ: ۳، سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۶۹)

بھلائی کا یہ ذریعہ جب حضرت لقمان علیہ السلام کو عطا ہوا تو ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ

ترجمہ: اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر۔ (پارہ: ۲۱، سورۃ القمان، آیت: ۱۲)

لقمان کو حکمت کا علم ایسا شاندار ملا کہ لوگ آج بھی اپنے آپ کو طب میں لقمان کہلوانا فخر کی بات جانتے ہیں۔ ان کی یہ شہرت اتنی قابلِ رشک تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کی بھلائی کے لیے خدا کا پہلا گھر بنایا تو اس خدمت گزاری کے بعد اپنے پروردگار سے جن عنایات کے لیے معروض ہوئے وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ: اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک

https://www.ashrafia.net

تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (پارہ:۱ سورۃ البقرۃ آیت:۱۲۹)

کتاب اور آیات سے بالواسطہ مراد یہ ہے کہ اس پر اپنی کتاب نازل فرما حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلوص محنت اور ایمان کی قدر افزائی میں اللہ نے ان کی پوری کی پوری دعا قبول فرمائی۔ اسی شہر میں وہاں کے رہنے والوں میں سے عبد المطلب کے گھرانے میں عبد اللہ کے بیٹے کو نبوت عطا ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی ان کو حکمت کا علم مرحمت ہوا۔ اس علم اور آسمانی ہدایات کے ساتھ انہوں نے لوگوں کو پاکیزگی سکھائی کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور حکمت والا ہے اس نے ان عنایات کے عطا کی بات قرآن مجید میں یوں واضح کی۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(پارہ:۵ سورۃ النسآء آیت:۱۱۳)

اس آیت نے واضح کر دیا کہ وہ جو نہ جانتے تھے تو اب وہ جملہ علوم وفنون میں پوری طرح مستند کر دیے گئے ہیں یہ بات طے ہے کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے اور اس کی صفات میں شفاء دینے والا اور حکمت والا شامل ہے وہ کہ جو علیم، حکیم، شافی اور اعلیٰ ہے اگر کسی کو یہ علوم خود سکھائے تو پھر اس کے علم اور حکمت میں کسی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کی اس صلاحیت پر محمد بن ابو بکر ابن قیم لکھتا ہے: ”علم طب ایک قیافہ ہے، معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے اور اس کے لیے فلاں دوائی مناسب ہوگی، وہ ان میں سے کسی چیز کے بارے میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ اس کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ کا علم طب اور ان کے معالجات قطعی اور یقینی ہیں کیونکہ ان کے علم کا دار و مدار وحی الٰہی پر مبنی ہے جس میں کسی غلطی اور ناکامی کا کوئی امکان نہیں“۔ (زاد المعاد)

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے علم الشفاء کے بارے میں سب سے پہلا اصول جو مرحمت فرمایا اسے حضرت ابی رمثہ تمیمی رضی اللہ عنہ (حضورِ اکرم ﷺ کے ظاہری زمانے میں ایک طبیب تھے جو ہاتھ کے کاموں اور جراحی یعنی سرجری کیا کرتے تھے) کی زبانِ گرامی سے یوں ارشاد فرماتے ہیں:

انت الرفیق واللہ الطبیب

”تمہارا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے طبیب اللہ خود ہے“۔

(مسند احمد)

یہ ارشاد قرآن مجید کے اس ارشاد کی تفسیر میں ہے۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

ترجمہ: اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

(پارہ:۱۹ سورۃ الشعرآء آیت:۸۰)

اس کے بعد معالج انسانیت ﷺ نے علم العلاج کا اہم ترین اصول عطا کیا جسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

واذا اصیب الدواء الداء برأ باذن اللہ

https://www.ashrafia.net

"جب دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت رکھیں تو اس وقت اللہ کے حکم سے شفاء ہوتی ہے"۔(مسلم)

یہ ایک اہم انکشاف ہے کہ علم الامراض اور علم الادویہ کو باقاعدہ جانے بغیر نسخہ نہ لکھا جائے کیونکہ مرض کی نوعیت سمجھے بغیر دوائی کے اثرات کی مطابقت ممکن نہ ہو سکے گی۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ طب کا علم جانے بغیر علاج کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تطبب ولم یعلم منه طب قبل ذلك فهو ضامن

جب کہ انہی سے یہ روایت دوسرے الفاظ میں اس طرح سے ہے:

من تطبب ولم یکن بالطب معروفا فاذا اصاب نفسا فما دونها فهو ضامن۔

جب کسی نے مطب کیا کہ وہ علم طب سے اس سے پہلے مستند نہ تھا اور اس سے کسی کو تکلیف ہوئی یا اس سے بھی کم تو وہ اپنے ہر فعل کا ذمہ دار ہوگا۔(ابن السنی ابو نعیم)

مفسرین کا کہنا ہے کہ مریض کو اگر کسی عطائی معالج سے نقصان ہو تو یہ قابل مواخذہ تو ضرور ہے مگر اس کے ساتھ کسی مریض کی مدت علالت یا اذیت میں اپنے علاج کی وجہ سے اضافہ کرنے یا مستند معالج کے جانے سے روکنے پر پھر عطائی کو سزا ہو سکتی ہے مسلمانوں کے لیے اسلامی طرز معاشرت کے مطابق زندگی گزارنے کے اصول جاری کیے گئے تو ان میں سے ہر ایک صحت مند زندگی گزارنے کی سمت ایک قدم تھا۔ ہاتھوں پیروں اور دن میں کم از کم پانچ مرتبہ وضو کی صورت میں اچھی طرح صاف کرنے والا متعدی بیماریوں سے محفوظ رہ جاتا ہے جب کسی شخص کے پیٹ میں کیڑے ہوں یا تپ محرقہ کا پرانا مریض ہو تو بیت الخلاء سے واپسی پر اس کے ہاتھوں کو یہ کیڑے اور جراثیم چپک جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا ہاتھ اپنے یا لوگوں کی کھانے پینے کی چیزوں کو لگاتا ہے تو بیماری کے پھیلاؤ کا سبب بنتا ہے۔ اسے علم طب میں Carreir کہتے ہیں۔ حال ہی میں نیویارک میں پرانے تپ محرقہ کے ایک مریض کی دُکان سے آئس کریم کھانے والے 39 بچے اس بیماری میں مبتلا ہوئے انہوں نے اس کا حل یوں کیا کہ مسلمانوں والی طہارت سکھائی پھر کہا کہ استنجاء میں دایاں ہاتھ ہرگز استعمال نہ ہو اور کھانے میں بایاں ہاتھ استعمال میں نہ آئے، ناخن کاٹ کر رکھے جائیں، پانی کے ذخیروں کے قریب اور سایہ دار مقامات پر رفع حاجت نہ کی جائے۔

صبح کا ناشتہ جلد کرنا، رات کا کھانا ضرور اور جلد کھانا اور اس کے بعد چہل قدمی، بسیار خوری کی ممانعت تندرستی کی بقا کے لیے ان کے اہم کمالات ہیں۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امراض کی براہِ راست روک تھام کے مسئلے کو لیتے ہیں تو ہدایات واضح اور آسان دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول

https://www.ashrafia.net

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کلم المجذوم بینک وبینہ قدر رمح او رمحین

''جب تم کسی کوڑھی سے بات کروتو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو''۔(ابن السنی ابو نعیم)

یہ ایک جدید سائنسی انکشاف ہے کہ مریض جب بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے نکلنے والی سانس میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو کہ مخاطب کی ناک یا منہ کے راستے داخل ہو کر اسے بیمار کر سکتے ہیں تپ دق، خسرہ کالی کھانسی چیچک، کن پیڑے اور کوڑھ اسی صورت میں پھیلتے ہیں۔ اس عمل کو Droplet Infection کہتے ہیں۔ کوڑھ والا یہ ارشادِ نبوی اگر توجہ میں رکھے تو کتنی بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیماریوں کے باعث متعین کیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

المعدة حوض البدن و العروق الیھا واردة فاذا صحت المعدة صدرت العروق بالصحة واذا فسدت المعدة صدرت العروق بالسقم۔

''معدہ کی مثال ایک حوض کی طرح ہے جس میں سے نالیاں چاروں طرف جاتی ہوں اگر معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہو تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں''۔(بیہقی)

ایک دوسری روایت میں فرمایا: ان المعدة بیت الداء اگر خوراک ٹھیک سے ہضم نہ ہو یا آنتوں سے جذب ہو کر جزو بدن نہ بنے تو جسم کی مدافعت ماند پڑ جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جب کہ بسیار خوری نالیوں پر چربی کی تہوں، موٹاپا، دل کی بیماریوں، گنٹھیا گردوں کی خرابیوں اور ذیابیطس کا باعث بنتی ہے۔

حضرت ابی الدرداء، حضرت انس بن مالک، حضرت علی، حضرت ابی رہیل رضوان اللہ علیہم اجمعین روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اصل کل داء البرد ھر ''بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے''۔

گردوں کی بیماریاں ہمارے آج کل کے ڈاکٹروں کے لیے مصیبت کا باعث بنی ہوئی ہیں اس ضمن میں ساری کوششیں اب تک بیکار جا چکی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الخاصرة عرق الکلیة اذا تحرك اذی صاحبھا فداوھا بالماء المحرق والعسل۔(ابوداؤد)

گردے کی جان اس کی Pelvis میں ہے اگر اس میں سوزش ہو جائے تو یہ گردے والے کے لیے بڑی اذیت کا باعث ہوتی ہے اس کا علاج ابلے پانی اور شہد سے کرو۔

بیسویں صدی کے وسط تک دل اور گردہ کی بیماریوں، نفخ، کھانسی اور زکام کے علاوہ نمونیہ کی بہترین دوائی برانڈی سمجھی جاتی رہی طارق بن سوید رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انگوروں کی شراب سے علاج کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''یہ دوائی تو نہیں بیماری ہے''۔

https://www.ashrafia.net

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں۔نہی عن الدواء الخبیث

حضور جانِ عالم ﷺ نے مضرت رساں ادویہ کے استعمال سے منع فرمایا۔

حضرت محمد مصطفی ﷺ دنیا کے پہلے طبیب ہیں۔جنہوں نے دل کے دورہ کی نہ صرف کہ تشخیص کی بلکہ علاج بھی کیا جب کہ ایسا مؤثر علاج آج بھی ممکن نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آلات تناسل کے سرطان سے بچاؤ کے لیے ختنہ جاری کیا، دل اور گردوں کی بیماری سے پیدا ہونے والی سارے جسم کی سوجن کا علاج کیا، بواسیر کا ادویہ سے علاج کیا، دنیائے طب کو اثمد سے لے کر ورس تک بانوے ایسی ادویہ مرحمت فرمائیں جن کے ذیلی اثرات نہیں۔جس نے حضور ﷺ سے طب کا علم سیکھ لیا اس کو کسی بھی علاج میں کبھی ناکامی نہ ہوئی۔

پُرنور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسنؔ رضا خان علیہ الرحمہ

پُرنور ہے زمانہ صبحِ شبِ وِلادت
پردہ اُٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ وِلادت

جلوہ ہے حق کا جلوہ صبحِ شبِ وِلادت
سایہ خدا کا سایہ صبحِ شبِ وِلادت

فصلِ بہار آئی شکلِ نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبحِ شبِ وِلادت

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے
عہدِ بہار آیا صبحِ شبِ وِلادت

دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اٹھی ہے
پھیلا نیا اُجالا صبحِ شبِ وِلادت

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا
عالم نے رنگ بدلا صبحِ شبِ وِلادت

رُوح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اُڑا پھریرا صبحِ شبِ وِلادت

تیری چمک دمک سے عالم چمک رہا ہے
میرے بھی بخت چمکا صبحِ شبِ وِلادت

باٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دیدے حسنؔ کا حصہ صبحِ شبِ وِلادت

https://www.ashrafia.net

(قسط:۹)

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

خاتم النبین ، بمعنی آخر الانبیاء ان اوصاف کی طرح ہے جن کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ لیجئے اب بالذات کے لفظ کی پیوند کاری سے جو فریب دینا تھا اس کا بھی دامن تار تار ہو گیا۔ بالآخر خاتم النبین ، بمعنی آخر الانبیاء کو ایسے ویسوں کے اوصاف کی طرح لکھ دیا۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

۳) خاتم النبیین کے معنی اگر آخری نبی لیا جائے گا تو ایک طرف خدا فضول گو ٹھہرے گا اور دوسری طرف قرآن بے ربط

دیکھ لیا آپ نے ”تحذیر الناس“ کی عبارت منقولہ کی زہر افشانیاں ہر مسلمان جانتا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔ یہی معنی صحابہ کرام بلکہ ساری اُمتِ مسلمہ نے سمجھا۔ خود حضور ﷺ نے متواتر حدیثوں میں خاتم النبین کا یہی معنی ارشاد فرمایا تو بلاشبہ یہی آیت کی مراد ٹھہری۔ اب اس مراد پر جو اعتراض وارد ہوں گے وہ یقیناً خدائے عزوجل اور قرآن کریم پر ہوں گے۔ غور تو فرمایئے کہ ساری امت، تمام صحابہ اور خود سرکار رسالت ﷺ کو جاہل و نافہم، اللہ کو فضول گو اور قرآن کو بے ربط قرار دیتے ہوئے نانوتوی صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ کفر پر کفر بکے جا رہے ہیں۔ وہ بھی کوئی قلم ہے جو چلے تو بدمست شرابی کی طرح نظر آئے۔

خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء کا حضور ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور جلیل القدر کمالات و مدائح میں سے ہونا، اسی طرح ضروریات دین میں سے ہے، جس طرح خاتم النبیین کا معنی آخری نبی قرار دینا ضروریات دین میں سے ہے، تو جس طرح ارشاد قرآنی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مراد نہ لینا ضروریات دین کا انکار ہے، بالکل اسی طرح خاتم النبین بمعنی آخر الانبیاء میں فضیلت سے انکار کرنا قطعاً ضروریات دین سے انکار کرنا ہے اور شانِ رسالت مآب ﷺ کی سخت توہین و تنقیص کرنی ہے اور آگے آیئے اور دیکھیے صاف اقرار ہے کہ اُس معنی متواتر اور مفہوم مسلمین کو جاہلوں کا خیال بتا کر جو معنی نانوتوی صاحب نے گڑھے ہیں وہ خود ان کی اپنی ایجاد ہے۔ اکابر کا فہم وہاں تک نہیں چنانچہ نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں:

https://www.ashrafia.net

''نقصانِ شان اور چیز ہے اور خطاء ونسیان اور چیز ہے۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا''۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر الناس، ص:۲۶)

نانوتوی صاحب کی یہ تحریر اس بات کی دلیل ہے کہ نانوتوی صاحب خاتم النبیین کا جو معنی بتا رہے ہیں وہ اسلاف سے منقول نہیں بلکہ خود ان کے ذہن کا اختراع ہے۔ خیال تو فرمایئے، اسی اختراعی معنی کے بل بوتے پر نانوتوی صاحب نے معنی متواتر ومتوارث کو جاہلوں کا خیال بتا کر صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کو جاہل ٹھہرایا ہے اور پھر اس کا عذر کم التفاتی گڑھا ہے یعنی صحابہ کرام سے لے کر آج تک جملہ اکابر ملتِ اسلامیہ نے اس دینی و ایمانی عقیدۂ ضروریہ کی طرف کم التفاتی کی جس کے سبب اس کو سمجھنے میں غلطی سے دوچار ہو گئے۔ وہ تو کہیے تیرھویں صدی کے ایک کودک نادان نے تیر مار لیا ورنہ کہا نہیں جا سکتا کہ اس غلطئ متواتر کا سلسلہ کہاں تک پہنچتا اور غضب تو یہ ہے کہ یہ جاہل، نافہم اور ایک عظیم عقیدہ ایمانیہ کی طرف کم التفات صرف صحابۂ کرام اور جمیع امت ہی کو نہیں قرار دیا بلکہ خود حضور اقدس ﷺ کی ذات والاتبار کو بھی ان خطابات کا نشانہ بنالیا ہے۔ اس لیے کہ سرکار رسالت ﷺ نے بھی تو یہی معنی سمجھا ہے اور بتایا ہے۔ نانوتوی صاحب کے عہد حاضر کے تمام وکلاء اگر حضور ﷺ پر سے یہ نانوتوی تشنیعیں اٹھانا چاہتے ہیں تو آئیں اور ایک حدیث صحیح سے (خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو) ثبوت دے دیں کہ آیت کے یہ معنی جو کودک نادان نے گڑھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہیں فرمائے ہیں اور جب نہیں بتا سکتے اور یقیناً نہیں بتا سکتے تو اقرار کریں کہ نانوتوی صاحب نے قرآن کریم کی اُس تفسیر کو جو حضور ﷺ صحابہ وتابعین اور جملہ امت سے متواتر ہے، مردود و باطل ٹھہرائی اور تفسیر بالرائے کی، نیز تمام امت بلکہ خود سرکار رسالت ﷺ کو جاہل و نافہم اور ضروریات دین کی طرف کم التفات بتایا۔ مزید براں جو معنی نبی کریم ﷺ وصحابہ وامت نے بتائے سمجھے اور جسے حضور ﷺ کی مدح میں شمار کیا۔ ان کے مراد ہونے پر اللہ عزوجل کی جانب زیادہ گوئی کا وہم، رسول اللہ ﷺ کی طرف نقصان قدر کا احتمال اور قرآن عظیم پر بے ربطی کا الزام قائم کیا اور جب وہ معنی یقیناً مراد ہیں اور مقام مدح میں مذکور ہیں تو پھر نانوتوی صاحب کے نزدیک اللہ و رسول اور قرآنِ عظیم پر ان کے لگائے ہوئے سارے الزامات ایسا لگتا ہے کہ کفر پر کفر بکنے کو نانوتوی صاحب نے ایمان سمجھ رکھا ہے یہ مسئلہ بھی قابلِ غور ہے کہ نانوتوی صاحب نے تو یہ کہہ دیا کہ: '' تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں'' مگر یہ سوچا کہ مقامِ مدح میں مذکور ہونے کے لیے وہی فضیلت ضروری نہیں جو بالذات ہو۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

معمولاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ

معمولات مبارکہ:

نبی اکرم ﷺ جب نماز فجر ادا فرمالیتے تو مدینہ طیبہ کے لونڈی و غلام آپ کی خدمت اقدس میں پانی کے برتن لے آتے، آپ ﷺ ان میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے کہ وہ پانی برکت والا ہوجائے۔ صحیح مسلم

پھر آپ صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوکر دریافت فرماتے کہ: ''کیا کوئی بیمار ہے جس کی عیادت کی جائے یا کوئی جنازہ ہے جس کی نماز ادا کی جائے اگر ایسا ہوتا تو ان امور کو ادا فرماتے''

جب اپنے صحابہ سے ملتے تو سلام میں پہل فرماتے اور گرم جوشی سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرماتے اور جب تک دوسرا شخص خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ہاتھ نہ چھڑاتے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا۔ آپ ﷺ پیدل چلنے کو پسند فرماتے اور آپ نے گھوڑے، خچر، دراز گوش اور اونٹنی پر بھی سواری فرمائی ہے۔ وسائل الاصول میں ہے کہ جب آپ پیدل چلتے تو عموماً کوئی چھڑی یا عصا لے کر چلتے۔

حضور ﷺ ظاہری صفائی کا بھی بیحد اہتمام فرماتے اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ آپ ﷺ لباس و جسم کی صفائی مسواک کے ذریعہ منہ اور دانتوں کی صفائی اور الجھے ہوئے بالوں کو کنگھی کرنے کی ترغیب دیتے آپ تمام کاموں میں آسانی کو اختیار فرماتے جب کوئی نیک کام شروع فرماتے تو اسے ہمیشہ کیا کرتے آپ حاجت مندوں کی ضروریات پوری فرماتے مسند احمد میں ہے کہ جب کوئی آپ کی خدمت میں مستحقین کے لیے مال لاتا تو آپ ﷺ اس کے لیے رحمت کی دعا فرماتے۔

آپ ﷺ کسی سائل کو انکار نہ فرماتے، اگر دینے کو کچھ نہ ہوتا تو نرمی سے فرماتے کہ فلاں وقت لے جانا۔ کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرہ اقدس اُس سے پھیر لیتے لیکن زبان سے کچھ نہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو نگاہ نیچی فرمالیتے جب کوئی آپ کے پاس آتا جس کا نام آپ کو پسند نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل فرمادیتے جب کوئی آپ کے پاس حاضر ہوتا اور آپ ﷺ اسے خوش دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے دست اقدس میں لے لیتے تاکہ انسیت و محبت ہوجائے۔ (طبقات ابن سعد)

https://www.ashrafia.net

حضور ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنے چہرہ انور کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز کو پست فرماتے (ترمذی)

جب آپ کو چھینک آتی تو الحمدللہ فرماتے جب کسی کو چھینک آتی اور وہ الحمدللہ کہتا تو آپ ﷺ یرحمک اللہ فرماتے (بخاری و مسلم)

جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کو اطلاع فرماتے اور السلام علیکم فرماتے (ترمذی)

آپ یہ بھی فرماتے کہ جب کسی کو جمائی آئے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے (بخاری) اور منہ پر ہاتھ بھی رکھنا چاہیے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔ (مسلم)

نبی کریم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو فرماتے۔ بسم اللہ اللھم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (بخاری و ترمذی)

جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے:

غفرانك الحمد للہ الذی اذھب عن الاذی و عافانی

الٰہی! تیری بخشش چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز دور کی اور مجھے آرام عطا کیا (ترمذی، ابن ماجہ)

حضور ﷺ نے رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ رفع حاجت کے لیے آپ جب تک زمین کے قریب نہ ہوتے اپنا کپڑا نہ ہٹاتے آپ نے برہنہ حالات میں باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے

آپ ﷺ جب حالات جنابت میں ہوتے اور کچھ کھانا یا سونا چاہتے تو وضو فرما لیتے۔ (بخاری)

آپ بلا عذر شرعی حالت ناپاکی میں رہنے کو سخت برا جانتے آپ کا ارشاد ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جہاں تصویر، کتاب یا ناپاک شخص (یعنی جنبی) ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز جھوٹ بولنا تھا۔ اگر گھر والوں میں سے کسی کے بارے میں آپ کو علم ہو جاتا کہ اس نے تھوڑی سی بھی غلط بیانی کی ہے تو آپ سخت ناراض ہوتے اور اس سے اس وقت تک گفتگو نہ فرماتے جب تک وہ توبہ نہ کر لیتا آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ کسی چیز سے نیک فال تو لے لیتے مگر بدفال نہ لیتے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی تربیت اور امت کی تعلیم کے لیے ان سے مشورہ فرماتے تھے۔ جب آپ خوش ہوتے تو چہرہ انور چاند کی طرح چمکتا اور جب ناراض ہوتے تو ناراضگی کے آثار چہرہ اقدس سے ظاہر ہو جاتے۔ جب آپ کو زیادہ غصہ آتا تو آپ اپنی داڑھی مبارک کو زیادہ چھوتے اور جب آپ کو کوئی خوشی کی بات معلوم ہوتی تو آپ سجدہ شکر ادا فرماتے جب بارش ہوتی تو حضور ﷺ اور صحابہ کرام اپنے مبارک سروں پر سے کپڑے ہٹا دیتے اور بارش کے قطروں کو سروں پر آنے دیتے آپ فرماتے یہ بارش تازہ تازہ ہمارے پیارے رب تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی اور بڑی برکت والی ہے۔

https://www.ashrafia.net

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آہستہ آواز سے تلاوت فرماتے اور کبھی بلند آواز سے اور آپ الفاظ کو ٹھہر ٹھہر کر یعنی صاف صاف تلاوت فرماتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بلند آواز سے تلاوت فرماتے کہ حجرہ مبارک سے باہر صحن میں آپ کی آواز سنی جاسکتی تھی البتہ ازواج مطہرات کے حجروں سے آگے آپ کی تلاوت کی آواز نہیں جاتی تھی (وسائل الوصول) آپ تین رات دن سے کم وقت میں قرآن کریم ختم نہیں فرماتے تھے اور جب قرآن پاک ختم فرماتے تو کھڑے ہو کر دعا مانگتے تھے (الوفا باحوال المصطفی) آپ جب قرآن پاک ختم فرماتے تو تمام اہل وعیال کو جمع کر کے دعا فرماتے اور ختم قرآن کے وقت قرآن حکیم کی ابتدائی پانچ آیات بھی تلاوت فرماتے۔ (وسائل الوصول)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت ادا فرمانے کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کا اہتمام فرماتے اور گھر کے کاموں میں ان کی مدد فرماتے۔ (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو قیلولہ فرماتے، نماز عصر کے بعد سب ازواج مطہرات کے حجروں میں تھوڑی دیر تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے پھر جس کی باری ہوتی وہیں تمام ازواج مطہرات جمع ہو جاتیں اور آپ ان سے بات چیت فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو ناپسند فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد رات کے ابتدائی وقت میں استراحت فرماتے پھر نصف شب کے بعد نماز کے لیے قیام فرماتے اور تہجد ادا فرماتے پھر شب کے آخر میں وتر پڑھتے اس کے بعد بستر پر تشریف لے آتے اگر رغبت ہوتی تو زوجہ مطہرہ کے پاس جاتے پھر صبح کی اذان کے بعد اگر ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو کر کے نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ (شمائل ترمذی)

جمعہ کے دن اور بعض روایات کے مطابق جمعرات کے دن اپنی مبارک مونچھیں اور ناخن اقدس تراشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناخن مبارک کاٹنے کی ابتداء دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے فرماتے اور پھر دائیں کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے انگوٹھے کے ناخن تراشتے اور آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک اور کنگھی کبھی جدا نہ فرماتے اور سر اقدس میں جب تیل لگاتے تو داڑھی مبارک میں بھی لگاتے اور اپنا جمال بے مثال آئینہ میں ملاحظہ فرماتے اور دعا فرماتے اللهم حسنت خلقی فحسن خُلُقی "اے اللہ! جیسے تو نے مجھے حسین تخلیق فرمایا ہے ایسے ہی میرے اخلاق اچھے بنا۔ آپ کسی تاریک گھر میں اس وقت تک تشریف فرما نہ ہوتے جب تک اس میں چراغ وغیرہ نہ جلا دیا گیا ہو، آپ سبزہ اور بہتا ہوا پانی دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہمیشہ سرمہ دانی مسواک اور کنگھی ساتھ رکھا کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تیل لگاتے تھے تو بائیں ہتھیلی پر تیل نکالتے اور پہلے بھنوؤں پر لگاتے پھر آنکھوں پر اس کے بعد سر میں لگاتے۔ آپ مسواک کرنے کی بے حد تلقین فرماتے آپ مہینہ میں ایک بار بغلوں کے اور زیر ناف بال صاف کرتے

https://www.ashrafia.net

بخاری و مسلم کی روایات میں نبی کریم ﷺ سے خضاب لگانے کی نفی مذکور ہے جب کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ریش مبارک کو زعفران سے خضاب کیا ہے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ سے خضاب لگانا ثابت ہے مگر ایسا بہت کم ہوا ہے کیونکہ آپ کی عادت مبارکہ خضاب نہ لگانے ہی کی ہے۔ (وسائل الوصول)

حنفی اور شافعی فقہاء کرام کے نزدیک بھی سیاہ خضاب حرام ہے

حضور ﷺ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنے کا اہتمام فرماتے

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے نو ذوالحجہ اور دس محرم کو روزہ رکھتے تھے اور ہر ماہ میں کم از کم تین دن روزہ رکھتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولی ﷺ نے کبھی رات کی نماز (تہجد) نہیں چھوڑتے تھے اگر طبیعت ناساز ہوتی تو بیٹھ کر پڑھ لیتے۔ آپ اشراق کی دو رکعتیں بھی کبھی ترک نہ فرماتے۔ (وسائل الوصول)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو بہت مختصر نماز پڑھاتے اور جب تنہاء نماز ادا پڑھتے تو بہت طویل نماز ادا فرماتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو جب کوئی رنج پیش آتا تو آپ ﷺ نماز ادا فرماتے۔ نفل نمازیں گھر میں ادا کرنا آپ کو محبوب تھا آپ ہر نماز کے بعد تین بار استغفار پڑھ کر پھر دعا فرماتے۔ آپ ماہ رمضان میں اس کثرت سے عبادت فرماتے کہ چہرہ اقدس کا رنگ پھیکا پڑ جاتا، آخری عشرے کی تمام راتیں جاگتے اور اعتکاف بھی فرماتے۔ (وسائل الوصول)

حضور ﷺ ہر نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر الٰہی فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

اگر آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ہر تیسرے روز اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، آپ ﷺ ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کی تلقین فرماتے کیونکہ اس سے باہمی ربط اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ تحفہ قبول فرماتے اور اس کا بہتر بدلہ عنایت فرماتے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تین چیزیں یعنی تکیہ، تیل و خوشبو اور دودھ جب دی جائیں تو انہیں لینے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

جب کوئی آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دیتا اور آپ کے ساتھ کوئی ایسا شخص بھی ہوتا جسے دعوت نہ دی گئی ہوتی تو آپ میزبان سے فرماتے یہ میرے ساتھ آ گیا ہے اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو یہ کھانے میں شریک ہو ورنہ واپس چلا جائے۔

آپ ﷺ تنہا کھانا تناول نا فرماتے تھے آپ کو وہ دستر خوان زیادہ پسند تھا جس پر بہت سے لوگ مل کر کھانا کھائیں۔

آپ ﷺ کے گھر کوئی مہمان آتا تو اس کی بے حد تواضع فرماتے بار بار کھانے کو پوچھتے اور جب کھانا پیش فرماتے تو اصرار کے ساتھ کھلاتے۔ (وسائل الوصول)

رحمت عالم ﷺ اکثر و بیشتر جنگل کی طرف نکل جاتے کئی صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔ وہاں آپ ﷺ اور

https://www.ashrafia.net

آپ کے اصحاب کھاتے پیتے اور لکڑیاں جمع کرتے۔ (ایضاً)
آپ اچھے اشعار کو پسند فرماتے تھے، آپ فرماتے تھے کہ یہ شعر کافروں کو تیر سے بھی زیادہ تیزی سے لگتے ہیں۔ (ترمذی)
آپ ﷺ حضرت حسان کے لیے مسجد میں منبر بچھاتے جس پر کھڑے ہوکر وہ حضور کے فضائل وکمالات بیان فرماتے۔ (بخاری)
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی مبارک مجلس میں سو سے زائد مرتبہ بیٹھا ہوں آپ کے سامنے صحابہ شعر پڑھتے زمانہ جاہلیت کی باتیں ایک دوسرے کو سناتے آپ خاموش رہتے اور کبھی کبھی ان کے ساتھ مسکرا دیتے۔
آپ ﷺ حرام اور ناجائز باتوں کے علاوہ کسی بات پر اصحاب کو نہیں جھڑکتے تھے کوئی تین روز تک مجلس میں نہ آتا تو لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت فرماتے اور عذر معلوم ہونے پر اس کے لیے دعا فرماتے۔ آپ ﷺ زیادہ تر خاموش رہتے اور بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے کلام کی ابتداء اور انتہاء میں زیادہ وضاحت فرماتے جامع کلمات کے ساتھ مفصل کلام فرماتے لیکن نہ کوئی لفظ ضرورت سے زائد ہوتا اور نہ کوئی کم۔ آپ ﷺ نہ تو سخت طبیعت تھے اور نہ ہی دوسروں کو حقیر سمجھنے والے آپ ﷺ نعمت کی قدر فرماتے اگر چہ تھوڑی ہی ہو اور کھانے پینے کی چیزوں کی نہ تو برائی کرتے اور نہ تعریف۔ آپ ﷺ دنیا اور اس کے مال ومتاع کی وجہ سے غضب ناک نہیں ہوتے تھے البتہ جب کہیں حق بات سے تجاوز کیا جاتا تو آپ ﷺ کا غصہ اس وقت تک دور نہیں ہوتا تھا جب تک آپ ﷺ اس کا انتقام نہ لے لیتے آپ اپنی ذات کے لیے نہ ناراض ہوتے اور نہ انتقام لیتے۔ آپ ﷺ پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب تعجب فرماتے تو ہاتھ مبارک کو اوپر نیچے کرتے اور جب گفتگو فرماتے تو دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے پیٹ پر مارتے۔ جب آپ ناراض ہوجاتے تو چہرہ انور کو پھیر لیتے اور کنارہ کش ہوجاتے اور جب خوش ہوتے تو نگاہیں جھکا لیتے، آپ ﷺ کے ہونٹوں پر عموماً مسکراہٹ ہی ہوتی تھی اور آپ کے اولوں کی طرح سفید وچمکدار دندان مبارک ظاہر ہوجاتے
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزگوار سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا جو وقت اپنے گھر میں گزرتا تھا آپ ﷺ اس میں کیا کرتے تھے؟
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سید عالم ﷺ اپنے گھر کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ کی عبادت کے لیے، ایک حصہ گھر والوں کے لیے اور ایک حصہ اپنی ذات اقدس کے لیے پھر اپنا ذاتی حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور (اپنے فیوض وبرکات) خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں کے لیے پہنچا دیتے اور ان سے نصیحت وہدایت کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھتے۔ اُمت کے لیے مخصوص وقت میں خاص صحابہ کرام کو گھر میں آنے کی اجازت عطا فرماتے ان میں سے کسی ایک کی دینی ضرورت ہوتی کسی کی دو یا زائد آپ ﷺ ان کی ضروریات پوری فرماتے اور ان کو ان کی اپنی اور اُمت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول فرماتے۔ آپ ﷺ

https://www.ashrafia.net

ان سے ان کے مسائل دریافت فرماتے اور مناسب حال ہدایت ارشاد فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ جو حاضر ہیں انہیں چاہیے کہ دوسروں تک یہ باتیں پہنچادیں نیز یہ بھی فرماتے کہ جو لوگ مثلاً عورتیں یا ضعیف وغیرہ مجھ تک اپنی حاجتیں نہیں پہنچا سکتے تم ان کی حاجتیں مجھ تک پہنچا دیا کرو کیونکہ جو شخص کسی ایسے آدمی کی حاجت اختیار والے تک پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا، بارگاہ نبوی میں ایسی باتوں کا ذکر ہوتا فضول اور بے فائدہ باتیں نہیں ہوتی تھیں۔ لوگ آپ کے پاس علم وفضل کی طلب میں آتے اور حصول علم کے علاوہ کچھ نہ کچھ کھا کر جاتے اور بھلائی کے رہبر بن جاتے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا جو وقت گھر سے باہر گذرتا تھا اس میں آپ کیا کرتے تھے؟ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا آقا و مولیٰ ﷺ اکثر خاموش رہتے اور اپنی زبان مبارک کو مفید و ضروری کلام کے لیے استعمال فرماتے۔ صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور ان کو جدا نہ ہونے دیتے۔ آپ ﷺ ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اُسے ان پر حاکم مقرر فرماتے۔ لوگوں کو عذاب سے ڈراتے اور ہر ایک سے خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے اپنے صحابہ کرام کی خبر گیری کرتے اور ان سے لوگوں کے حالات بھی دریافت فرماتے۔ آپ ﷺ ہمیشہ اچھی بات کی تعریف اور تائید فرماتے اور بری بات کی برائی ظاہر فرماتے اور اس کی تردید فرماتے۔

آپ ﷺ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے اور صحابہ کرام سے بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا سست نہ ہو جائیں آپ ہر حال میں مستعد رہتے اور حق سے کوتاہی نہ کرتے اور نہ ہی حق سے تجاوز فرماتے سب سے افضل آپ کے نزدیک وہ ہوتا جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا اور آپ کے نزدیک وہ شخص بڑے مرتبے والا ہوتا جو لوگوں کی مدد اور غم خواری کرتا ان سے اچھا برتاؤ کرتا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد گرامی سے آقا کی مجلس مبارک کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا حضور ﷺ اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے۔ آپ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے۔ ہر بیٹھنے والے کو اس کا حق دیتے اور سب سے اس طرح پیش آتے کہ کوئی یہ نہ سمجھتا کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ باعزت ہے آپ ﷺ کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق سب کے لیے تھا چنانچہ آپ ﷺ لوگوں کے لیے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ ﷺ کے نزدیک برابر تھے۔

حضور ﷺ کی مبارک مجلس حلم، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی، نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی کسی کی عزت پر عیب لگایا جاتا۔ اہل مجلس آپس میں برابر ہوتے تھے صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے اہل مجلس تواضع و عاجزی کرتے، بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے، حاجت مندوں پر ایثار کرتے اور مسافر کے حقوق کا خیال رکھتے تھے (شمائل ترمذی)

https://www.ashrafia.net

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی

اس ظلمت کدہ عالم اور اس دنیا میں اللہ رب العالمین جل جلالہ نے انسانوں کی ہدایت اور فلاح کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء کرام کو بھیجا جنہوں نے بھٹکتی ہوئی انسانیت کو سیدھی راہ دکھائی اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ایمانی عطا کیا۔

اس کائنات میں اللہ رب العالمین نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش پیغمبر علیہم السلام بھیجے ہر نبی کو اور رسول کو کسی خاص علاقے اور شہر کی طرف مبعوث فرمایا جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ہے

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

ترجمہ: ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا۔

(پارہ:۸، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:۷۳)

وَاِلٰی مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

ترجمہ: ہم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو قوم مدین کی طرف بھیجا

(پارہ:۸، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:۸۵)

لیکن جب تاجدارِ انبیاء حبیبِ کبریاء سرورِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ساری کائنات کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ عطا فرمایا لیکن حضور ﷺ کو بے شمار معجزات عطا فرمائے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے فرمایا:

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

ترجمہ: اور بعض کو بے شمار درجوں کی بلندی عطا کر دی۔

(پارہ:۳، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۲۵۳)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے فرمایا کہ اس سے مراد حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات والا صفات مراد ہے کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ رب العالمین نے تمام انبیاء پر بلندی عطا فرمائی۔ اس آیت میں اللہ رب العالمین نے یہ فرمایا کہ آپ کو درجات کی بلندی عطا کی ہے یہ نہیں فرمایا کہ کتنے درجات کی بلندی عطا کی ہے کیونکہ عالم اعداد میں کوئی عدد ایسا نہیں جو آپ کے درجات کو بیان کر سکے اور کسی حد اور کسی عدد کا ذکر نہ فرما کر اس پر متنبہ کیا ہے کہ آپ کے درجات کا کوئی شمار نہیں ان کی کوئی حد نہیں کہ آپ رحمۃ اللعالمین اور خاتم النبیین ہیں لواء الحمد اور مقام محمود پر فائز ہیں۔ تمام سابقہ شریعتوں کے ناسخ ہیں کوثر و سلسبیل کے ساقی ہیں، عالم میثاق میں تمام انبیاء و

https://www.ashrafia.net

مرسلین سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے کا عہد و پیماں لیا گیا آپ تمام انبیاء و مرسلین کے قائد ہیں، شب معراج کو اللہ رب العالمین نے آپ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ روزِ حشر تمام اہل محشر کو آپ کی شفاعت کی احتیاج ہوگی آپ کی اُمت کو تمام اُمتوں پر فضیلت دی گئی، کائنات اللہ کو راضی کرتی ہے اور اللہ آپ کو راضی فرماتا ہے اور ایسے بہت سے فضائل وخصائص ہیں جو صرف آپ ہی کو حاصل ہیں۔

خصوصیاتِ محمدی قرآن کی روشنی میں:

۱) رحمۃ اللعالمین ﷺ ہونے کی وجہ سے افضل ہونا:

جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی تو بھیجا ہے۔ (پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر: ۱۰۷)

آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور وجود و بقا میں ہر چیز کو رحمت کی ضرورت ہے تو ساری کائنات آپ کی محتاج ہوئی اور محتاج علیہ، محتاج سے افضل ہوتا ہے۔

۲) تمام انبیاء اور رسولوں کے نبی ہونے کی وجہ سے آپ کا افضل الرسل ہونا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں تم کو جو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس ایک عظیم رسول آجائیں جو اس کتاب اور حکمت کی تصدیق کریں جو تمہارے پاس ہیں، تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اس کا اقرار کرلیا؟ اور اس پر میرے بھاری عہد کو قبول کرلیا، ان سب نے کہا ہم نے اقرار کیا، فرمایا سو گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (پارہ: ۳، سورۂ آل عمران، آیت نمبر: ۸۱)

اس آیت سے واضح ہوا کہ انبیاء سابقین میں سے جس نبی کے زمانے میں بھی آپ مبعوث ہوجاتے اس نبی پر لازم ہوتا کہ وہ آپ پر ایمان لائے اس سلسلے میں امام ابن جریر رضی اللہ عنہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کے بعد جس نبی کو بھی بھیجا اس سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق اس سے عہد لیا کہ اگر اس نبی کی زندگی میں حضور ﷺ مبعوث ہوجائیں تو وہ ضرور ضرور ان پر ایمان لائے اور ضرور ضرور ان کی نصرت کرے اور اپنی قوم کو بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دے۔

(جامع البیان، ج:۳، ص:۲۳۶)

اس سے معلوم ہوا تمام انبیاء و رسل حکماً اور تقدیراً ہمارے نبی ﷺ کی اُمت ہیں اور نبی اُمت سے افضل ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ ﷺ تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں۔

https://www.ashrafia.net

۳) خاتم الانبیاء ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کا افضل ہونا:

جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے آخر۔

(پارہ: ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر: ۴۰)

نبی آخر الزماں ﷺ آخر النبیین ہیں۔ ہر نبی کی شریعت بعد میں آنے والے نبی سے منسوخ ہوتی رہی اور حضور اقدس ﷺ آخر الانبیاء ہیں اور قیامت تک کے لیے نبی ہیں اس لیے آپ کی شریعت باقی اور غیر منسوخ ہے اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہوں۔ اس سلسلے میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پانچ اسماء ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں میں ماحی ہوں جس کے سبب سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے میں حاشر ہوں لوگ میرے قدموں میں جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب (آخری نبی) ہوں''۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۰۱)

خصوصیاتِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ:

۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال: بعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب و بینا انا نائم رایتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میں نے خود کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے لیے لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں تھما دی گئیں۔

اس حدیث مبارکہ میں تین خصوصیات جو اللہ رب العالمین نے اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کو عطا کیں ان کا ذکر آپ ﷺ نے خود فرمایا۔ اس میں پہلی چیز جوامع الکلم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ جب کلام فرماتے تو مختصر سے جملے میں پورا سمندر سمٹ جاتا۔ آج ہم دو گھنٹے کی تقریر میں وہ بات نہیں کر سکتے جو مدینے والے آقا ﷺ ایک جملے میں بیان فرما دیتے۔ دوسری چیز جب کوئی سرکارِ دو عالم ﷺ سے ملاقات کے شرف کے لیے حاضر ہوتا تو پہلے ہی اس پر رعب طاری ہو جاتا۔ تیسری چیز زمین کے خزانوں کی کنجیاں اللہ رب العالمین نے دستِ مصطفیٰ ﷺ میں تھما دیں۔ اب جس کو بھی جس قسم کی دولت چاہیے وہ دربارِ مصطفیٰ ﷺ سے حاصل کر سکتا ہے

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

۲) عن جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی کان کل نبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی کل احمر

https://www.ashrafia.net

واسود واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی وجعلت لی الارض طیبۃ طھورا ومسجدا فأیما رجل ادرکۃ الصلاۃ صلی حیث کان ونصرت بالرعب بین یدی مسیرۃ شھر واعطیت الشفاعۃ۔ (رواہ مسلم واحمد والبزار)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی (نبی) کو نہیں دی گئیں پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں، پہلے کسی نبی کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں ہوتا تھا وہ صرف میرے لیے حلال کر دیا گیا اور صرف میرے لیے تمام روئے زمین پاک اور سجدہ گاہ بنا دی گئی لہٰذا جو شخص جس جگہ بھی نماز کا وقت پائے وہاں نماز پڑھ لے اور ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جانے والے رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

اس حدیث مبارکہ میں سرکارِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ نے ان پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا جو اللہ رب العالمین نے آپ ﷺ کو خاص عطا فرمائیں۔ پہلی چیز یہ کہ انبیائے سابقین کو جب دنیا میں مبعوث کیا جاتا تو انہیں کسی قوم یا علاقے کی طرف بھیجا جاتا لیکن جب سرکارِ انبیاء ﷺ کو اس کائنات میں مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ کی رسالت کسی شہر یا علاقے کے لیے نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لیے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا۔ دوسری چیز یہ کہ انبیائے سابقین اور ان کی اُمت کے لیے پہلے مالِ غنیمت حلال نہیں ہوتا تھا لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ کے لیے اللہ رب العالمین نے مالِ غنیمت کو حلال فرمایا۔ تیسری خصوصیت یہ کہ سابقہ اُمتوں کے لیے عبادت کی کوئی خاص جگہ مخصوص ہوتی کہ وہ صرف وہیں پر عبادت کر سکتے تھے لیکن آقا ﷺ کے طفیل اُمتِ محمدیہ ﷺ پر یہ رب نے کرم فرمایا کہ تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا کہ وہ جہاں بھی نماز کا وقت پائیں تو زمین کے پاک حصے پر نماز ادا کرلیں۔ چوتھی خصوصیت آقا ﷺ نے فرمایا کہ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی سرکارِ دو عالم ﷺ کی شانِ مبارکہ یہ تھی کہ جب کوئی آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتا تو ایک ماہ کی مسافت سے اس پر آپ ﷺ کا رعب طاری ہوجاتا، یہ بھی خصوصیتِ محمدی ہے۔ پانچویں اور آخری خصوصیت فرمایا: مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ شفاعت ایک عظیم منصب اور مقام ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اپنی اُمت اور دیگر اُمتوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

۳) عن حذیفۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ فضلنا علی الناس بثلاث جعلت صفوفنا کصفوف الملائکۃ و جعلت لنا الارض کلھا مسجداً وجعلت تربتھا لنا طھوراً اذا لم نجد الماء و ذکر خصلۃ أخریٰ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمیں دیگر لوگوں پر تین چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنا دی

https://www.ashrafia.net

گئیں، ہمارے لیے تمام روئے زمین سجدہ گاہ بنادی گئی اور اس کی مٹی پانی نہ ملنے کے وقت ہمارے لیے پاک کرنے والی بنادی گئی (راوی نے) ایک خصوصیت کا بھی ذکر کیا (وہ خصوصیت سورۂ بقرہ کی آخری آیات ہیں) اسے امام مسلم نے روایت کیا۔

امام نسائی، ابن حبان، ابن خزیمہ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سورۂ بقرہ کی یہ آخری آیت عرش کے نیچے خزانے سے دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو دی گئیں نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی۔

اس حدیث میں تین خصوصیات کا ذکر فرمایا گیا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنادی گئیں یہ پہلی خصوصیت دوسری خصوصیت تمام روئے زمین سجدہ گاہ بنادی گئی ہے اور اس کی مٹی پانی نہ ملنے کے وقت ہمارے لیے پاک کرنے والی بنادی گئی جسے اصطلاحِ شریعت میں تیمم کہا جاتا ہے تیسری خصوصیت راوی فرماتے ہیں کہ وہ سورۂ بقرہ کی آخری آیات ہیں۔

امام نسائی، امام ابن حبان ودیگر کی روایت میں ہے کہ آقائے دو عالم نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا کہ: سورۂ بقرہ کی آخری آیات مجھے عرش کے نیچے خزانوں سے دی گئی ہیں یہ وہ آیات ہیں جو نہ مجھ سے پہلے کسی کو دی گئیں ہیں نہ میرے بعد کسی دی جائیں گیں۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ﴿۲۸۵﴾

ترجمہ: رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اُترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

(پارہ:۳، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۸۵)

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَاۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَاۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖۚ وَ اعْفُ عَنَّاٙ وَ اغْفِرْ لَنَاٙ وَ ارْحَمْنَاٙ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ﴿۲۸۶﴾

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

(پارہ:۳، سورۃ البقرہ، آیت: ۲۸۶)

https://www.ashrafia.net

سیرت طیبہ کے فروغ میں مصنوعی ذہانت کا کردار

صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی

ایک صاحب نے اپنے ساتھی سے پوچھا: تم نے اپنے بچوں کو کس ادارے میں داخل کرایا ہے جناب!، دوسرا ساتھی بولا: میں نے اپنے بچوں کو کسی ادارے میں نہیں پڑھایا بلکہ میں خود ہی انہیں بنیادی تعلیم دے کر یونیورسٹی آف یوٹیوب سے مصنوعی ذہانت (اے آئی) سکھا رہا ہوں۔

ارے!! یہ مصنوعی ذہانت کیا ہے؟؟ پہلے صاحب بولے۔ تمہیں نہیں معلوم؟؟ اب آگے آنے والا دور تو اسی کا ہے دوسرے صاحب نے فرمان جاری کیا اور مزید کہنے لگے کہ: اگر اپنی اولاد کو تم کچھ بنانا چاہتے ہو تو مصنوعی ذہانت سکھاو کیونکہ چند سالوں بعد تو ان امیدواروں کو نوکریاں بھی نہیں ملیں گی جنہیں یہ علم نہیں آتا ہوگا۔ پھر ہمارے بچے کہاں جائیں گے۔ یہ سن کر پہلے صاحب بے فکری سے بولے: ارے بھئی! ہمارے بزرگوں نے ان ضخیم کتابوں کو پڑھا ہے اور ہم نے بھی انہی کتابوں سے فیض حاصل کیا ہے تو اب اس نوجوان نسل کو کیا موت آئی ہے کہ یہ نہیں پڑھتے اور ویسے بھی میں تو اپنے بچوں کو دینی تعلیم ہی دوں گا اور دنیاوی مہارتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ٹھیک ہے جناب! دوسرے صاحب بولے: اگر آپ نہیں مانتے تو نہ مانیں، کتابوں کا احترام بجا ہے، مگر میں بھی آپ کے گوش گزار کرتا چلوں کہ اگر مستقبل میں دینی تعلیم وتبلیغ کا کام کرنا ہے تو ابھی سے مصنوعی ذہانت کو سیکھنا اور سکھانا ہوگا اور اسلامی مآخذ کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنا ہوگا، ورنہ آپ بھی ناامید لوگوں کی صفوں میں شمولیت حاصل کر کے یہی کہیں گے کہ: ''اس دور میں علم پڑھنے والے نہیں ہیں'' حالانکہ علم کو جدید تقاضوں کے مطابق پڑھانے والے اور پھیلانے والے نہیں ہیں۔

حقیقت تو یہی ہے کہ موجودہ دور میں نسل نو کی تربیت ایک چیلنج بن چکی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، خاص طور پر سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے استعمال نے نوجوانوں کے اخلاق وکردار پر گہرا اثر ڈالا ہے۔موجودہ دور میں نوجوان نسل ڈیجیٹل تبدیلیوں کی وجہ سے اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے۔ سیرتِ طیبہ کے اصولوں پر مبنی حقیقی تربیتی طریقے، اگرچہ مضبوط اخلاقی بنیاد فراہم کرتے ہیں لیکن جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ہم آہنگی

https://www.ashrafia.net

اور موثر اندازِ اطلاق کے فقدان کا شکار ہونے کی وجہ سے نوجوان نسل اس سے دور ہوتی جارہی ہے۔ دوسری طرف مصنوعی ذہانت (AI) جیسی ٹیکنالوجیز نے تعلیم وتربیت کے شعبے میں انقلاب برپا کیا ہے، لیکن ان کا استعمال اکثر غیر اسلامی اقدار یا مادی مفادات کے تابع ہوتا ہے۔ تاہم آج کے جدید ڈیجیٹل دور میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ:

''کیا مصنوعی ذہانت (AI) کو سیرتِ طیبہ سے ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کے لیے کوئی مؤثر ذریعہ بنایا جا سکتا ہے؟ اگر ہاں، تو اس کے لیے کن اصولوں اور طریقوں کو اپنانا ضروری ہوگا؟''

سب سے پہلے تو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مصنوعی ذہانت کیا ہے؟

مصنوعی ذہانت کی تعریف:

اسٹورٹ رسل اور پیٹر نورویگ کی کتاب A Modern Artificial Intelligence Approach میں مصنوعی ذہانت کی تعریف یوں دی گئی ہے:

Artificial Intelligence is the study of agents that receive percepts from the environment and perform actions

ترجمہ: مصنوعی ذہانت ایسے ایجنٹس کے مطالعے کا نام ہے جو ماحول سے معلومات حاصل کرتے ہیں اور اس کے مطابق عمل انجام دیتے ہیں۔

اسی طرح ایلن ٹورنگ کے مطابق:

Artificial Intelligence is the science of making machines do things that would require intelligence if done by humans

ترجمہ: مصنوعی ذہانت وہ علم ہے جس کے ذریعے مشینوں کو وہ کام کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے جو اگر انسان انجام دے تو اسے ذہانت کی ضرورت ہو۔

اسلامی نقطہ نظر سے AI کا استعمال:

مصنوعی ذہانت (AI) ایک جدید ٹیکنالوجی ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں انقلاب برپا کر رہی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو اس کے استعمال کے بارے میں مختلف پہلوؤں سے غور کرنا ضروری ہے، جیسے کہ اس کی جائز حیثیت کیا ہے اس کے فوائد ونقصانات کیا ہو سکتے ہیں اور اس کی اخلاقی حدود کیا ہیں کیونکہ دین اسلام ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، بشرطیکہ وہ انسانیت کے فائدے میں ہو اور شرعی اصولوں کے مطابق ہو۔ جہاں مصنوعی ذہانت شریعت کے خلاف معلومات فراہم کرے گی وہاں اس معلومات سے اعراض کرنا ہر مسلمان پر واجب وضروری ہے۔

تعلیم وتربیت کے میدان میں مصنوعی ذہانت کا کردار:

اے آئی کے ذریعے تعلیمی اور تربیتی مواقعوں میں اضافہ ہوا ہے اگر انسانی نفسیات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو جو سوالات لوگ آپس میں ایک دوسرے سے نہیں پوچھ سکتے تھے وہ اب اے آئی سے بہ آسانی معلوم کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ذاتی

https://www.ashrafia.net

علم، پیشہ ورانہ تعلیم وغیرہ کے حصول میں بھی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔اگر پاکستان کی ہی صرف حالیہ پالیسیوں کو دیکھا جائے تو اردو نیوز کی رپورٹ کے مطابق ''حکومت نے 10 لاکھ نوجوانوں کو (AI) کی تربیت فراہم کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔اس پالیسی کے تحت، ہائر ایجوکیشن کمیشن کے کل وظائف کا 30 فیصد مصنوعی ذہانت کے شعبے کے لیے مختص کیا جائے گا اور گریڈ 12 سے 22 کے سرکاری ملازمین کے لیے (AI) آگاہی ورکشاپس منعقد کی جائیں گی''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (AI) کے ذریعے تعلیمی اور تربیتی مواقعوں میں بہت اضافہ ہوا ہے اور ابھی ہو بھی رہا ہے چنانچہ اس کی چند مثالیں رسائل اور مضامین کے حوالوں کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

ذاتی نوعیت کی تعلیم (Personalized Learning):

AI ہر طالب علم کے سیکھنے کے انداز، رفتار اور کمزوریوں کو سمجھ کر ایک منفرد تعلیمی منصوبہ بنا رہا ہے اور عالمی سطح پر AI کے استعمال سے تعلیمی نظام میں تبدیلیاں آرہی ہیں۔مثال کے طور پر Coursera اور Khan Academy جیسے پلیٹ فارمز AI کا استعمال کرتے ہوئے ذاتی نوعیت کی معلومات فراہم کرتے ہیں۔یہ پلیٹ فارمز، ڈریم باکس جیسے ایڈاپٹو لرننگ پلیٹ فارمز AI الگورتھمز کا استعمال کرتے ہوئے طلبہ کے سیکھنے کے انداز کے مطابق مواد پیش کرتے ہیں۔اسی طرح، خان اکیڈمی نے AI پر مبنی ٹیوٹرنگ سسٹم متعارف کرایا ہے جو طلبہ کو ذاتی نوعیت کی تعلیم فراہم کرتا ہے۔

ذہین ٹیوٹرز (AI Tutors):

AI پر مبنی ورچوئل ٹیچرز اور چیٹ بوٹس طلبہ کی مدد کے لیے ہمہ وقت دستیاب ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر Socratic Google اور ChatGPT جیسے پلیٹ فارمز طلبہ کے سوالات کے جوابات دے سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق، 6ویں سے 12ویں جماعت کے 71 فیصد طلبہ نے ہوم ورک میں مدد کے لیے AI چیٹ بوٹس کا استعمال کیا ہے۔

خودکار گریڈنگ سسٹم (Automated Grading):

AI کے ذریعے طلبہ کے امتحانات اور اسائنمنٹس کی خودکار جانچ کی جاسکتی ہے، جس سے اساتذہ کا وقت بچ جاتا ہے۔اس کے لیے Grammarly اور Turnitin جیسے AI سافٹ ویئر بنائے گئے ہیں۔ذرائع کے مطابق Turnitin جو 1998 میں کیلیفورنیا، امریکہ میں بنایا گیا، اب تک 500 ملین سے زائد تحقیقی مقالہ جات اور تھیسز کی جانچ کرچکا ہے۔پاکستان میں، ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) نے 150 جامعات کو Turnitin کی سہولت فراہم کی ہے، جس میں 114 سرکاری جامعات شامل ہیں۔HEC نے اب تک Turnitin کو 10.1 ارب روپے ادا کیے ہیں''۔

ایسے ہی اگر Grammarly کو دیکھا جائے تو یہ ایک اور AI پر مبنی سافٹ ویئر ہے۔یہ پلیٹ فارم 16 بلین ویب پیجز اور

https://www.ashrafia.net

ڈیٹا بیس سے زیادہ پر مشتمل ہے۔

ورچوئل اور آگمینٹڈ لرننگ:

(Augmented Learning Virtual)

AI کے ذریعے ورچوئل ریلیٹی (VR) اور آگمینٹڈ ریلیٹی (AR) کا استعمال کر کے عمل و تربیت فراہم کی جارہی ہے۔

مثال کے طور پر Google Expeditions کے ذریعے طلبہ ورچوئل فیلڈ ٹرپس پر جاسکتے ہیں۔ Google Expeditions جیسی ایپلی کیشنز طلبہ کو ورچوئل فیلڈ ٹرپس پر جانے کی سہولت فراہم کرتی ہیں، جس سے وہ دنیا بھر کے تاریخی مقامات، قدرتی مناظر اور سائنسی تجربات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اے آئی نے تعلیم و تربیت کے میدان میں طلبہ اور اساتذہ دونوں کے لیے بڑی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ ان میں سے اکثر اے آئی ٹولز سے تعلیم کے میدان میں معاونت ممکن ہی نہیں بلکہ وقوع بھی ہے۔ مگر یاد رہے کہ ان ٹولز کا غلط استعمال طلبہ کے لیے پریشانی کا باعث بھی ہو سکتا ہے اور انہیں تعلیم و تربیت کے میدان سے دور بھی کر سکتا ہے۔

اخلاقی اقدار کے فروغ میں AI کا ممکنہ کردار:

اسلامی تعلیمات اور اخلاقی تربیت کے لیے اب تک چند ممالک نے AI ایپلی کیشنز بنالی ہیں اور ان کے ذریعے نہ صرف نوجوان بلکہ ہر عمر سے تعلق رکھنے والا شخص رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اسلامک ایجوکیشن میں AI کے تجربات میں ترکی میں DIBA نامی ایپ جو اسلامی علوم کو AI کے ساتھ پڑھاتی ہے اور اسی طرح سعودی عرب کا پروجیکٹ جو عربی متنوں کو AI سے تحلیل کرتا ہے۔ اگر ہم غیر اسلامی ممالک میں دیکھیں تو وہاں بھی اخلاقیات سکھانے کے لیے اے آئی ٹولز بنانے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے مگر اب تک کی تخلیقات خاصی ناکافی محسوس ہوتی ہیں۔

سیرت مبارکہ کے فروغ کے لیے مصنوعی ذہانت کا استعمال کیسے ممکن ہے؟

مصنوعی ذہانت کو کیسے طریقوں سے اسلامی اصولوں اور سیرت النبی ﷺ سے ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے مگر یہاں دو طریقے ذکر کیے جارہے ہیں۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ موجودہ اے آئی کو اپڈیٹ کیا جائے اور سیرت طیبہ کی مختلف زبانوں میں لکھی گئی تمام کتابیں، رسالے اور مضامین کی کوڈنگ اس میں شامل کی جائے۔ علاوہ ازیں نوجوانوں نسل کے اخلاقی مسائل پر مبنی سوالات کا بھی اضافی کیا جائے۔ خاص طور سے سیرت طیبہ کے وہ پہلو جو اخلاقیات سے متعلق ہیں انہیں بالتفصیل اس میں شامل کیا جائے تو ممکن ہے کہ موجودہ مصنوعی ذہانت کے ٹولز کسی حد تک سیرت مطہرہ سے ہم آہنگ ہو جائیں گے اور نوجوانوں کے لیے سیکھنے میں آسانی پیدا کریں گے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سیرت مطہرہ کے متعلق رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ایک علیحدہ سے سیرت چیٹ بوٹ یا اے آئی ٹول بنالیا جائے کہ کوئی بھی سائل کسی بھی مسئلہ سے متعلق سوال

https://www.ashrafia.net

کرے اور مصنوعی ذہانت کے ذریعے سیرت طیبہ کے مطابق اسے جواب مل جائے۔ یہ طریقہ ڈیپ سیک کے آنے کے بعد کافی حد تک قابل عمل نظر آرہا ہے کیونکہ اب تک یہ وہ واحد اوپن سورس سافت وئیر ہے کہ جسے آپ پلے اسٹور سے بھی ڈاؤن لوڈ کر کے استعمال کر سکتے ہیں یا اس کا کورڈ ڈاؤن لوڈ کر کے اپنے کمپیوٹر پر اس پرسنل اے آئی کو چلا سکتے ہیں۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ آپ اسے اپنے استعمال کے مطابق ترتیب دے سکتے ہیں اور آپ کو سیرت النبی ﷺ کی تعلیمات جاننے کے لیے علیحدہ سے اپنا اے آئی ماڈل اپنے کمپیوٹر پر حاصل ہو جائے گا۔

عملی تجاویز اور حل:

موجودہ دور میں نوجوانوں کے اخلاقی چیلنجز کو پیش نظر رکھتے ہوئے AI کو سیرت النبی ﷺ سے ہم آہنگ کرنے کی عملی تجاویز مندرجہ ذیل ہیں۔

... اسلامی اسکالرز اور AI ڈویلپرز کا مشترکہ فورم بنانا۔

... اوپن سورس ڈیٹا سیٹس میں قرآن، احادیث، اور سیرت طیبہ کی کتب کو ڈیجیٹل اور لیبلڈ شکل میں دستیاب بنانا۔

... لسانی پیچیدگی ختم کرنے کے لیے عربی زبان کی نفاستوں کو AI ماڈلز میں شامل کرنا۔

... AI کے ذریعے طلباء کی اخلاقی ترقی کے لیے سیرت سے ہم آہنگ ڈیش بورڈ تیار کرنا۔

... سیرت طیبہ کے مطابق ورچوئل مربی (Virtual Mentors) بھی تیار کیا جا سکتا ہے جس میں سیرت طیبہ سے جڑے واقعات کو ورچوئلی دکھایا جا سکے مگر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کوئی تصویر نہ بنائی جائے کیونکہ ان کی صورت جیسی صورت بنانا بالکل ناممکن ہے مثلاً غزوہ بدر کا مجازی دورہ

... گیمفیکیشن (Gamification) کے ذریعے اسلامی اقدار پر مبنی AI گیمز (جیسے "اخلاقی ہیرو بنو")۔

... گلوبل نیٹ ورکنگ سے دنیا بھر کے نوجوانوں کو AI کے ذریعے سیرتِ طیبہ کی تربیت سے جوڑنا۔

اگر ہم اس جدید ٹیکنالوجی کو اپنا دشمن سمجھنے کے بجائے اس کے اچھے استعمالات پر توجہ دیں تو ہمیں بحیثیت مسلم قوم ایک جدید طریقہ تبلیغ و تربیت میسر آسکتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ

تمام عالم اسلام کو

ادارہ "الاشرف" کی جانب سے

1500 واں

جشنِ عیدِ میلاد النبی ﷺ

مبارک ہو

https://www.ashrafia.net

ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک

حضرت علامہ کفایت احمد رتوی صاحب

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (پ۶ ۵۶)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا

حضور تاجدار مدنی ﷺ ماہ ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کو پیر کے روز اس عالم افروز میں جلوہ گر ہوئے اور اسی مقدس مہینے میں بارہ ہی تاریخ کو پیر ہی کے دن اس دنیا سے پردہ فرمایا

حاشا وکلا کوئی شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ حضور اکرم ﷺ خدا ہیں (معاذ اللہ) اور آپ پر موت نہیں آئی۔ بلکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تخلیق اللہ نے کی اور آپ ﷺ پر موت حاضر ہوئی۔ مگر بعد از وصال بھی آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں، اُمت اور اس کے جملہ حالات کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں، امت کے ہر قول وفعل سے باخبر بھی ہیں لیکن یہ کہنا کہ حضور سراپا نور ﷺ مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! اللہ ہمیں اس فاسد عقیدے سے محفوظ رکھے۔

موت ایک لمحے کے لیے حاضر ہوئی اور حضور اقدس ﷺ نے اسے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد حضور سرور کونین ﷺ کے اسی حیات جسمانی وحقیقی کے ساتھ زندہ ہیں جس طرح کہ پہلے تھے۔ البتہ پردہ ضرور فرما گئے ہیں۔ بلا تمثل یوں سمجھیے کہ پاکستان میں سورج غروب ہوجائے تو اس کے معنی یہ ہرگز نہیں کہ سورج کا وجود معدوم ہو چکا ہے۔ بلکہ وہ ہماری نگاہوں سے اُوجھل ہوکر کسی دوسرے خطے میں اپنی کرنیں بکھیرتا ہے۔ پاکستان میں جب رات ہوتی ہے اس وقت امریکہ میں دن ہوتا ہے۔ اسی طرح امام الانبیاء ﷺ کے وصال شریف کے یہ معنی ہیں کہ اب آفتابِ محمدیت قبر میں طلوع ہوکر اپنی ضیاء سے عالمین کو منور کر رہا ہے۔ خبردار!!! یہ وہم نہ آنے پائے کہ حضور ﷺ اب نہیں یا اِنہیں ہماری خبر نہیں ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا اور وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

https://www.ashrafia.net

اللہ نے حیاتِ شہداء کا ذکر کلامِ مجید میں فرمایا مگر ان کی زندگی اُخروی و معنوی ہے مگر حیات محمد رسول اللہ ﷺ شہداء کے مانند نہیں بلکہ آپ ﷺ کی زندگی حسی و دنیاوی ہے یعنی جس طرح حقیقی اور جسمانی طور پر آپ ﷺ اس دنیا میں حیات تھے، بالکل اسی طرح قبر انور میں زندہ ہیں۔

چنانچہ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یعنی جان لو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات علماء کرام کے نزدیک ایک اتفاقی چیز ہے۔ جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی شہیدوں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی زندگی سے بہت کامل اور قوی ہے کہ شہیدوں کی زندگی معنوی اور اُخروی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی حسی اور دنیاوی۔ (مدارج النبوۃ، ص:۲۶۳)

شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فیصلہ فرمایا دیا کہ انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور حسی و دینوی زندگی رکھتے ہیں تو پھر ثابت ہو گیا کہ میرے آقا سرورِ عالم محمد رسول اللہ ﷺ جو کہ باعثِ تخلیق کون و مکاں ہیں۔ ان کی حیات کسی قدر کامل اور قوی ہوگی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

تُو زندہ ہے واللہ تُو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میرے آقا سرکارِ دو عالم ﷺ کے معجزات ان گنت ہیں کائنات کی کوئی شے ایسی نہیں جس پر آپ کا حکم نہ چلتا ہو۔ زمین و زماں، مکیں و مکاں، چنیں و چناں ہر چیز پر آپ کا قبضہ ہے۔ جانوروں کا سجدہ کرنا، سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا، چاند کا شق ہونا، ڈوبے ہوئے آفتاب کا پلٹنا، ان جیسے لاتعداد معجزات کو دیکھنے کے بعد ممکن تھا کہ لوگ حضورِ اقدس ﷺ کو خدا کہنے لگتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخلوق کو اس گناہ سے بچانے کے لیے اپنے محبوب پر موت وارد فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ حضور انور ﷺ رسولِ خدا تو ہیں مگر خدا نہیں کیونکہ ذات لم یزل تو موت سے مبرا و منزہ ہے۔ وہاں تو آن کی آن کے لیے بھی موت کا تصور نہیں ہو سکتا مگر بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں ملک الموت حاضر ہوئے اور اجازت حاصل کرنے کے بعد روح مبارک کو قبض کیا پھر روح انور کو اسی لمحہ دوبارہ جسم مقدس کی زینت بنا دیا گیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جن کے ایمانی کمالات اور عشق کے درجات نہایت بلند ہیں نے یہ مسئلہ ایک چھوٹے سے شعر میں حل فرما دیا کہ ؎

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر اتنی کہ فقط آنی ہے

حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ پر شرح مواہب میں جو ایمان افروز دلائل باندھے ہیں وہ ایک مسلمان کے لیے کافی ہیں۔

امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے مواہب لدنیہ میں لکھا:

وَمِنْ خَصَائِصِہٖ ﷺ وَحَیٌّ فِی قَبْرِہٖ

یعنی ''حضور سیدِ عالم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں''۔

https://www.ashrafia.net

امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے اس پر ایک شبہ فرما کر اس کا جواب دیا کہ اگر کوئی شخص یہ آیت پڑھے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ

ترجمہ: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

(پارہ:۲۳، سورۃ الزمر، آیت:۳۰)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یعنی بے شک اس آیت کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی جناب میں موت حاضر ہوئی مگر موت آنے کے بعد قائم نہیں رہی بلکہ حضور انور ﷺ پھر زندہ فرما دیئے گئے۔ (جواھر البحار، ج:۱، ص:۲۷)

متحدہ ہندوستان کا ایک بادشاہ شاہ جہاں گزرا ہے، اب اس کا ذکر یوں کیا جائے کہ شاہِ جہاں ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ بادشاہ ہے کہنا اب غلط ہوگا کیونکہ اب وہ نہیں مگر شاہِ دوجہاں ﷺ کے متعلق آج بھی یہی کہا جاتا ہے محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ تھے سب یہی کہتے ہیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ترجمہ یہی بتا رہا ہے کہ ذاتِ گرام اب بھی ہے

جب تکمیل دین سے متعلق وحی نازل ہوئی تو اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دل شکستہ ہوگئے کہ اس آیت شریفہ سے حضور ﷺ کے وصال شریف کی خبر مل رہی ہے، اس لیے کہ حضور ﷺ جس مقصد کے لیے تشریف لائے تھے وہ پورا ہو گیا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ ہم سے پردہ فرما جائیں گے، چنانچہ جب وہ وقت آیا اور آپ کو مرض شریف لاحق ہوا تو جبرئیل امین علیہ السلام ملک الموت کو لے کر حاضر ہوئے جبرئیل امین علیہ السلام کے ساتھ ایک اسماعیل نامی فرشتہ بھی آیا جو کہ ایک لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے اور اس کے ماتحت فرشتے ہیں ہر ایک فرشتہ ایک لاکھ فرشتوں کا حاکم ہے۔ سلام عرض کیا ملک الموت نے عرض کی کہ: ''یارسول اللہ ﷺ اللہ نے مجھے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ آپ کے حاکم کے مطابق کام کروں''۔ ملک الموت کی یہ عاجزی دیکھیے وہ بھی اس دربار سے اجازت لے کر کام کرتا ہے پھر جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ خدا آپ کا مشتاق ہے اور آپ کو چاہتا ہے، یہ بات سن کر سیدِ عالم ﷺ نے عزرائیل کو روح قبض کرنے کی اجازت دے دی''۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۲۵۳)

جس طرح آفتاب کے چھپ جانے سے عالم میں اندھیرا چھا جاتا ہے، اسی طرح آفتابِ احمدیت ﷺ کے پردہ فرما لینے سے صحابہ کرام کی نظروں میں ساری دنیا اندھیر ہوگئی۔

ایک مرتبہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اتر کر ان کے حجرے کی زمین میں چھپ گیا ہے۔ آپ نے یہ خواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈی سانس لے کر فرمایا: ''خدا! اُمت کا مددگار ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اُمت مدینے کے چاند کے چھپ جانے کے بعد اندھیروں میں بھٹکتے پھریں۔ جب مخبر صادق ﷺ کا وصال شریف ہوا اور قبر انور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں بنی تو

https://www.ashrafia.net

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے عائشہ! تیرے خواب کی یہی تعبیر تھی، آج وہ چاند تیرے حجرے میں چھپ گیا''۔

حضور رحمت عالم ﷺ کی جدائی کا صدمہ صحابہ کرام نے جس قدر محسوس کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ صحابہ کرام کا دل اب مدینہ شریف میں نہ لگتا تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام کو جانے لگے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بلال! نہ جاؤ'' تو وہ بولے۔ اب میرا دل یہاں نہیں لگے گا۔

چنانچہ تاب فرقت نہ لاتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام سدھارے سال بھر حلب میں رہے۔ ایک بار خواب میں حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! تُو نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا''۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خواب میں ہی لبیک کہی اور مدینہ پہنچ گئے۔ مدینہ میں غل مچ گیا کہ مؤذنِ رسول ﷺ تشریف لائے ہیں۔ سب کے اصرار پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو سب کو حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری کا زمانہ یاد آ گیا اور سب رونے لگے۔ ایک عجیب سا سماں تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ پر پہنچے تو سامنے رُخِ مصطفےٰ ﷺ کو نہ پا کر غش کھا کر گر پڑے بہت دیر بعد اُٹھے اور روتے ہوئے شام واپس چلے گئے۔

اللہ رب ذوالجلال ہمیں حضور جانِ عالم ﷺ کا سچا اُمتی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا فرمائی تو مال و اولاد میں برکت ہو گئی

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بیٹا ہے یہ آپ ﷺ کا خادم ہے لہٰذا اس کے لیے دعا فرما دیں۔ یہ سن کر حبیب مکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللهم اكثر ماله وولده وبارك له فيما اعطيته

''یا اللہ! اس کے مال میں برکت عطا کر، مال زیادہ کر اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تُو نے اس انس کو عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے''۔

(ترمذی شریف، ج:۲،ص:۲۴۶)(مشکوۃ شریف،۵۷۵)

ایک روایت میں یوں بھی ہے یا اللہ! اس کی عمر زیادہ کر اور اسے جنت میں میرا رفیق بنا۔ تو یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ عام باغات میں کھجوروں پر سال میں ایک بار پھل لگتا لیکن حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے باغ میں سال میں دو بار پھل لگتا اور اولاد میں ایسی برکت ہوئی کہ آپ کے ایک سو اٹھائیس بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور پوتے پوتیاں تو بہت زیادہ تھے۔ آپ نے ننانوے (۹۹) سال عمر پائیں یہ سب برکتیں حبیبِ خدا ﷺ کی برکت سے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج:۱۱،ص:۲۱۶)

https://www.ashrafia.net

قسط آخری

حضرت خواجہ مخدوم سیدنا

علاؤالدین علی احمد صابر کلیری نور اللہ مرقدہٗ

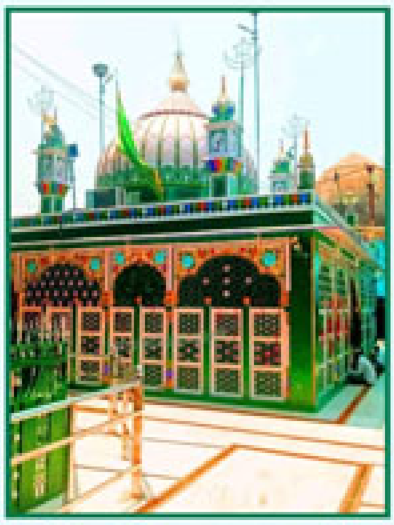

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

اس وقت آپ پر شدید محویت واستغراق کی کیفیت طاری تھی اور ظاہر ہے کہ اس کیفیت سے باہر لانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی کیونکہ جلالِ صابری کے اثرات وہ کلیر میں داخل ہوتے ہی محسوس کر چکے تھے۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

اور دوسری بات یہ تھی کہ وہ خود درویش کامل تھے۔ صحو وسکر محویت واستغراق ان تمام کیفیات سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ جو شخص اس کیفیت میں ہو اور یہ کیفیت عرصۂ دراز سے اس پر طاری ہو اسے اس کیفیت سے باہر لانا آسان نہیں اس لیے انہوں نے ایک بہترین عمل کیا اور وہ یہ تھا کہ حضرت صابر پاک قدس سرہ کی پشت کی جانب کھڑے ہو کر بلند آواز سے تلاوتِ قرآن شروع کر دی کیونکہ آپ بہت خوش الحان تھے جیسے ہی کلامِ الٰہی کے الفاظ آپ کے کانوں میں پہنچے اسی وقت جسمِ مبارک میں جنبش پیدا ہوئی اور جنبش پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا کیونکہ جس کے عشق اور ذکر میں آپ مشغول تھے جب اسی کا کلام سنا تو اس کیفیت سے باہر آ گئے حضرت شیخ شمس الدین ترک نے جب محسوس کیا کہ حضرت صابر پاک قدس سرہ اس کیفیت سے باہر آ رہے ہیں تو آپ نے تلاوت روک دی حضرت صابر پاک نے فرمایا: ”تلاوت بند نہ کرو جاری رکھو اسی میں ہماری زندگی ہے“۔ حضرت شیخ شمس الدین نے عرض کی حضور آپ کا یہ غلام کمزور ہے زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکتا حضرت صابر پاک نے جواب میں فرمایا ”کھڑے نہیں رہ سکتے تو بیٹھ کر پڑھو“ حضرت شیخ شمس الدین نے عرض کی غلام کی کیا مجال کے آقا کے سامنے بیٹھ جائے جب کہ اس کے سامنے آقا کھڑا ہو حضرت صابر پاک نے فرمایا: ”اچھا ہم بھی بیٹھ جاتے ہیں“ اسی کے بعد حضرت صابر پاک قدس سرہ حضرت شیخ شمس الدین کے سہارے فرشِ خاک پر ہی بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ شمس الدین کافی دیر تلاوت کرتے رہے اور حضرت صابر پاک سنتے رہے۔ جب تلاوت مکمل ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”تمہاری قرأت نے ہماری روح کو تازہ دم کر دیا“ اور خوش ہو کر پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ حضرت شیخ شمس الدین نے عرض کی: حضور

https://www.ashrafia.net

کی خدمت وقربت۔ آپ نے فرمایا ''ہم نے قبول کی''۔ اس کے بعد اپنے پیرومرشد بابا فریدالدین شکر گنج کا حال دریافت کیا حضرت شیخ شمس الدین نے عرض کی: حضور! میں انہی کے حکم سے یہاں پر حاضر ہوا ہوں اور پھر پاک پٹن کا پورا واقعہ ان کے سامنے بیان کر دیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہ کچھ عرصے بعد دوبارہ پاک پٹن شریف لے گئے اور حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کلیر شریف کے تمام حالات اور حضرت صابر پاک کی کیفیت بیان کی۔ جس کو سن کر حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ نے خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا اور شیخ شمس الدین کی تعریف کی۔ آپ نے بھی خوش ہو کر شیخ سے پوچھا مانگو کیا مانگتے ہو۔ شیخ نے عرض کی حضور صابر پاک کی خدمت وصحبت مانگتا ہوں فرمایا ''جاؤ تمہیں عطا کر دی'' اب تم کلیر روانہ ہو جاؤ اور تمہارا حصہ وہیں ہے چنانچہ آپ پاک پٹن سے روانہ ہوئے اور سفر کرتے ہوئے دوبارہ کلیر شریف حضرت صابر پاک کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان کی صحبت میں رہ کر فیوض وبرکات حاصل کرنے لگے۔ آپ عرصۂ دراز تک ان کی صحبت میں رہے بعض روایت کے مطابق آپ نے چالیس برس حضرت صابر پاک کی خدمت میں گزارے۔ یقیناً ان چالیس برسوں میں حضرت شیخ شمس الدین قدس سرہ نے حضرت صابر پاک قدس سرہ سے کیا کچھ حاصل کیا ہوگا اور کتنے روحانی مقامات ان کی نظرِ کیمیا اثر سے طے کیے ہونگے وہ ہمہ وقت آپ کی خدمت میں رہتے۔

شیخ شمس الدین قدس سرہ کو خلافت عطا کرنا:

پھر وہ وقت آیا کہ حضرت صابر پاک قدس سرہ نے خرقہ وخلافت اور پانی پت کی ولایت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ اب تم پانی پت روانہ ہو جاؤ۔ حضرت شیخ شمس الدین کو اپنے پیرومرشد حضرت صابر پاک قدس سرہ سے بے پناہ محبت تھی وہ آپ سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے لیکن پیرومرشد نے حکم دیا کہ: ''اس جنگل میں رہو گے تو مخلوقِ خدا تم سے کیسے فیض حاصل کرے گی۔ لہٰذا حکمِ ربی یہی ہے کہ اب تم کلیر کی حدود سے باہر نکلو اور مخلوقِ خدا کو فیض پہنچاؤ۔ کیونکہ تشنگانِ معرفت تمہارے منتظر ہیں''۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک علیہ الرحمہ جب کلیر سے روانہ ہونے لگے تو حضرت صابر پاک قدس سرہ نے ایک ارشاد فرمایا کہ: ''شاہی لشکر میں ملازمت اختیار کرنا لیکن اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنا یعنی دنیا والوں سے چھپائے رکھنا۔ جس دن تم لوگوں پر ظاہر ہو گئے وہ ہماری زندگی کا آخری دن ہوگا''۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک علیہ الرحمہ پانی پت روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر بادشاہ کے لشکر میں ملازمت اختیار کر لی۔ شیخ کے حکم کے مطابق اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ سلطان غیاث الدین بلبن قلعہ اوس کو فتح کرنا چاہتا تھا لیکن اسے اس میں کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ ایک دن تیز آندھی چلی اور ایسا طوفان آیا کہ سب کے خیمے گر گئے، میدانِ جنگ میں تباہی مچ گئی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا صرف شیخ شمس الدین کا خیمہ اپنی جگہ قائم رہا یہاں تک کہ اس کے اندر چراغ بھی جلتا رہا۔ شاہی سقہ آگ

https://www.ashrafia.net

کی تلاش میں ادھر ادھر پھر رہا تھا اسے ایک خیمہ اپنی جگہ قائم نظر آیا اور اس میں چراغ جلتا ہوا بھی دیکھا جب وہ اندر داخل ہوا تو حضرت شیخ تلاوتِ قرآن میں مصروف تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: اگر آگ چاہتے ہو تو لے جاؤ وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ دوسرے روز یہی شخص آپ سے ملنے کے لیے جب پہنچا تو حضرت شیخ تالاب میں وضو فرما رہے ہیں اور سخت سردی میں بھی تالاب کا پانی گرم تھا۔ جب یہ دو معاملات دیکھے تو اسے یقین ہو گیا کہ آپ ولی کامل ہیں اگر چہ آپ نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا تھا بلکہ ایک سپاہی کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔ سقہ نے سلطان غیاث الدین بلبن کو آپ کے مقام سے آگاہ کیا اور کہا کہ اگر قلعہ اوس کی فتح چاہتے ہو تو ان سے دعا کراؤ۔ یہ آپ کی فوج میں ایک سوار کی حیثیت سے ہیں چنانچہ سلطان غیاث الدین بلبن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی حضرت شیخ شمس الدین نے ارشاد فرمایا کہ میری تین شرطیں ہیں ایک تو یہ کہ میرا استعفیٰ منظور کرلو یعنی اب میں ملازمت نہیں کروں گا، دوسرا یہ کہ میری تنخواہ اسی وقت ادا کر دو اور تیسری یہ کہ میں یہاں سے تین میل دور جا کر دعا کروں گا۔ بادشاہ نے تینوں شرطیں مان لی حضرت شیخ نے فرمایا: ''جب تمہیں یقین ہو جائے کہ میں یہاں سے تین میل دور جا چکا ہوں تو قلعے پر حملہ کر دینا کامیاب ہو جاؤ گے''۔

وصال مبارک:

جب یہ واقعہ پیش آیا تو اسی وقت آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت صابر پاک قدس سرہ کا یہ ارشاد یاد آیا کہ ''جب تم لوگوں پر ظاہر ہو جاؤ گے وہی دن ہماری زندگی کا آخری دن ہوگا''۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اسی رات آپ نے خواب دیکھا کہ حضرت صابر پاک قدس سرہ آپ سے فرما رہے ہیں:

''شمس الدین میں دنیا سے جا رہا ہوں، تم جلد از جلد کلیر پہنچو''

حضرت شیخ شمس الدین ترک یہ خواب دیکھتے ہی کلیر شریف کی جانب روانہ ہو گئے اور جب کلیر پہنچے تو عجیب و غریب منظر دیکھا کہ حضرت صابر پاک قدس سرہ وصال فرما چکے تھے اور آپ کے جسمِ مبارک کے چاروں طرف شیر بیٹھے ہوئے ہیں جیسے کہ آپ کی حفاظت کر رہے ہوں۔ جب انہوں نے حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کو دیکھا تو سر جھکا کر جنگل کی جانب روانہ ہو گئے۔ حضرت شیخ شمس الدین اپنے پیر و مرشد کی تدفین کے بعد کلیر شریف میں رہنا چاہتے تھے لیکن ان کا ارشاد گرامی یہ تھا کہ تدفین کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں رہنا چنانچہ آپ ارشاد کی تعمیل میں کلیر شریف سے روانہ ہو گئے اور پانی پت پہنچ گئے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔

حضرت صابر پاک قدس سرہ کا وصال مبارک 13 ربیع الاوّل 790ھ بروز جمعرات کلیر شریف میں ہوا اور ایک روایت کے مطابق 764ھ میں۔ (گلدستۂ اولیاء، ص:۴۱۶)

جب کہ صاحبِ مراۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ آپ کا وصال مبارک 13 ربیع الاوّل 690ھ سلطان علاؤ الدین خلجی کے دور میں ہوا۔ (مراۃ الاسرار، ص:۸۵۷)

https://www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: 18 سال سے کم عمر کے نکاح کے متعلق اسلامی نقطہ نظر واضح کریں؟

جواب: گزشتہ دنوں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں رکن قومی اسمبلی شرمیلا فاروقی کی جانب سے امتناع عقد بندی اطفال بل پیش کیا گیا۔ جس کی رو سے 18 سال سے کم عمر لڑکا اور لڑکی کے نکاح کو ملک پاکستان میں ممنوع قرار دیا گیا اور اسے چائلڈ ابیوز قرار دے کر اس کی سزائیں مقرر کی گئیں۔ جب کہ اسلامی نظریاتی کونسل اس بل کو مسترد کر چکی ہے اور شرعی اعتبار سے بھی کسی لحاظ سے اس بل کو منظور نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

عالمی تناظر:

قدیم و جدید کسی بھی تہذیب و کلچر میں شادی کی کوئی عمر مقرر نہیں کی گئی۔ نہ سابقہ ادیان میں اور نہ ہی آج کے اس جدید دور میں علاوہ ازیں امریکہ کہ جسے ان لبرلز اور سیکولرز کا مرکز ہونے کا اعزاز حاصل ہے میں کم عمر میں شادی کا رواج عام ہے۔ 18 سال سے کم عمر کے یہ نوجوان جو قانونی طور پر بچے کہلاتے ہیں تاہم نصف سے زائد امریکی ریاستوں میں شادی کی کم سے کم عمر مقرر نہیں کی گئی۔ 2000ء سے 2018ء کے درمیان تقریباً 3 لاکھ نابالغوں (اٹھارہ سال سے کم عمر) کی قانونی طور پر شادی ہوئی ہے۔ ان میں سے 86 فیصد لڑکیاں تھیں۔ جن کی شادی بالغ مردوں سے ہوئی۔ ان میں اکثر کی عمر 16 یا 17 سال تھی اور کچھ کیسز میں لڑکیاں 12 یا 13 سال کی بھی تھیں اور عالمی سطح پر سب سے زیادہ کم عمری کی شادی کی شرح رکھنے والے ممالک میں۔ نائجیریا، وسطی افریقی جمہوریہ اور چاڈ وغیرہ ہیں جہاں 50 فیصد سے زائد کی شرح ہے۔ مزید یہ کہ اقوام متحدہ کی کم عمری میں شادی کی روک تھام اور 18 سال کی عمر کی پابندی لگانے کی سفارش کی توثیق نہ کرنے والے ممالک میں امریکہ اقوام متحدہ کے اراکین ممالک میں اکیلا ہے۔ اس سب عالمی تناظر کے باوجود پاکستان جو کہ ایک اسلامی ریاست ہے میں اس قانون کا پیش ہونا اور اس بل کا پاس ہو جانا یقیناً افسوس کا باعث ہے۔

فطری اصول:

شادی کے لیے کم از کم 18 سال کی عمر کی قید لگانا نہ صرف مذہبی

https://www.ashrafia.net

بلکہ انسانی فطری اصول کے بھی خلاف ہے کیونکہ شادی کی فطری کوئی عمر مقرر نہیں کی جاسکتی کہ اس پر تمام کا متفق ہونا ناممکن ہے کیونکہ یہ ثقافتوں، معاشروں اور انفرادی حالات کے لحاظ سے مختلف ہوسکتی ہے۔ بہت سے مقامات پر جسمانی صحت کی نشوونما کی بنیاد پر لڑکا یا لڑکی جلد اس قابل ہوجاتے ہیں کہ عمل زوجیت ادا کرسکیں اور معاشرتی طور پر عموماً دیہات اور گاؤں میں رہنے والے افراد مالی اعتبار سے بھی اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ خرچ اُٹھا سکیں۔ لہٰذا 18 سال کا ایک قانون بنا کر ہر قسم کے معاشرے اور حالات سے تعلق رکھنے والوں پر اسے لاگو کرنا اور عمل نہ ہونے پر سزائیں دینا کس طرح درست قرار دیا جاسکتا ہے

معاشرتی فلاح اور بے حیائی سے بچاؤ:

18 سال کی عمر کی شرط لگانا معاشرے کے لیے بھی نہایت تباہ کن ہے کیونکہ ایک ایسا معاشرہ کہ جہاں بلوغت کی عمر تقریباً 18 سال بھی اگر رکھی جائے تو انسانی فطری اصول کے مطابق بلوغت کے بعد شہوت کا پیدا ہونا لازمی امر ہے اور ایسا معاشرہ کہ جہاں مخلوط تعلیمی نظام، سوشل میڈیا کا بے دریغ استعمال اور بے حیائی کے بے بہا راستے موجود ہوں اور زنا نہایت آسان ہو وہاں نکاح کی خواہش کے باوجود نکاح نہ کرنا بہت سی معاشرتی برائیوں کو جنم دے گا۔ جن میں پھر ناجائز بچوں کی پیدائش اور ان کا قبل یا بعد از ولادت قتل سرِ فہرست ہے۔ اس طرح یہ بل خود ایک طرح سے بچوں کے حقوق کو پامال کرنے کا دعوت نامہ بنے گا۔

اسلامی نقطہ نظر:

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے لہٰذا فطرت کے عین مطابق اس میں نکاح کا حکم و تصور عام ہے جس میں کسی عمر کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ یہاں تک کہ نابالغہ کا نکاح بھی اگر اس کا ولی کرادے تو وہ بھی منعقد ہو جاتا ہے اور اس میں تمام فقہی مسالک کا اجماع ہے کہ باپ اگر اپنی نابالغ بیٹی یا بیٹے کا نکاح کروائے تو منعقد ہو جاتا ہے جب کہ بلوغت کی زیادہ سے زیادہ عمر بھی لڑکی کے لیے 12 سال اور لڑکے کے لیے 15 سال ہے جو کہ موجودہ بل کے لحاظ سے پھر بھی کم ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ طلاق کی آیت نمبر 4 میں ارشاد فرمایا کہ:

وَ الّٰٓیِٴْ یَىٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍۙ وَّ الّٰٓیِٴْ لَمْ یَحِضْنَؕ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا۔

ترجمہ: ''اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا''۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مختلف مسالک کے قدیم وجدید ائمہ وعلماء کے اقوال و آراء پیش خدمت ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ یہ امت کا متفقہ مسئلہ ہے اور اس کے خلاف کی ہرگز گنجائش نہیں۔

https://www.ashrafia.net

۱) مشہور تابعی قتادہ نے لم یحضن (جنہیں ابھی حیض نہ آیا ہو) کی تشریح میں کہا: وہ باکرہ دوشیزائیں جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچیں

(تفسیر دُرِ منشور مترجم ج:6،ص:614،ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)

۲) تیسری صدی ہجری کے مشہور اور قدیم ترین مفسر امام طبری (متوفی 310ھ) نے اس سے مراد ایسی چھوٹی بچیاں ہی لیا ہے کہ جنہیں چھوٹی عمر کی وجہ سے ابھی تک حیض نہیں آیا اور ہمبستری کے بعد طلاق ہوئی ہو۔

"و کذلك عدد اللائی لم یحضن من الجواری لصغر یا ذا لتحرن آزواجھرن بعد الدخول"۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن/طبری)

۳) تیسری صدی ہجری کے مشہور محدث امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری (التوفی 256ھ) نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے:

باب نکاح الرجلِ وَلَدَہُ الصغار ''آدمی اپنی نابالغ بچی کا نکاح کرسکتا ہے''۔ اس کے بعد سورۃ الطلاق کی اسی آیت کے لفظ کو کوٹ کرتے ہوئے کہا: القوبِ تَعَالٰی: (وَاللاتی تم نجن) فجعل بأشھدایۃ الشھر قبل البلوغ

''یعنی اللہ تعالیٰ نے عورت کی بلوغت سے پہلے اس کی عدت تین ماہ مقرر کی''۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، قبل حدیث:45132)

۴) تیسری چوتھی صدی ہجری کے مشہور فقیہ امام طحاوی (متوفی 321ھ) نے بھی اس سے مراد وہی چھوٹی بچیاں لی ہیں، جنہیں حیض نہیں آیا و کانت الصغیرۃ التی لم تحض از اطلقت فد خلت فی العدۃ (احکام القرآن للطحاوی ج:2،ص:402،طبع استنبول)

۵) چوتھی پانچویں صدی ہجری کے امام ثعلبی (متوفی 427ھ) نے بھی چھوٹی عمر والی ہی بیان کیا۔ وَاللائی لم یحضن یعنی بھن الصغار۔ (تفسیر الکشف والبیان/ثعلبی)

۶) پانچویں صدی ہجری کے امام ابوالحسن واحدی (متوفی 468ھ) نے بھی چھوٹی بچیاں ہی مراد لی ہیں کہ جنہیں ابھی حیض نہیں آیا۔ فعدتھن ثلاثۃ (أشھر واللائی لم یحضن) یعنی: الصغار۔ (الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز/واحدی)

۷) پانچویں صدی ہجری کے ہی مشہور محدث و مفسر امام بغوی (متوفی 516ھ) نے بھی یہی لکھا کہ اس سے مراد وہ چھوٹی بچیاں ہیں جنہیں ابھی حیض (آیا ہی نہیں تو ان کی عدت بھی تین ماہ ہے) یعنی الصغار اللائی لم یحضن فعدتھن أیضاً ثلاثۃ أشھر (تفسیر معالم التنزیل/بغوی)

۸) پانچویں و چھٹی صدی ہجری کے ماہر لغت و کلام مفسر علامہ زمخشری (متوفی 538ھ) نے بھی یہی کہا ہے کہ جنہیں حیض نہیں آیا کیونکہ وہ عمر میں چھوٹی ہیں۔ "وال سی لم یحضن ھن الصغائر" (الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل/زمخشری)

۹) ساتویں صدی ہجری کے ممتاز مفسر امام قرطبی (متوفی 671ھ) نے بھی اپنی تفسیر میں یہی شرح کی کہ اس سے مراد چھوٹی بچیاں ہیں کہ ان کی (عدت بھی تین ماہ ہوگی) یعنی الصغیرۃ فعدتھن ثلاثہ اشھر (تفسیر الجامع لاحکام القرآن/قرطبی)

۱۰) ساتویں صدی ہجری کے ہی امام الکلام ابوالبرکات نسفی (متوفی 710ھ) نے بھی اس کی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ وہ چھوٹی

https://www.ashrafia.net

بچیاں جن کو ابھی حیض نہیں آیا ان کی عدت بھی تین ماہ ہے۔ "هن الصغائر و تقديره واللائي لم يحضن فعدتهن ثلاثة أشهر" (تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التأویل/نسفی)

۱۱) ساتویں آٹھویں صدی ہجری کے مفسر امام خازن (متوفی 725ھ) نے بھی یہی شرح بیان کی کہ اس سے مراد ایسی چھوٹی بچیاں ہیں کہ جنہیں (حیض ابھی نہیں آیا) يعني الصغائر اللاتي لم يحضن بعد فعدتهن أيضاً ثلاثة أشهر۔

(التفسیر لباب التأویل فی معانی التنزیل/خازن)

۱۲) آٹھویں صدی ہجری کے مشہور نحوی و مفسر امام الاندلسی (متوفی 754ھ) نے بھی اس میں ان بچیوں کو شامل کیا ہے جنہیں کمسنی کی وجہ سے ابھی (حیض آتا ہی نہیں)۔"و الظاهر أن قوله:(واللائي لم يحضن يشمل من لم يحض لصغر، و من لا يكون لها حيض البتة" (تفسیر البحر المحیط/ابو حیان)

۱۳) آٹھویں صدی ہجری کے مشہور و معروف محدث امام المفسرین ابن کثیر (متوفی 774ھ) نے بھی اس آیت کی تفسیر میں صاف لکھا ہے کہ اس سے وہ چھوٹی بچیاں مراد ہیں جو ابھی اس عمر کو پہنچی ہی نہیں کہ انہیں حیض آئے۔"و كذا الصغار اللائي لم يبلغن سن الحيض"۔ (تفسیر القرآن العظیم/ابن کثیر)

دور قدیم ہی نہیں دور جدید میں بھی علماء نے اس آیت کی تفسیر میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ قرآن کی اس آیت میں چھوٹی بچیوں کی مدت عدت بیان ہوئی ہے کہ جنہیں ابھی حیض نہیں آیا۔

۱۴) ماضی قریب کے مشہور سلفی عالم و مفسر شیخ عبد الرحمن ناصر السعدی اسی آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں: ”یعنی چھوٹی لڑکیاں جن کو ابھی حیض نہیں آیا ان کی عدت بھی تین ماہ ہے“۔

(تفسیر السعدی اردو، دار السلام، لاہور)

۱۵) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی ”جنہیں ابھی حیض نہ آیا“ کی تشریح میں لکھتے ہیں: یعنی بچپن کی وجہ سے، ان کی عدت بھی تین مہینے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

۱۶) دیوبندی مکتبہ فکر کے مفتی محمد شفیع نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا: اور اس طرح جن عورتوں کو اب تک بوجہ کم عمری کے حیض نہیں آیا (ان کی عدت بھی تین مہینے ہے)۔ (معارف القرآن)

سوال: عبارت میں بریکٹ والے الفاظ خود مفتی صاحب کے ہیں۔

۱۷) مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اس آیت کی تشریح میں کم سنی کو بھی شمار کرتے ہوئے لکھا: ”اس عمر میں نہ صرف لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے بلکہ شوہر کا اس کے ساتھ خلوت کرنا بھی جائز ہے۔ اب یہ بات ظاہر ہے کہ جس بات کو قرآن نے جائز قرار دیا ہو اسے ممنوع قرار دینے کا کسی مسلمان کو حق نہیں پہنچتا۔

(تفہیم القرآن ج:5، ص: 571)

۱۸) ہمارے ہاں عام طور جدت پسند سمجھے جانے والے اور غیر روایتی عالم شمار کیے جانے والے علامہ امین احسن اصلاحی اسی آیت کی تشریح میں صغیرہ: (چھوٹی بچی) کی عدت کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ لکھا:

یہی صورت اس کو بھی پیش آسکتی ہے جس کو ابھی اگرچہ حیض نہیں

https://www.ashrafia.net

آیا ہے لیکن وہ مدخولہ ہے۔ چنانچہ اس بنیاد پر آئسہ غیر مدخولہ اور صغیرہ غیر مدخولہ کے لیے تو کسی عدت کی ضرورت نہیں ہے لیکن آئسہ یا صغیرہ، جس کو حیض نہ آیا ہو، اگر مدخولہ ہو تو ان کے بارے میں چونکہ شبہ کا امکان ہے اس وجہ سے ان کے لیے عدت ہے۔ (تدبر قرآن، ج:8،ص:442)

سورۃ طلاق کی آیت 4 میں الم یحضن کی تشریح میں آج کچھ لوگ معنوی تحریف کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لیے تفصیل سے ہر دور کے علماء و مفسرین سے اس کی تشریح پیش کر دی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر دور کے آئمہ مفسرین و علماء کا یہی موقف رہا ہے کہ اس سے مراد وہ نابالغ اور چھوٹی بچیاں ہیں جنہیں ابھی حیض نہیں آیا اور ان کی مدت عدت بھی قرآن نے تین مہینے مقرر کی ہے۔ اس آیت کی اس تشریح میں تابعین اور امام طبری سے لے کر موجودہ دور میں مفسرین تک کوئی ایک مفسر میرے علم میں نہیں جس نے اس آیت میں نابالغ بچی کی عدت کا انکار کیا ہو۔

چنانچہ وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت کی زیر نگرانی سینکڑوں علماء و محققین کی محنت سے تیار ہونے والے اسلامی فقہ کے انسائیکلوپیڈیا میں کہا گیا فرمان باری الائی لم یحضن سے مراد نابالغ بچیاں ہیں، لہٰذا ان کی عدت تین ماہ ہوگی، اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ (موسوعہ فقہیہ، ج:27، ص:60، مجمع الفقہ الاسلامی الهند)

اس تفصیل سے تو بالکل واضح ہے کہ نکاح ہی نہیں بلکہ رخصتی و ہمبستری کے لیے بھی بچی کی بلوغت ہرگز کوئی شرط نہیں کیونکہ یہ بات طے ہے کہ عدت صرف اس پر ہو سکتی ہے جس کا نکاح ہونے کے بعد ہمبستری بھی کی جا چکی ہو۔ دیکھئے سورۃ الاحزاب آیت: 49 اس کی رُو سے جس کے ساتھ ہمبستری نہ ہوئی ہو اس پر تو سرے سے کوئی عدت ہی نہیں۔

مشہور محدث نووی لکھتے ہیں: "واما وقت زفاف الصغيرة المزوجة والدخول بها: فإن اتفق الزوج والولی علی شیء لا ضرر فیه علی الصغيرة: عمل به.

(شرح مسلم للنوی، ج:9، ص:206)

یعنی چھوٹی بچی کی شادی کے بعد جہاں تک رخصتی اور ہمبستری کے وقت کا تعلق ہے تو جب دولہا اور بچی کا ولی کسی چیز پر اتفاق کر لیں جس میں بچی کے لیے کچھ حرج نہیں تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

مشہور اہلحدیث مفسر مولانا عبدالرحمن اسی آیت کی تشریح میں نابالغ لڑکیوں کو شمار کرتے ہوئے لکھا: یا وہ نابالغ لڑکیاں جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا ہو۔ ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نابالغ بچیوں کی شادی بھی جائز ہے اور ان سے صحبت کرنا بھی جائز ہے۔ (تفسیر القرآن، ج:4، ص:475)

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر تبیان الفرقان میں اس آیت کے تحت ملاجیون علیہ الرحمہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ آیت کے یہ الفاظ صغیرہ یعنی نابالغہ کو بھی شامل ہیں اور اس خاتون کو بھی شامل ہیں جو حیض کی بجائے اپنی عمر کی وجہ سے بالغہ ہوئی ہو (اسے کبھی حیض نہ آیا ہو، حتی

https://www.ashrafia.net

کہ پندرہ سال کی عمر ہونے پر وہ شرعاً بالغہ قرار پائی ہو) صاحب ہدایہ نے اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ" اگر کسی عورت کو حیض نہ آتا ہو چاہے کم سنی کی وجہ سے ہو یا عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے تو ان دونوں کی عدت بھی تین مہینے ہے۔ اسی طرح جو عورت اپنی عمر کے ذریعہ بالغہ قرار پائی ہو اور اسے کبھی حیض نہ آیا ہو اس کی عدت بھی تین مہینے ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، ص:715، مکتبہ حقانیہ پشاور)

یونہی اگر احادیث وسیرت طیبہ کا جائزہ لیا جائے تو خود حضور سید عالم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے 6 سال کی عمر میں نکاح اور 9 سال کی عمر میں رخصتی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس عمر میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور بلوغت کے بعد وطی بھی درست ہے اگر چہ بلوغت 9 برس کی عمر میں ہی کیوں نہ ہوئی ہو۔

البتہ صغیرہ سے وطی و دخول کے حوالے سے ائمہ کی مختلف آراء ہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ائمہ کا صغیرہ سے دخول کے متعلق اختلاف ہے، بعض کے نزدیک بالغ ہونے تک دخول نہ کیا جائے اور بعض کے نزدیک جب 9 سال کی ہو جائے تو دخول کیا جا سکتا ہے اور یہی بحر الرائق میں ہے۔ جب کہ اکثر علماء ومشائخ کے نزدیک اس سلسلہ میں کوئی عمر مقرر نہیں بلکہ اس میں طاقت کا اعتبار ہے کہ اگر جسمانی اعتبار سے اتنی قوت ہے کہ دخول کی متحمل ہو سکتی ہے اور کسی مرض کا خوف نہیں ہے تو اگر چہ 9 سال کی عمر کو نہ پہنچی ہو اس کے شوہر کو دخول کی اجازت ہے اور اگر جسمانی اعتبار سے کمزور ہے اور مرض کا خوف ہے تو اگر چہ 9 سال سے زائد عمر ہو شوہر کو دخول کی اجازت نہیں دی جائے گی اور یہی صحیح قول ہے۔

(کتاب النکاح، الباب الرابع فی الأولیاء فی النکاح، ص:287، ج:1، رشیدیہ)

ان تمام دلائل و براہین سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قومی اسمبلی میں پیش کیا جانے والا بل اسلامی نقطہ نظر سے کسی بھی طور قابل قبول نہیں ہے۔ لہذا حکومت پاکستان اور بالخصوص مقننہ کو چاہیے کہ وہ اس سلسلہ میں بلکہ کسی بھی ایسے مسئلے کے متعلق کہ جس کے حوالے سے اسلامی نصوص سے احکام واضح ہو رہے ہوں فیصلہ کرنے سے قبل ملک کے جید علماء سے مشاورت کرے تاکہ کسی قسم کے انتشار اور مسلمانوں کی دل آزاری سے بچا جا سکے اور ایک بہتر فلاحی معاشرے کا قیام عمل میں آ سکے۔

اِک درخشندہ صورت پہ روشن درود
ماہتابِ صداقت پہ روشن درود
آفتابِ شفاعت پہ روشن درود
مہر چرخِ نبوت پہ روشن درود
گل باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(جناب ہلال جعفری صاحب)

https://www.ashrafia.net

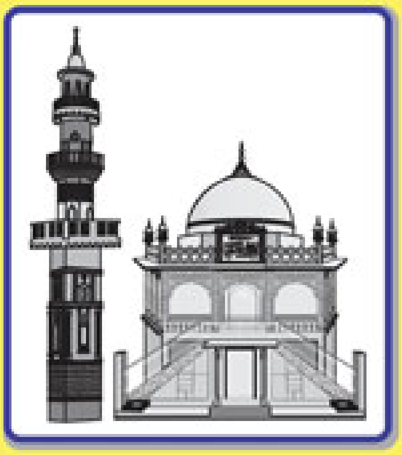

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

عرسِ مخدوم سمنانی قدس سرہ:

۱۹ر جولائی ۲۰۲۵ بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء، جامع مسجد عمر فاروق سیکٹر 11-A نارتھ کراچی میں حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے عرس کے سلسلے میں محفل منعقد کی گئی جس میں کثیر تعداد میں مریدین و معتقدین نے شرکت کی۔ اس محفل میں خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت مخدوم سمنانی نوراللہ مرقدہ کے حالات وواقعات پر گفتگو کی۔ خطاب سے قبل صاحبزادہ حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی، جناب محمود الحسن اشرفی نے ہدیۂ نعت و مناقب پیش کیں۔ محفل کے اختتام پر لنگرِ اشرفیہ کا بھی اہتمام ہوا۔

سالانہ عرسِ مبارک:

۲۰ جولائی بروز اتوار بعد نماز عشاء، نیومیمن مسجد بولٹن مارکیٹ میں عظیم الشان محفلِ عرس حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ منعقد کی گئی۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں ''نظر'' کے موضوع پر مدلل اور مفصل گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ''نظر اچھی بھی ہوتی ہے، نظر نیک بھی ہوتی ہے، نظر بُری بھی ہوتی ہے، نظر بد بھی ہوتی ہے اور نظر بد جہاں انسان کو بیمار کرتی ہے تو نظر نیک انسان کو صحت یاب کردیتی ہے''۔ اس محفل میں کثیر تعداد میں علماء ومشائخ نے شرکت کی۔ حلقۂ اشرفیہ، کھارادر کی جانب سے ہر سال یہ محفل میمن مسجد، بولٹن مارکیٹ میں سجائی جاتی ہے۔ آخر میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام حاضرین اور حلقۂ اشرفیہ کے کارکنان اور مسجد کی انتظامیہ کے لیے خصوصی دعا فرمائی اور لنگر کا بھی اہتمام ہوا۔

محفلِ نعت و بیان:

۲۱ جولائی بروز پیر بعد نمازِ عشاء، خانقاہِ اشرفیہ، اورنگی ٹاؤن میں محفلِ نعت و بیان بسلسلہ عرسِ مخدوم سمنانی قدس سرہ منعقد کی گئی جس میں علاقے کے ثناخواں حضرات نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔ خصوصی خطاب مخدوم زادہ سید مکرم

https://www.ashrafia.net

اشرف جیلانی نے فرمایا۔ آپ نے حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی زندگی کے حالات و واقعات اور ان کا خاندانی پسِ منظر بیان کیا۔ خطاب سے قبل مولانا مفتی سہیل اشرفی نے بارگاہِ مخدوم سمنانی میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا محفل کے اختتام پر خصوصی دعا اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

سہ روزہ مرکزی سالانہ عرسِ اشرفیہ:

تارک السلطنت محبوب یزدانی، میر احد الدین مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نوراللہ مرقدہ کا تین روزہ مرکزی سالانہ عرسِ اشرفیہ درگاہِ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی میں نہایت عقیدت اور شان وشوکت کے ساتھ منایا گیا۔ عرسِ مبارک کے پہلے روز بعد نمازِ فجر غسل شریف ہوا، بعد نمازِ عصر سندل وگاگر شریف اور جلوسِ چادر شریف کا اہتمام ہوا جس میں کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت نے شرکت کی۔ چادر شریف کے بعد موئے مبارک کی زیارت کا اہتمام ہوا۔ بعد نمازِ عشاء محفلِ میلاد منعقد کی گئی۔ جس میں نظامت کے فرائض ابوالحسنین صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے انجام دیے۔ محفلِ نعت اور تقریرِ علمائے کرام کا سلسلہ جاری رہا۔ کثیر تعداد میں علمائے اہلسنت اور نعت خواں حضرات نے شرکت کی جن میں حضرت علامہ مولانا ظہور احمد قادری اشرفی، حضرت علامہ مولانا اسد علی قادری اشرفی، حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالصمد قادری اشرفی، حضرت علامہ ندیم احمد ندیم قادری، حضرت علامہ ریاض الحسن نعیمی اشرفی، علامہ محمد مختار اشرفی، علامہ محمد اشفاق اشرفی، جناب محمود الحسن اشرفی، جناب سید ریاض علی اشرفی ودیگر شامل ہیں مخدوم زادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے بھی عرسِ مخدوم سمنانی قدس سرہ کی اس نشست میں خطاب فرمایا اور لطائف اشرفی سے شانِ مخدوم سمنانی اور اقوالِ مخدوم سمنانی کو بیان کیا۔ اس موقع پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کی جانب سے مولانا محمد مقصود حسین نوشاہی قادری اشرفی کو خلافتِ سلسلہ اشرفیہ سے بھی نوازا گیا۔ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے ان کا تعارف پیش کیا اور ان کی خدمات کے بارے میں بتایا بعد ازاں حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے ان کی دستار بندی فرمائی اور خرقہ اور خلافت عطا فرمائی۔ درگاہِ عالیہ اشرفیہ کی روایت کے مطابق عرس کے اس موقع پر دو خادمین جو درگاہِ عالیہ اشرفیہ کی مختلف سرگرمیوں میں اپنی خدمات انجام دیتے ہیں، انہیں ''نشانِ اشرف'' سے بھی نوازا گیا۔ جن میں جناب محمد آصف اشرفی اور جناب محمد خرم اشرفی شامل ہیں۔ محفل کے اختتام پر صدارتی اور خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں لطائف اشرفی سے مخدوم سمنانی قدس سرہ کے اقوال اور چند باتوں کا ذکر کیا۔ آپ کے خطاب کا عنوان ''انسانی پیشانی خیر و شر کی نشانی'' کے متعلق مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی۔ محفل کے اختتام پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا اور لنگر اشرفیہ کا بھی اہتمام ہوا۔

https://www.ashrafia.net

عرسِ مبارک کا دوسرا دن:

بعد نمازِ عشاء تقریباً دو سے ڈھائی گھنٹے محفلِ سماع کا انعقاد ہوا ابتداء میں قل شریف اور شجرۂ عالیہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ پڑھا گیا اس کے بعد محفل سماء کی ابتداء ہوئی جس میں شاد محمد اور تاج محمد نیازی قوال ،نجم الدین ، سیف الدین قوال اور ان کے ہمنوا نے عارفانہ کلام پیش کیے۔

عرسِ مبارک کا تیسرا دن:

بعد نمازِ عصر آخری قل کی محفل منعقد کی گئی۔عصر سے مغرب تک مختصر محفلِ سماع کا انعقاد ہوا۔جس میں محمد علی اشرفی قوال اور ان کے ہمنوا نے عارفانہ کلام پیش کیا۔ بعد نمازِ مغرب ذکر حلقہ کا اہتمام ہوا جس میں اللہ ھو، حق ھو، لا الہ الا اللہ کی تکرار کرائی گئی بعد ازاں خصوصی دعا حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی عوام اہلسنت اور خصوصاً ملکِ پاکستان اور عالمِ اسلام کے لیے سلامتی اور خوشحالی کے لیے دعا فرمائی۔ الحمدللہ! عرس مبارک کے آخری روز کثیر تعداد میں عوام اہلسنت نے عرس مخدوم سمنانی قدس سرہ میں شرکت کی ۔ درگاہ شریف کا صحن، جامع مسجد قطب ربانی کی تینوں منزلیں، محفل خانہ، مقبرہ کا ہال اور درگاہ شریف کے باہر بھی گلی تک کثیر تعداد میں عوام اہلسنت موجود تھی۔ جامعہ طاہر اشرف میں خواتین کے بیٹھنے کا اہتمام ہوا اور تعداد اتنی بڑھی کہ جامعہ طاہر اشرف کی گلی میں بھی دری اور قنات لگا کر ان کے بیٹھنے کا اہتمام کیا گیا۔ دور دراز علاقوں اور شہروں سے لوگوں نے اس عرسِ مبارک اور خصوصی دعا میں شرکت کی۔عرسِ مبارک کے آخری روز بیسنی روٹی تقسیم کی گئی۔یوں تین روزہ مرکزی سالانہ عرسِ اشرفیہ مکمل ہوا۔

عرسِ مخدوم سمنانی قدس سرہ:

محفل بسلسلہ عرسِ مبارک تارک السلطنت، محبوب یزدانی، میر احد الدین حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے سلسلے میں مرکزِ درسگاہ اشرفیہ، قاسم بیلا، ملتان کینٹ میں ۲۷ محرم الحرام کو منعقد کی گئی۔جس کی صدارت نور المشائخ ابوالمجتبیٰ سید مصطفی اشرف الاشرفی الجیلانی (امیر حلقہ اشرفیہ، ملتان و فیصل آباد) نے فرمائی۔ محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد صاحبزادہ سید عثمان اشرف جیلانی اور دیگر نعت خواں حضرات نے بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیۂ نعت پیش کی۔ اس کے بعد بارگاہ مخدوم سمنانی قدس سرہ میں منقبت کا نذرانہ صاحبزادہ سید مجتبیٰ اشرف جیلانی نے پیش کیا۔صدارتی خطبہ حضرت نور المشائخ ابوالمجتبیٰ سید مصطفی اشرف اشرفی الجیلانی نے حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ کی سوانح حیات پر مختصر اور جامع گفتگو فرمائی اور خصوصی خطاب عالمی مبلغ اسلام، خطیب العصر، پاسبانِ مسلک رضا، حضرت علامہ مولانا محمد حامد سرفراز قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ (فیصل آباد) نے فرمایا۔ آپ نے اولیاء اللہ کی صفات اور مخدوم سمنانی قدس سرہ کی سیرت پر منفرد انداز میں گفتگو فرمائی۔ آخر میں حضرت نے خصوصی دعا فرمائی۔ محفل کے اختتام پر لنگر اشرفیہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔

https://www.ashrafia.net

عرسِ مبارک:

۲۶ جولائی بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء، حضرت علامہ قاری نثار الحق صدیقی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک جناب سمیع اللہ انصاری کے گھر سے متصل روڈ پر منعقد کیا گیا۔ عرسِ مبارک کی محفل بڑی شان وشوکت کے ساتھ منائی گئی جس میں کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت اور علمائے اہلسنت نے شرکت کی۔ خصوصی خطاب کے لیے حضرت علامہ پیر اجمل رضا قادری مدظلہ العالی کو مدعو کیا گیا۔ محفل کی صدارت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ خطاب کے بعد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا خصوصی دعا حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمائی۔

مخدوم سمنانی قدس سرہ کانفرنس:

۲۷ جولائی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء، حلقۂ اشرفیہ، پی۔ آئی۔ بی کالونی کی جانب سے گھانچی ہال، پی آئی بی میں عرسِ مخدوم سمنانی قدس سرہ کی محفل کا انعقاد ہوا جس میں الحاج سید محمد فرقان قادری، صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید محمود اشرف جیلانی، جناب محمد انور رضا قادری اور دیگر ثناء خواں نے ہدیۂ نعت اور منقبت پیش کی۔ خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں خانوادۂ اشرفیہ کا خاندانی پسِ منظر، حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ کی سلطنت کے حالات و واقعات اور ان کی چند کرامات کا ذکر کیا اور ساتھ ہی ساتھ عقائد اہلسنت کو دلائل کے ساتھ پیش کیا۔

عرسِ مخدوم سمنانی قدس سرہ:

۳۰ جولائی بروز بدھ بعد نمازِ عشاء، جماعت اہلسنت کراچی اور بزم رضا کی جانب سے کچھی میمن جماعت خانہ، گاڑی خاتہ میں ہر سال کی طرح اس سال بھی عرسِ مخدوم سمنانی وعرسِ سید شاہ تراب الحق قادری قدس سرہما منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب کے ابتداء میں حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ کی شان وکرامت کو بیان کیا بعد ازاں اہلسنت کی جان، سنیوں کی پہچان حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق گفتگو فرمائی۔ کثیر تعداد میں عوام اہلسنت نے اس محفل میں شرکت کی۔ خطاب کے بعد بارگاہِ مخدوم سمنانی قدس سرہ میں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے منقبت کا نذرانہ پیش کیا اور علامہ مدثر اشرفی نے حضرت شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ محفل کے اختتام پر خصوصی دعا اور لنگر کا بھی اہتمام ہوا۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سب ہی تو خوشیاں منا رہے ہیں

https://www.ashrafia.net

صلوٰۃ وسلام

اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں نور اللہ مرقدہٗ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

آپ ہیں محبوبِ عالم — مظہرِ رحمتِ مجسم
آپ پر قرباں رہیں ہم — ورد رکھتے ہیں یہ ہر دم
بخت گر بیدار ہوتا — خواب میں دیدار ہوتا
صدقے میں سو بار ہوتا — اُن کا مجھ پر پیار ہوتا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

مر رہا ہوں میں جِلا دو — شکل نورانی دکھا دو
عنبریں زلفیں سنگھا دو — اپنا سودائی بنا دو
ہو مرا مسکن مدینہ — واں کا بہتر ہے قرینہ
یاں عبث ہے اپنا جینا — یَا غیاث العالمین

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

اشرفیؔ شیدا تمہارا — کر کے دنیا سے کنارا
رکھتا ہے تم سے سہارا — لو خبر جلدی خدارا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

https://www.ashrafia.net

جشنِ میلاد النبی ﷺ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1317ھ) کی نظر میں...

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میلاد النبی ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"مولد شریف تمام اہلِ حرمین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے، البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہیں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں! مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے"۔ (شمائم امدادیہ، ص: ۴۷، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

وہ مزید لکھتے ہیں:

"ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے۔ جب صورت جواز کی موجود ہے تو پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں؟ اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے، البتہ وقتِ قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر اہتمام تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیوں کہ عالمِ خلق مقید بہ زمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے، پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں"۔

(شمائم امدادیہ، ص: ۴۷، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں"۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"رہا یہ عقیدہ کہ مجلسِ مولود میں حضور پُرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں تو اس عقیدے کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ یہ بات عقلاً اور نقلاً ممکن ہے بلکہ بعض مقامات پر واقع بھی ہوجاتی ہے، اگر کوئی یہ شبہ کرے حضرت محمد ﷺ کو کیسے علم ہوا؟ آپ ﷺ کئی جگہ کیسے تشریف فرما ہوئے تو یہ شبہ نہیں بہت کمزور شبہ ہے۔ حضورِ انور ﷺ کے علم و روحانیت کی وسعت کے آگے جو صحیح روایات سے اور اہل کشف کے مشاہدے سے ثابت ہے، یہ ادنیٰ سی بات ہے"۔ (کلیاتِ امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)